مناظرہ یادگیر

مابین

جماعت احمدیہ و اہلِ سنّت والجماعت

شائع کردہ

نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان

مشرقی پنجاب

قیمت (۲/۵۰)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

پیش لفظ

جماعت احمدیہ ایک تبلیغی جماعت ہے، جس کا قیام اللہ تعالیٰ کے خاص منشا اور وعدوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیوں کے مطابق مامور زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھوں عمل میں آیا ہے۔ اور احمدیت یہ عزم لے کر اُٹھی ہے کہ وہ اسلام کا جھنڈا اپنے ہاتھوں میں تھامے صحرا و دریا اور کوہ و دمن کو عبور کرتے ہوئے دُنیا کے ہر گوشے میں پہنچے گی اور اللہ تعالےٰ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام دُنیا کی تین ارب آبادی تک پہنچا کر ہی دم لے گی۔

ہماری گزشتہ ستر سالہ اَن تھک تبلیغی مساعی شاہد ہے اور آج ہمارے مخالفین بھی اس حقیقت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں کہ ہمارا یہ عزم محض اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے، ہمارے عمل و کردار کے ہر زاویے سے عقل و تجربہ کی کسوٹی پر پورا اُتر رہا ہے۔ اور ہم نہایت بے تابی کے ساتھ اُس روزِ سعید کے منتظر ہیں کہ جب ساری دُنیا توحیدِ حقیقی پر قائم ہو کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیواؤں سے بھر جائے۔ اور یوں یہ رُبع مسکوں امن و تہذیب کا گہوارہ بن جائے۔

آج ایک عالم جانتا ہے کہ ہماری جماعت کے مبلغین دُنیا کے قریباً تمام ممالک میں تبلیغ اسلام کا فریضہ بڑی محنت اور جانفشانی سے سرانجام دے رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ساری دُنیا تک اسلام کا پیغام پہنچانا ایک بہت بڑا کام ہے جس کے لئے مسلسل مالی اور جانی قربانیوں کی ضرورت ہے۔ اور یہ ایسا کام ہے جسے آج تک بڑی بڑی اسلامی حکومتیں اور اسلامی نام رکھنے والے بڑے بڑے ادارے بھی سرانجام نہیں دے سکے۔

پھر ظاہر ہے کہ اتنے بڑے کام کے لئے ہماری مصروفیات بھی بے اندازہ ہیں، اور ہمارے اوقات بھی پُر ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ یہ سب کچھ جاننے کے باوجود اور ہماری ان عظیم الشان مساعی کا اعتراف کرنے کے باوجود مسلمان کہلانے والے علماء ہی ہماری راہ میں سو سو طرح کے روڑے اٹکاتے ہیں اور ہماری تبلیغی طاقت کا ایک بڑا حصہ یوں ان خود غرض علماء کی خود غرضی کی نذر ہو جاتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو آج حقیقی اسلام کرۂ ارض کی نصف آبادی کا مذہب ہوتا۔ اور پھر صد افسوس کہ یہ غیر احمدی علماء خود تو تبلیغ اسلام کے فریضہ سے قطعاً غافل ہیں۔ ہماری جماعت کو جو اسلام کی فدائی اور عاشق ہے کافر اور دجال کہتے ہیں ؎

نام کیا کیا غمِ ملت میں رکھایا ہم نے

پس ہماری تبلیغی مصروفیات اتنی زیادہ ہیں کہ ہم قطعاً یہ پسند نہیں کرتے کہ مذہبی مناظروں اور مباحثوں میں اپنی طاقت اور اپنے اوقاتِ عزیز کو ضائع کیا جائے۔ بالخصوص بھارت کی موجودہ فضا میں تو ہم مذہبی مناظروں کو بالکل پسند نہیں کرتے۔ لیکن اس کا کیا علاج کہ غیر احمدی علماء ہمارے اسلامی عقاید کو غلط رنگ میں لوگوں کے سامنے پیش کر کے اور ہمارے خلاف خطرناک اور زہریلا پروپیگنڈا کر کے ہمیں مجبور کر دیں کہ ہم میدانِ مناظرہ میں اتریں۔ اور ان کے بودے اور فرسودہ دلائل کی قلعی کھولیں۔ ہمارے غیر احمدی علماء نے باہم دگر کفر سازی کے جو کارخانے کھول رکھے ہیں وہ انہی کو مبارک ہوں۔ ہمارے دل و دماغ میں تو صرف ایک ہی دھن سمائی ہوئی ہے کہ کب ہم ساری دنیا کو حلقہ بگوشِ اسلام بنا سکیں گے۔

بعض غیر احمدی علماء کی ایسی ہی مذموم کوششوں میں سے ایک کوشش تھی جس نے یادگیر میں سر اٹھایا اور یادگیر کا تاریخی مناظرہ عمل میں آیا۔ تقسیمِ ملک سے قبل تو اکثر مناظرے ہوا کرتے تھے۔ لیکن تقسیم کے بعد یہ پہلا مناظرہ تھا جسے تاریخی مناظرہ کہنا چاہیئے۔ اس مناظرہ کے تین موضوع تھے:۔

۱۔ مسئلہ حیات و وفاتِ مسیحؑ۔

۲۔ مسئلہ ختمِ نبوت۔

۳۔ مسئلہ صداقت حضرت مسیح موعودؑ۔

یہ مناظرہ ۲۳، ۲۴، ۲۵ نومبر ۱۹۶۳ء کو تحریری طور پر ہوا۔ اور ۲۶، ۲۷ نومبر ۱۹۶۳ء کو پبلک جلسہ میں اس کے پرچے سنائے گئے۔ جماعتِ احمدیہ کی طرف سے محترم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل سابق مبلغ بلادِ عربیہ مناظر تھے۔ اور غیر احمدیوں کی طرف سے مولوی محمد اسماعیل صاحب سونگڑوی مناظر تھے۔

تحریری مناظرہ جناب وشوا ناتھ ریڈی صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی یادگیر کے گودام میں ہوا۔ اور انہی کی صدارت میں ہوا۔ ہر موضوع پر سات پرچے مقرر تھے۔ اور فی پرچہ ایک گھنٹہ وقت مقرر تھا۔ پہلا اور آخری پرچہ جماعت احمدیہ کا تھا۔ پھر یہ تحریری مناظرہ ایک پبلک جلسہ میں جناب وشوا ناتھ ریڈی صاحب ہی کی صدارت میں سنایا گیا۔

جناب ریڈی صاحب جو یادگیر کے ایک کامیاب تاجر بھی ہیں اور وہاں بڑا اثر و رسوخ رکھتے ہیں ہمارے خاص شکریہ کے مستحق ہیں کیونکہ انہوں نے مناظرہ کے پانچوں روز اپنا قیمتی وقت دے کر صدارت کے فرائض نہایت عمدہ طریق پر ادا کئے۔ ایسے مذہبی مناظروں میں صدارت کی ذمہ داریاں بڑی اہمیت رکھتی ہیں۔ جن سے ریڈی صاحب احسن طور پر عہدہ برآ ہوئے۔

فریقین میں یہ معاہدہ تھا کہ دونوں فریق اس مناظرہ کو اپنے اپنے خرچ پر شائع کر سکتے ہیں۔ چنانچہ یہ مناظرہ اب طبع ہو کر ناظرین کے ہاتھوں میں ہے۔ اور یہ اندازہ لگانا اب ناظرین کا کام ہے کہ حق و صداقت کس فریق کی طرف ہے!

ہمارے پاس ایسی اطلاعات کثرت کے ساتھ پہنچی ہیں کہ اس مناظرہ کے بعد بہت کچھ غلط پروپیگنڈا کیا گیا ہے اور باوجود سخت ہزیمت اٹھانے کے غیر احمدیوں کے اخبارات نے خوف خدا کو دل سے نکال کر اور بغیر کسی تحقیق کے ایسے دعوے بھی کئے ہیں جن کی کوئی اصلیت نہیں ہے۔ مثلاً یہ کہا گیا ہے کہ اس مناظرہ کے نتیجہ میں بے شمار احمدی احمدیت سے تائب ہو گئے ہیں۔ ہم خدا کے فضل سے جانتے ہیں کہ یہ ہمارے غیر احمدی علماء کا پرانا حربہ ہے۔ جسے وہ ہر مناظرہ کے بعد استعمال کرتے رہے ہیں۔ لیکن حق یہ ہے کہ آج تک ہر مناظرہ کے نتائج احمدیت کے حق میں ہی اچھے نکلتے رہے ہیں اور ہر سال ہزاروں ہزار انسان اسی حقیقی اسلام کی غلامی کا طوق اپنے گلوں میں پہن رہے ہیں۔ پس ہم غیر احمدی علماء اور اخبارات کی ان غلط بیانیوں اور جھوٹے پروپیگنڈوں کو حوالہ بخدا کرتے ہیں۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مناظرہ کو بہت سی سعید روحوں کی ہدایت اور رہنمائی کا موجب بنائے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام عیسیٰ پرستی ترک کر کے اسلام کی تقویت اور سربلندی کا باعث ہوں۔ آمین ثم آمین۔

جماعت احمدیہ یادگیر کے تمام افراد بلا استثناء شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے یہ اہم ذمہ داری اٹھائی اور اسے بہت احسن طور پر نبھایا۔ اور جماعت یادگیر کے

تمام عہدیداران اور خدام الاحمدیہ بھی بطورِ خاص مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انھوں نے مناظرہ سے متعلق ہر قسم کے انتظامات کے لئے بڑی محنت اور خلوص سے کام کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر بخشے۔ آمین۔

خاکسار

مرزا وسیم احمد

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

یکم فروری ۱۹۶۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

شرائطِ مناظرہ

۲۳، اگست ۱۹۶۳ء روز جمعہ

شرائطِ مناظرہ مجوزہ مابین اہلِ سنت والجماعت یادگیر و جماعتِ احمدیہ یادگیر۔

(۱) مضامین مناظرہ حسبِ ذیل ہوں گے۔

ا۔ وفاتِ عیسیٰ ابنِ مریم علیہ السلام۔

ب۔ اجرائے نبوت و ختمِ نبوت (عنوان ثانی کی صورت میں اہلِ سنت والجماعت مدعی ہوگی)

ج۔ صداقت حضرت مرزا صاحب۔

(۲) تینوں مضامین میں جماعتِ احمدیہ مدعی ہوگی۔ پہلی اور آخری تقریر مدعی کی ہوگی۔

(۳) مناظرہ تین دن ہوگا۔ اور ہر روز ایک مسئلہ پر مناظرہ ہوگا۔

(۴) مناظرہ کی تاریخ اور مقام کا تعین آخر ستمبر تک کیا جائے گا۔

(۵) فریقین کو اختیار ہوگا جسے چاہے بطور مناظر پیش کریں نیز مناظر کو اختیار ہوگا کہ جس سے چاہے امداد لے۔

(۶) دورانِ مناظرہ مناظر تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔

(۷) مناظر صاحبان کے لیے لازمی ہوگا کہ وہ دائرہ اخلاق و شرافت میں تقریر کریں اور فریق کے بزرگوں کا نام ادب و احترام سے لیں۔ نیز مناظرین کے لئے لازمی ہوگا کہ مناظر مضمون زیر بحث کے علاوہ کسی اور مضمون پر بحث شروع نہ کرے۔

(۸) مناظرہ میں قرآن مجید، احادیث صحاح ستہ اور اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم بطور دلیل پیش ہوں گے۔

(۹) مناظرہ پہلے دونوں مناظرین کو آمنے سامنے بیٹھ کر تحریر کرنا ہوگا۔ اور یہی مناظر دوسرے وقت اسی دن ایک ہی جلسہ میں باری باری پڑھ کر سنائیں گے۔ سناتے وقت کسی مناظر کو کمی بیشی کی اجازت نہ ہوگی۔

(۱۰) اگر کوئی فریق مقررہ تاریخ کو مقررہ مقام مقررہ وقتِ مناظرہ اپنے مناظر کو حاضر نہیں کرے گا تو مبلغ پانچ صد روپیہ بطور ہرجانہ ادا کرنا ہوگا۔ جماعتِ احمدیہ کی طرف سے ہرجانہ ادا کرنے کی شخصی ذمہ داری مکرم سیٹھ محمد عبدالحی صاحب احمدی پر ہوگی۔ اور اسی طرح اہلِ سنت والجماعت کی طرف سے ہرجانہ کے ادا کرنے کی شخصی ذمہ داری مکرم نجم الہدیٰ صاحب پر ہوگی جس کی ادائیگی مناظرہ کے دن ہوگی۔

(۱۱) دورانِ مناظرہ تالی بجانا۔ آوازیں کسنا۔ شور و غل مچانا۔ نعرہ لگانا یا اور کوئی خلافِ تہذیب حرکات منع ہونگی۔

(۱۲) اس مناظرہ کے حفظِ امن کی درخواست پولیس میں فریقین کے ذمہ دار افراد کی طرف سے مشترکہ دینی ہوگی۔

(۱۳) اگر کسی وجہ سے حکومت نے عام جلسہ کی اجازت نہ دی تو مناظرہ تحریری حد تک محدود رہے گا اور اسے فریقین

اپنے اپنے خرچ پر چاہیں تو شائع کر سکتے ہیں۔ کسی پر بھی کسی قسم کی روک اور پابندی نہیں ہوگی۔ اور فریقین کے ہر تحریری پرچہ پر دونوں مناظرین اور دونوں صدر صاحبان کے دستخط ہوں گے۔ مناظرہ کی اطلاعِ عام کا پوسٹر فریقین کی طرف سے ان کے مشترکہ خرچ سے شائع ہوگا۔

(۱۴) عربی زبان کی قدیم لغات جیسے صراح یا المنجد یا عربی سے اردو بیان اللسان لغات تشریح کے لئے فریقین اپنے ساتھ رکھیں گے۔ احادیث میں مشکوٰۃ شریف اور صحاح ستہ اور قرآن میں آئمہ تفسیر کا ترجمہ مثلاً شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی یا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کے متراجم قرآن ساتھ رہیں گے یا ان سے قدیم ترمترجم القرآن پیش کئے جا سکتے ہیں یعنی مستند لغت و تفاسیر و اقوال بزرگان اور آئمۂ کرام جو حضرت مرزا صاحب کے دعوئ سے قبل کے ہوں فریقین پیش کر سکتے ہوں۔ اسی طرح اہلِ سنت والجماعت حضرت مرزا صاحب کی تحریریں دعوئ کے بعد کی پیش کر سکتے ہیں۔ کوئی فریق اقوال الرجال کو دلیل میں پیش نہیں کرے گا۔

(۱۵) جو بھی حوالہ جات پیش ہوں گے اصل کتب کے بغیر قابلِ قبول نہ ہوں گے۔

(۱۶) مذکورۂ بالا شرائطِ مناظرہ میں کوئی فریق بھی کمی و بیشی کرنے کا مجاز نہ ہوگا فقط

دستخط کاتب۔ بشیر الدین احمد

نمائندہ ارکان مناظرہ کمیٹی
اہلِ سنت والجماعت یادگیر
دستخط صدر مناظرہ کمیٹی مولوی عبدالرحیم صاحب وکیل
〃 معتمد مناظرہ کمیٹی مکرم نجم الہدیٰ صاحب
〃 نائب معتمد مناظرہ کمیٹی مکرم عبدالصمد صاحب افغان

نمائندہ جماعت احمدیہ یادگیر
دستخط سیٹھ محمد الیاس صاحب احمدی
ترمیم مکرم سیٹھ محمد عبدالحی صاحب احمدی کی جگہ مکرم سیٹھ محمد الیاس صاحب احمدی
ہر جانہ بمطابق شق ہذا کی ذمہ داری قبول کرتے ہیں۔

دستخط عبدالصمد صاحب افغان۔ دستخط نجم الہدیٰ صاحب۔ دستخط مولوی عبدالرحیم صاحب وکیل۔ دستخط محمد الیاس صاحب

المشتہر:۔ سکریٹری دعوۃ و تبلیغ جماعت احمدیہ یادگیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تاریخ مناظرہ یادگیر

مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۶۳ء کو اہل سنت والجماعت یادگیر وجماعت احمدیہ یادگیر کے درمیان مناظرہ کے بعض عدم تکمیل امور الحمد للہ طے پائے جو درج ذیل ہیں۔ علاوہ ازیں مورخہ ۲۳ اگست ۱۹۶۳ء کو جو شرائط طے ہوئے تھے وہ بھی ناظرین کی سہولت کے لئے مکرر ساتھ ہی شائع کئے جاتے ہیں۔

(۱) تاریخ مناظرہ ۲۳، ۲۴ و ۲۵ نومبر ۱۹۶۳ء روز شنبہ، یکشنبہ، دوشنبہ طے پائی۔

(۲) تحریر کردہ مناظروں کے پرچے سنانے کے لئے حاجی اپیل مل یادگیر کے دائیں یا بائیں جانب کی دونوں جگہوں میں سے اگر کسی جگہ انتظام نہ ہو سکے تو حسن منزل یادگیر میں پرچے سنانے کا انتظام کیا جائے گا۔ اس کے لئے دو ہفتہ پہلے مکرم نجم الہدیٰ صاحب اور مکرم عبداللطیف صاحب شخصی طور پر انتظامات کرنے کی ذمہ داری قبول کرتے ہیں۔

(۳) مناظرہ کے پرچے تحریر کرنے کے لئے کل وقت ۷ گھنٹہ ہوگا اور پرچے سات ہوں گے ہر پرچہ تحریر کرنے کا وقت ایک گھنٹہ ہوگا۔ آخری پرچہ میں مدعی کی طرف سے کوئی نئی دلیل پیش نہ ہوگی۔ اور تینوں دن کے تحریری مناظرہ کے لئے یہی اصول مدنظر رکھا جائے گا۔

مضامین:۔ (۱) وفاتِ مسیح (۲) اجرائے نبوت (۳) صداقت حضرت مرزا صاحب علی الترتیب رہیں گے۔

(۴) شرط ۱۱ کی پابندی کرانے کا ہر فریق کا صدر ذمہ دار ہوگا۔ یعنی فریقین کے صدر

اپنے اپنے لوگوں کو اس شرط کی پابندی کرانے کے ذمہ دار ہوں گے۔

(۵) مناظرے سے پندرہ روز قبل ڈاکٹر آر۔ ایس گنٹو صاحب کے پاس ہر فریق اپنے اپنے پانچ صد روپیہ ۵ر نومبر ۱۹۶۳ء کو جمع کرا دے گا۔ اور ڈاکٹر صاحب موصوف کو شرط مناظرہ طے شدہ ۲۳ر اگست ۱۹۶۳ء کی شرط ۱ پر عمل کرنے کا فریقین کی طرف سے اختیار ہوگا۔

(۶) تحریری مناظرہ بمقام گودام وشوا ناتھ ریڈی صاحب مدنار ہوگا اور ہر قسم کے انتظامات کی کلیتہً ذمہ داری نجم الہدیٰ صاحب پر ہوگی اور اگر کسی وجہ سے وہاں انتظام نہ ہو سکے تو تحریری مناظرہ بمقام حسن منزل ہوگا۔ موخر الذکر صورت میں انتظامات کی پوری ذمہ داری جماعت احمدیہ پر ہوگی۔ فریقین کے صرف سو۔ سو آدمی شامل ہو سکیں گے جن میں مناظر اور معاونین شامل ہوں گے شمولیت کے لئے ایک مشترکہ ٹکٹ جاری کیا جائے گا جس پر فریقین کے معتمدین کے دستخط ہوں گے فقط

کاتب دستخط۔ بشیر الدین احمد احمدی

نمائندہ جماعت احمدیہ یادگیر	نمائندہ مناظرہ کمیٹی اہل سنت والجماعت یادگیر
دستخط مکرم سیٹھ محمد الیاس صاحب احمدی	دستخط مکرم نجم الہدیٰ صاحب معتمد مناظرہ کمیٹی
دستخط مکرم سیٹھ عبد اللطیف صاحب احمدی	دستخط مکرم مولوی عبد الرحیم صاحب ایڈوکیٹ صدر مناظرہ کمیٹی

نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مزید شرائط

۷ر نومبر ۱۹۶۳ء

(۱) تحریری و تقریری (شنوائی) اجلاس مناظرہ کے لئے علاوہ اپنے اپنے صدر کے جناب وشوانا تھو ریڈی صاحب بی۔اے۔ال۔ال۔بی۔ ایڈوکیٹ منتظمہ کمیٹی کے صدر ہوں گے۔ اور اُن کے ساتھ مکرم عبدالرحیم صاحب وکیل اور مکرم چودھری مبارک علی صاحب ممبران انتظامی کمیٹی ہوں گے۔ ریڈی صاحب موصوف کو فریقین نے متفقہ طور پر منتخب کیا ہے۔

(۲) انتظامی کمیٹی ہر دو اجلاس تحریری و تقریری (شنوائی) میں شرائط مناظرہ کی پابندی اور ہر قسم کے کنٹرول کی ذمہ دار رہے گی۔ فریقین میں کسی مسلّمہ پر یا معاملہ پر اختلاف کی صورت میں کمیٹی کی اکثریت جو فیصلہ کرے گی وہ فریقین کے لئے بہر صورت قابلِ قبول ہوگا۔

(۳) تحریری پرچے سُنانے کے لئے امبیکا آئیل مل محلہ دستگیر پیٹھ (کھاری باؤلی) فریقین نے متفقہ طور پر طے کیا ہے۔ بمطابق شرائط مناظرہ اُس میں انتظامات کی ذمہ داری فریقین کے نمائندگان جناب نجم الہدیٰ صاحب و مکرم سیٹھ عبداللطیف صاحب پر ہوگی۔ فرش۔ سائبان۔ لاؤڈ اسپیکر کے اخراجات اور انتظامات کی ذمہ داری فریقین پر مساویانہ ہوگی۔

(۴) پرچے تحریر کرنے کا وقت ۹ بجے صبح تا ۱ بجے دوپہر اور ۱ بجے تا ۲ بجے وقفہ ہوگا۔ اور ۲ بجے دوپہر تا ۵ بجے شام تحریر کرنے کا وقت ہوگا۔

(۵) تحریر کردہ پرچے سُنانے کے لئے ۲۶ و ۲۷ر نومبر ۱۹۶۳ء مقرر کئے گئے ہیں۔ ۲۶ر نومبر ۱۹۶۳ء بروز سہ شنبہ پرچے سنانے کے لئے ۹ بجے صبح تا ایک بجے دن اور ۲ بجے دوپہر تا ۵ بجے شام وقت مقرر ہوگا۔ ۲۷ر نومبر بروز چہار شنبہ

کو بھی یہی اوقات مقرر رہیں گے۔

(۶) تحریر کردہ پرچے سُناتے وقت شمولیت کے لئے ایک مشترکہ ٹکٹ جاری کیا جائے گا جن پر ممبران انتظامی کمیٹی کے دستخط ہوں گے۔ تین ہزار ٹکٹ چھاپے جائیں گے۔ دو ہزار ٹکٹ میں سے چودہ سو (1400) اہلِ سُنّت والجماعت کو اور چھ سو (600) ٹکٹ جماعت احمدیہ کو مناظرہ سے تین دن پہلے 20/11/63 کو دے دیئے جائیں گے۔ جسے وہ اپنے اپنے افراد میں تقسیم کرنے کے مجاز ہوں گے ایک ہزار ٹکٹ منتظمہ کمیٹی کے پاس محفوظ رہیں گے اگر جگہ باقی رہی تو جلسہ شروع ہونے کے بعد متذکرہ بالا تناسب سے جگہ کی گنجائش کے پیشِ نظر ٹکٹ تقسیم کر دیئے جائیں گے۔ یہی صورت دوسرے دن کے لئے ہوگی دونوں دنوں کے ٹکٹ کے رنگ الگ الگ ہوں گے۔ اور فریقین کے مشترکہ خرچ سے چھاپے جائیں گے۔

(۷) شرائط طے شدہ ۲۳ اگست ۱۹۶۳ء و ۲۸ ستمبر ۶۳ء اور ۷ نومبر ۶۳ء میں فریقین میں سے کوئی فریق اگر کسی ایک شرط کی تکمیل میں ارادۃً یا سہواً کوتاہی کرے گا۔ یا گریز کرنے کی کوشش کرے گا تو یہ اس فریق کی مناظرہ سے فراری متصور ہوگی اور دوسرے فریق کو عوام کو مطلع کرنے کے لئے ہر قسم کا اختیار ہوگا اگر کوئی شرط دوسری شرط کے خلاف ہو تو آخری طے شدہ شرط قابلِ عمل ہوگی فقط

نمائندہ جماعت احمدیہ یادگیر
دستخط سیٹھ محمد الیاس صاحب احمدی

نمائندہ مناظرہ کمیٹی اہلِ سنت والجماعت یادگیر
دستخط مولوی عبد الرحیم صاحب وکیل
دستخط مکرم نجم الہدیٰ صاحب
دستخط مکرم عبد الصمد صاحب افغانی

مقدمہ

اگرچہ ابتدائے عالم سے نور وظلمت، خیر وشر اور نیک وبد میں آویزش چلی آئی ہے اور نتیجہ ہمیشہ یہی نکلا ہے کہ رُوحانی قدریں غالب اور طاغوتی طاقتیں مغلوب ہوئی ہیں۔ بایںہمہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ خدائے لایزال ولم یزل کی آواز بگوشِ ہوش سنی گئی ہو اور اس کی پیامبروں کو بطیب خاطر خوش آمدید کہا گیا ہو۔ اور تو اور خود سید الاولین والآخرین حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے قدوم میمنت لزوم کا بھی کوئی خیر مقدم نہ کیا گیا بلکہ تاریکی کے فرزند بے پناہ جوش وخروش سے بھر گئے اور بپھرے ہوئے درندوں کی طرح آپؐ پر ٹوٹ پڑے اور رحمانی وشیطانی فوجوں کے درمیان ایسا گھمسان کا رن پڑا کہ باید وشاید۔

اِسی عادتِ قدیمہ کے مطابق فی زمانہ جبکہ سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ کا ظہور ہُوا تو گویا ایک حشر برپا ہوگیا۔ اور کیا یگانے اور کیا بیگانے خم ٹھونک کر میدان میں آگئے اور آپؑ کی مخالفت میں زمین وآسمان کے قلابے ملانے لگے۔

حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ نے ہر چند فرمایا کہ "کوئی شخص واقعی طور پر میرے پر کوئی الزام نہیں لگا سکتا اور نہ میرے نشانوں پر کوئی جرح کرسکتا ہے کیونکہ وہ مجھ پر کوئی ایسی نکتہ چینی نہیں کرسکتا اور نہ کوئی ایسی حرف گیری کرسکتا ہے جو وہی حرف گیری انبیاءِ گزشتہ پر اور اُن کے بعض نشانوں پر دشمنوں نے نہیں کی۔ . . . . . بھلا اگر میرے مخالفوں میں ایک ذرّہ بھی سچائی ہے تو . . . . چند وہ باتیں میرے آگے پیش کریں جو اُن کے نزدیک وہ عیب ہیں داخل ہیں یا چند ایسی پیش گوئیاں پیش کریں۔ جو ان کے نزدیک پوری نہیں ہوئیں۔ مگر وہ اُمور ایسے ہوں جو انبیاء کے سوانح یا ان کی پیش گوئیوں میں ان کی نظیر نہ مل سکے۔" (اربعین ۲ صفحہ ۶)

نیز فرمایا۔

"میں کوئی نیا نبی نہیں۔ مجھ سے پہلے سینکڑوں نبی آچکے ہیں۔ تورات میں جن انبیاء کا ذکر ہے

اور آپ ان کو سچا مانتے ہیں۔ جو دلائل ان کی صداقت کے اور ان کو نبی اور خدا کا فرستادہ یقین کرنے کے ہیں . . . . . . انہی دلائل سے میری صداقت کا ثبوت مل جائے گا۔ جن دلائل سے کوئی سچا نبی مانا جاسکتا ہے وہی دلائل میرے صادق ہونے کے ہیں۔ میں بھی منہاجِ نبوت پر آیا ہوں۔"

(الحکم ۱۰ اپریل ۱۹۰۸ء ص ۱-۲)

اس چیلنج کے مطابق چاہیئے تو یہ تھا کہ آپ کو منہاج نبوت پر پرکھا جاتا کیونکہ آپ نے یہی دعویٰ فرمایا تھا لیکن مخالفوں کو یہ تو جرأت نہ ہوئی، البتہ خودساختہ پیمانے ضرور وضع کرتے رہے۔ مثلاً کبھی غربت و افلاس کا طعنہ دیا، کبھی ادنیٰ ملازم کہہ کر منہ چڑایا، کبھی انگریزی حکومت کا خوشامدی بتایا، کبھی توہینِ بزرگان کا مرتکب گردانا، کبھی خودپسندی کا الزام لگایا اور کبھی کسرِ نفسی کا مذاق اڑایا۔ غرض جتنے منہ اتنی باتیں۔ حالانکہ ان میں سے کوئی اعتراض بھی بجا اور برمحل نہیں بلکہ ان کے نمونے انبیاء کرام اور بزرگانِ عظام کی ذات ہائے بابرکات میں موجود و مسلم ہیں۔

مثال کے طور پر فخرِ موجودات شہنشاہِ دوعالم حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہی کو دیکھ لیا جائے۔ حضورؐ فرماتے ہیں "اِنْ اَنَا اِلَّا ابْنُ امْرَأَۃٍ کَانَتْ تَاْکُلُ الْقَدِیْدَ" یعنی میری والدہ ماجدہ سوکھا گوشت کھایا کرتی تھیں۔ یعنی بوجہ غربت و افلاس آپ کو تازہ گوشت میسر نہیں آتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بادیہ نشین دائیاں امیر بچے لینے کے لئے مکہ آتی ہیں مگر آمنہ کے لال کو قبول نہیں کرتیں۔ اُدھر نادار حلیمہ کو کوئی بچہ نہیں ملتا، آخر بمصداق کند ہمجنس با ہمجنس پرواز دونوں غریب بیبیاں ایک دوسری کا سہارا بنتی ہیں اور محمدِ عربی صلعم کی بہترین پرورش کا انتظام ہوتا ہے۔

قرآنِ کریم نے اہلِ مکہ کا یہ قول نقل فرمایا ہے کہ لولا نزل ھذا القرآن علیٰ رجل من القریتین عظیم یہ قرآن کسی بڑے آدمی پر کیوں نہیں اُتارا گیا۔ اسی طرح فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مَہِین یعنی معمولی آدمی کہا نیز طعنہ دیا کہ لولا اُلقی علیہ اسورۃ من ذھب۔ اس کے ہاتھ میں سونے کا کوئی بھی کنگن نہیں۔

بخاری شریف میں لکھا ہے کہ حضور صلعم نے فرمایا۔ "مَا بَعَثَ اللّٰہُ نَبِیًّا اِلَّا رَعَی الْغَنَمَ فقال اصحابہ وَاَنْتَ فقال نعم کنت ارعاھا علیٰ قراریط لاھل مکۃ" (بخاری جلد ۲ کتاب الاجارہ)

یعنی ہر نبی بکریاں چراتا رہا ہے اور خود سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بھی چند قیراط کے بدلے اہلِ مکہ کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔

مزید برآں قرآنِ کریم میں لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرعونِ مصر کی نوکری کی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین میں دس برس تک بکریاں چرانے پر ملازم رہے۔

حکومتِ وقت کی چاپلوسی اور خوشامد کا اعتراض بھی مہمل ہے کیونکہ قرآن کریم میں لکھا ہے کہ جب حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہا السلام کو فرعونِ مصر کے پاس بھیجا گیا تو اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر ہدایت فرمائی کہ قُوْلَا لَہٗ قَوْلاً لَیِّنًا۔ کہ اس سے بات چیت کرتے وقت نرم گفتاری سے کام لیا جائے۔ سچ ہے کہ گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی، حالانکہ فرعونِ مصر خدائی کا دعویدار تھا اور ملکۂ وکٹوریہ تو بندۂ خدا ہونے کا دم بھرتی تھی۔ نیز یاد رہے کہ حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ کا ملکۂ موصوفہ سے نرم طرز تخاطب دُنیا طلبی کے لئے نہ تھا بلکہ اس لئے کہ اُسے حلقہ بگوشِ اسلام کیا جائے، اُس زمانے میں دوسرے اہل اسلام کا اندازِ فکر دربارہ سرکارِ انگریزی بطور نمونہ حسبِ ذیل حوالہ سے واضح ہے یعنی "قطب عالم مجددِ دوراں حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن کے "ملفوظات نادرہ" میں یوں تحریر ہے کہ "حضرت قبلہ کی عادت تھی کہ سلطنتِ انگریزی سے باعتبار عدل کے بہت خوش تھے اور فرماتے تھے کہ ملکۂ وکٹوریہ بہت اچھی آدمی ہیں۔ ان کی دُعا کے لئے کئی قطب مقرر ہیں۔ اس لئے کہ یہ عورت بہت ہی رحیم ہے۔ غدر میں ہزاروں کے قصور کو معاف کیا۔" (کمالات رحمانی صفحہ ۸)

دراصل دُنیا پرست اور جاہ طلب لوگوں کو یہ ارمان ہے کہ انھیں حکومت نہیں ملی۔ حالانکہ مامورِ الٰہی کا ظہور اس دُنیوی مقصد کے بجائے کسی بڑے اونچے مدعا کے لئے ہوتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:-

"انبیاء علیہم السّلام نے کبھی بھی اقتدار کو چھیننے کی جدوجہد نہیں کی۔ نہ فسّاق وفجار کے ہاتھ سے، نہ کفار ومشرکین کے قبضہ وتصرف سے، انھوں نے ازاول تاآخر دعوت الی اللہ دی ہے اپنے تمام مخاطبین کو، اور یہ کام فلاحِ اُخروی ہی کے نام وتصور سے کیا ہے بلکہ جب کسی صاحبِ سلطنت سے کسی نبی نے خطاب فرمایا ہے تو اس کی صراحت بھی ضروری سمجھی ہے کہ ہمیں تمھاری سلطنت سے کوئی سروکار نہیں، اگر تم ہماری دعوت کو قبول کرلو۔ تو اقتدار تمھارے ہی قبضہ وتصرف میں رہے گا۔"

"اسلامی تاریخ کی شہادت یہی ہے کہ چودہ سو سال کی تاریخ میں کسی مجدّد ومصلح نے اپنے وقت کے فاسق وفاجر صاحبِ اقتدار کو یہ چیلنج نہیں کیا کہ مانو ہماری بات وگرنہ ہم تمھارے خلاف ایک جماعت منظم کرتے ہیں۔ جو تم (فاسق) سے اقتدار کی باگ ڈور چھین کر صالح افراد یا جماعت کے ہاتھ میں تھما دے گی۔" (المنبر لائلپور مجریہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۶۳ء)

اس وضاحت کے بعد کہ بانیٔ سلسلۂ احمدیہ کوئی دُنیا دار لیڈر نہ تھے بلکہ ایک رُوحانی مصلح تھے اور بہ زبان حال وقال یوں گویا کہ ؎

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جُدا   مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار

نیز جب آپ کا ظہور ہُوا تب بقول آپؑ کے "مسلمان ایک دہکتے ہوئے تنور میں مبتلا تھے اور . . . . . نہ صرف مسلمانوں کی دُنیا ہی تباہ تھی بلکہ ان کے دین کی حالت اس سے بھی بدتر تھی۔ دینی فرائض کا ادا کرنا تو درکنار بعض اذان کے کہنے پر جان سے مارے جاتے تھے۔" (اشتہار ۱۰ جولائی ۱۹۰۰ء)۔ پھر جب اسلام و اسلامیوں کی یہ بدحالی جاتی رہی تو بانیٔ سلسلۂ احمدیہ جیسے دیندار کے لئے گویا مُنہ مانگی مُراد مل گئی۔ البتہ دُنیادار مسلمان جن کے نزدیک دین و ایمان کوئی چیز نہیں، اور جو کچھ ہے وہ دُنیا اور اس کا مال و منال اور جاہ و جلال ہی ہے وہ آج بانیٔ سلسلۂ احمدیہ پر زبانِ طعن دراز کرتے نہیں تھکتے حالانکہ اس وقت ان کا اپنا حال یہ تھا کہ :-

> "۱۹۱۲ء کا زمانہ وہ زمانہ تھا کہ مسلمانانِ ہند من حیث القوم پولیٹیکل جدوجہد سے بالکل الگ تھلگ رہنے کو اپنی قومی پالیسی سمجھتے تھے۔ اور ملک کی سیاسی زندگی کا پُورا میدان صرف ہندوؤں کے لئے چھوڑ دیا گیا تھا۔ مُسلم لیگ قایم ہو چکی تھی مگر اس کا پالیٹیکس بھی صرف یہی تھا کہ ملک کی عام سیاسی ترقی کی روک تھام میں دفتری اقتدار کا ہاتھ بٹائے اور جہاں تک ممکن ہو حرکت اور ترقی کو روکے، اس نے صاف صاف اعلان کر دیا تھا کہ مسلمانوں کا پولیٹیکل کام یہ نہیں ہے کہ گورنمنٹ سے حقوق طلب کرے۔ بلکہ صرف یہ ہے کہ ہندوؤں کی پولیٹیکل جدوجہد کی مخالفت کرے۔"

(مقدمہ تذکرہ مولانا ابو الکلام آزاد صاحب)

کہتے ہیں کہ "ہُنر بچشم عداوت بزرگتر عیبے ست"۔ چنانچہ بانیٔ سلسلۂ احمدیہ کا ایک نہایت پاکیزہ کشف بھی دشمنوں کی آنکھ میں خار بن کر کھٹکا ہے اور اس سے خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی توہین کا پہلو نکالنے کی ناکام و ناپاک کوشش کی گئی ہے۔ لہٰذا یہ کشف درج ذیل کیا جاتا ہے :-

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بلکہ پنجتن پاک کی زیارت بحالت کشف

حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں :-

"اس جگہ ایک نہایت روشن کشف یاد آیا۔ اور وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ نمازِ مغرب کے بعد عین بیداری میں ایک تھوڑی سی غیبت حِس سے جو خفیف سے نشہ سے مشابہ تھی ایک عجیب عالم ظاہر ہوا۔ کہ پہلے

یک دفعہ چند آدمیوں کے جلد جلد آنے کی آواز آئی، جیسی بہ سُرعت چلنے کی حالت میں پاؤں کی جوتی اور موزہ کی آواز آتی ہے پھر اسی وقت پانچ آدمی نہایت وجیہہ اور مقبول اور خوبصورت سامنے آ گئے یعنی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت علی و حسنین و فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہم اجمعین، اور ایک نے ان میں سے اور ایسا یاد پڑتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نہایت محبت اور شفقت سے مادرِ مہربان کی طرح اس عاجز کا سر اپنی ران پر رکھ لیا۔ پھر بعد اس کے ایک کتاب مجھ کو دی گئی جس کی نسبت یہ بتلایا گیا کہ یہ تفسیر قرآن ہے جس کو علیؓ نے تالیف کیا ہے اور اب علی وہ تفسیر مجھ کو دیتا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔" (براہین احمدیہ جلد چہارم ص۵۰۳ حاشیہ)

ہمارے خدا ناترس مخالفین دیانت اور امانت کو بالائے طاق رکھ کر جب پبلک کو یہ مضمون سناتے ہیں تو "کشف"۔ "پنجتن پاک کی موجودگی" اور "مادرِ مہربان" کے الفاظ تو ہضم کر جاتے ہیں، اور ران کے بجائے "ننگی ران" اور "سور ہا" کے الفاظ اس میں اپنی طرف سے ملا دیتے ہیں تا عوام میں اشتعال پیدا ہو۔

حضرت مرزا صاحبؑ نے اسی کشف کا ذکر کرتے ہوئے ایک اور جگہ تحریر فرمایا ہے:۔

"وَ اِنِّیْ رَأَیْتُہٗ وانا یقظان لا فی المنام فاعطانی کتاب اللہ العلّام وقال ھذا تفسیری۔ . . . وکان معہُ الحسین بل الحسنین و سیّد الرسل خاتم النبیّین وکانت معھم فتاۃ جمیلۃ صالحۃ جلیلۃ مبارکۃ مطھرۃ معظمۃ موقرۃ باھرۃ السفور ظاھرۃ النور ووجدتُھا ممتلأۃً من الحزن ولکن کانت کاتمۃ واُلقی فِی رُوْعِی انھا الزھراء فاطمۃ فجاءتنی وانا مضطجع، فقعدتْ ووضعتْ رأسی علٰی فخذھا وتلطّفت ورأیتُ انھا لبعض احزانی تحزن وتضجر وتتحنّن وتقلق کامھات عند مصائب البنین فعلمت انی نزلتُ منھا بمنزلۃ الابن فی عِلقِ الدّین۔" (سر الخلافہ ص۳۴-۳۵)

ترجمہ:۔ میں نے بیداری میں نہ کہ نیند میں حضرت علیؓ کو دیکھا، آپ نے مجھے علّام الغیوب خدا کی کتاب کی تفسیر عطا کی۔ اور فرمایا کہ یہ میری تفسیر ہے۔ . . . اور آپ کے ہمراہ حضرت حسین بلکہ حسنین اور سید الرسل خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھے اور ان کے ساتھ ایک خاتون بھی تھیں جو صاحبۂ جمال، نیکو کار، بزرگوار، مبارک، پاکباز، عظمت دار، باوقار، روشن رُخ اور ماہرُو تھیں، اور میں نے آپ کو بے حد غمگین پایا، ہاں ہم آپ اپنے غم کو چھپا رہی تھیں، اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ آپ فاطمۃ الزّہرا رضی اللہ عنہا ہیں۔

پس آپ میرے پاس تشریف لائیں اور میں چت لیٹا ہوا تھا، آپ میرے پاس بیٹھ گئیں اور میرا سر اپنے زانو پر رکھ لیا۔ اور لطف و مدارات سے پیش آئیں۔ اور میں نے دیکھا کہ آپ میرے غموں کی وجہ سے مغموم، بے چین، دردمند اور بیقرار ہیں۔ جیسا کہ بیٹوں کے مصائب پر ماؤں کا حال ہوتا ہے۔ سو مجھے یقین ہو گیا کہ دینی اور روحانی اعتبار سے میں گویا آپ کا فرزند ہوں۔

پھر فرمایا:۔

"ایک کشف میں جو براہین احمدیہ میں مندرج ہے میرے پر ظاہر کیا گیا کہ میرا سر بیٹوں کی طرح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ران پر ہے" (نزول المسیح ص۹۹ حاشیہ)

نیز فرمایا:

"اسی فاطمی تعلق کی طرف اس کشف میں اشارہ ہے جو آج سے تیس برس پہلے براہین احمدیہ میں شائع کیا گیا جس میں دیکھا تھا کہ حضرات پنجتن سید الکونین، حسنینؓ، فاطمۃ الزہراؓ اور علی رضی اللہ عنہ عین بیداری میں آئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کمال محبت اور مادرانہ عطوفت کے رنگ میں اس خاکسار کا سر اپنی ران پر رکھ لیا اور عالم خاموشی میں ایک غمگین صورت بنا کر بیٹھے رہے۔ اسی روز سے مجھ کو اس خونی آمیزش کے تعلق پر یقین کلی ہوا۔ فالحمد للہ علی ذالک۔" (تحفہ گولڑویہ ص۳۱)

الغرض یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک کشف ہے، نہایت ہی روشن اور پاکیزہ کشف، جس میں حضورؑ نے سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو "مادرِ مہربان" اور اپنے تئیں ان کا "فرزند" تحریر فرمایا ہے اور پنجتن پاک کی بیک وقت زیارت کا اقرار کیا ہے اور حضرت زہراؓ کی محبت و شفقت کو "مادرانہ عطوفت" قرار دیا ہے۔ فلا اعتراض۔

اس کے باوجود اگر ہمارے مخالفین اپنی ہٹ دھرمی اور فتنہ انگیزی سے باز نہ آئیں تو محبوب سبحانی حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا مندرجہ ذیل فرمان پڑھ لیں، لکھا ہے:۔

"قَالَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ رَأَیْتُ فِی الْمَنَامِ کَاَنِّیْ فِیْ حِجْرِ عَائِشَۃَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا وَاَنَا اَرْضَعُ ثَدْیَہَا الْاَیْمَنَ ثُمَّ اَخْرَجَتْ ثَدْیَہَا الْاَیْسَرَ فَرَضَعْتُہٗ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم۔" (قلائد الجواہر فی مناقب الشیخ عبد القادر جیلانیؒ مطبوعہ مصر ص۵۷ ص۳)

ترجمہ:۔ فرمایا محبوبِ سبحانی سید عبد القادر جیلانیؒ نے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اُمّ المومنین

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود میں ہوں اور آپ کے دائیں پستان سے دودھ پی رہا ہوں پھر میں نے آپ کا بایاں پستان نکالا اور اس سے دودھ پیا۔ اسی اثناء میں حضرت رسول کریم صلعم تشریف لے آئے۔

یاد رہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں عمر بھر کوئی اولاد نہیں ہوئی لہٰذا حضرت محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی جسمانی اولاد ہو ہی نہیں سکتے، البتہ روحانی اعتبار سے آپ واقعی اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی قابل فخر اولاد ہیں اس لئے مذکورہ بالا کشف پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

مزید برآں ایک اور حوالہ بھی قابل غور ہے۔ "حضرت قدوۃ الکملا واسوۃ الفضلا ہادئ شریعت و طریقت واقف اسرار حقیقت و معرفت محط رجال کرام مرجع خواص و عوام قطب دوراں غوث زماں مرشدنا و مولانا فضل رحمٰن صاحب دامت برکاتہم و عمت فیوضاتہم کی زبان فیض ترجمان" سے ارشاد ہوا کہ:-

"ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، فرمانے لگے کہ ہمارے گھر میں جاؤ۔ مجھے جاتے ہوئے شرم آئی۔ اس لئے تامل کیا، حضرت نے مکرر فرمایا کہ جاؤ ہم کہتے ہیں۔ میں گیا اندر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف رکھتی تھیں۔ آپ نے سینۂ مبارک کھول کر مجھے سینہ سے لگا لیا اور بہت پیار کیا۔"

(ملاحظہ ہو ارشاد رحمانی صفحہ ۴۲ شائع کردہ خانقاہ مونگیر)

یاد رہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جسمانی طور پر بھی فاطمی ہونے کا فخر حاصل ہے جیسا کہ حضورؑ فرماتے ہیں:-

"غرض تمام زمین کا ظلم سے بھرنا اور ایمان کا زمین پر سے اُٹھ جانا اس قسم کی مصیبتوں کا زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے بعد ایک ہی زمانہ ہے جس کو مسیح کا زمانہ یا مہدی کا زمانہ کہتے ہیں۔ اور احادیث نے اس زمانہ کو تین پیرایوں میں بیان کیا ہے۔ رجل فارسی کا زمانہ۔ مہدی کا زمانہ۔ مسیح کا زمانہ۔ اور اکثر لوگوں نے قلت تدبر سے ان تین ناموں کی وجہ سے تین علیحدہ علیحدہ شخص سمجھ لئے ہیں۔ اور تین قومیں ان کے لئے مقرر کی ہیں۔ ایک فارسیوں کی قوم۔ دوسری بنی اسرائیل کی قوم۔ تیسری بنی فاطمہ کی قوم۔ مگر یہ تمام غلطیاں ہیں۔ حقیقت میں یہ تینوں ایک ہی شخص ہے جو تھوڑے تھوڑے تعلق کی وجہ سے کسی قوم کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے۔ مثلاً ایک حدیث سے جو کنز العمال میں موجود ہے سمجھا جاتا ہے کہ اہل فارس یعنی بنی فارس بنی اسحاق میں سے ہیں پس اس طرح پر وہ آنے والا مسیح اسرائیلی ہوا اور بنی فاطمہ کے ساتھ امہاتی تعلق رکھنے کی وجہ سے جیسا کہ مجھے حاصل ہے فاطمی بھی ہوا پس گویا وہ نصف اسرائیلی ہوا

اور نصف فاطمی ہُوا۔ جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے"۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۹)

پھر فرمایا:۔

"الہام الحمد للہ الذی جعل لکم الصہر والنسب سے ایک لطیف استدلال میرے بنی فاطمہ ہونے پر پیدا ہوتا ہے۔۔۔ جس طرح صہر یعنی دامادی کو بنی فاطمہ سے تعلق ہے اسی طرح نسب میں بھی فاطمیت کی آمیزش والدات کی طرف سے ہے۔ ۔۔۔ صہر میں خالص فاطمیت ہے اور نسب میں اس کی آمیزش"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۰ حاشیہ)

الغرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام رُوحانی اور جسمانی دونوں اعتبار سے حضرت بتول سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا کے فرزندِ ارجمند تھے، وذالك فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

مخالفین احمدیت کا بانیٔ سلسلہ احمدیہ پر توہین انبیاء و دیگر بزرگان کا الزام بھی سراسر بہتان طرازی اور افترا پردازی ہے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا — نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر — لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے
اُس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں — وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

دوسری جگہ آل رسولؐ کے حق میں کہتے ہیں:۔

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است — خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمدؐ است

سچ ہے تاریخ اپنے تئیں دُہراتی ہے۔ جب بے گناہ اور مرنج و مرنجان مُسلمان کفارِ مکہ کے مظالم سے تنگ آکر مشورۂ نبوی سے حبشہ کے عیسائی بادشاہ کی پناہ میں چلے گئے تو اہلِ مکہ نے وہاں پہنچ کر نجاشی کے کان بھرے اور کہا کہ اسلام نے حضرت مسیح علیہ السلام کی توہین کی ہے لیکن جب بادشاہ نے قرآنی آیات سُنیں تو وہ کافروں کی چال کو بھانپ گیا اور برملا پکار اُٹھا کہ مسیح ناصری کا اصلی مقام و مرتبہ تو قرآن ہی نے بیان کیا ہے۔

آج احمدیت کے مخالفین بھی محض اشتعال انگیزی کے لئے بانیٔ سلسلہ احمدیہ پر مریم صدیقہ اور ابنِ مریمؑ کی توہین کا الزام لگاتے ہیں حالانکہ حضورؑ نے حضرت مریمؑ کو بارہا "مریم بتول"، "مریم صدیقہ" اور "پارسا مریم" تحریر فرمایا ہے۔ آپؑ لکھتے ہیں:۔

"جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یوسف نجار کے نطفہ سے پیدا ہوئے وہ جہالت کی وجہ سے حقیقت کو نہیں جانتے" ترجمہ مواہب الرحمٰن صفحہ ۷۰

"مریم صدیقہ نے پارسائی اختیار کی" کشتی نوح ص۱۶
"حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کی قدرتِ معجزہ سے بے باپ پیدا ہوئے۔" ترجمہ مواہب الرحمن ص۱۶
"ہم قرآنِ شریف کی تعلیم کی رو سے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ حمل محض خدا کی قدرت سے تھا۔" چشمۂ مسیحی ص۱۸
"عیسیٰ ابن مریم محض خدا کے نفخ سے پیدا کیا گیا" کشتی نوح ص۵۰
"اس میں تو کوئی شک نہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام، خدا تعالیٰ کے ایک بزرگ نبی ہیں۔ اور بلاشبہ عیسیٰ مسیح خدا کا پیارا، خدا کا برگزیدہ اور دنیا کا نور اور ہدایت کا آفتاب اور جنابِ الٰہی کا مقرب اور اس کے تخت کے نزدیک مقام رکھتا ہے اور کروڑہا انسان جو اس سے سچی محبت رکھتے ہیں اور اس کی وصیتوں پر چلتے ہیں اور اس کی ہدایات کے کاربند ہیں، وہ جہنم سے نجات پائیں گے۔ لیکن بایں یہ سخت غلطی اور کفر ہے کہ اس برگزیدہ کو خدا بنایا جائے۔" گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ضمیمہ ص۵-۶۔

ان حقایق کے باوجود جب عیسائیوں نے بڑی بے باکی کے ساتھ ہمارے سید و مولیٰ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات، امہات، بنات و ازواج مطہرات اور دیگر اہل بیت کے خلاف زبان طعن دراز کی تو بانیٔ سلسلۂ احمدیہ نے ایک غیور اور باحمیت فرزند کی طرح مدافعت کا حق ادا کر دیا اور ان بدباطن دشمنوں کے مسلّم و مستند حوالے پیش کر کے ان کی ایسی خبر لی کہ وہ تلملا اٹھے اور لگے واویلا کرنے کہ مریم و ابنِ مریم کی ہتک ہو گئی۔ اور نادان جبہ پوش مولوی خواہ مخواہ ان کی ہاں میں ہاں ملانے لگے۔ بانیٔ سلسلۂ احمدیہ نے فرمایا:۔

"ہمارے سید و مولا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری والدہ سے لے کر حوا تک میری ماؤں کے سلسلہ میں کوئی عورت بدکار اور زانیہ نہیں اور نہ مرد زانی اور بدکار ہے لیکن بقول عیسائیوں کے ان کے خدا صاحب کی پیدائش میں تین زنا کار عورتوں کا خون ملا ہوا ہے، حالانکہ تورات میں جو کچھ زانیہ عورتوں کی اولاد کی نسبت لکھا ہے وہ کسی پر پوشیدہ نہیں۔" ست بچن ص۱۵۶ حاشیہ

بانیٔ سلسلۂ احمدیہ پر عُجب و خود پسندی کا الزام بھی قطعی بے بنیاد اور لغو ہے۔ اور یہ کہنا کہ آپ نے اپنے تئیں فی الجملہ خاتم قرار دیا ہے تو ع

ایں گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

چنانچہ جناب قاری محمد طیب صاحب مہتمم دیوبند دجالی فتنہ کو پاش پاش کرنے والے مسیح موعود کی شان یوں فرماتے ہیں:۔

"دجالِ اعظم کو نیست و نابود کرنے کے لئے امت میں ایک ایسا خاتم المجددین
آئے جو خاتم النبیین کی غیر معمولی قوت کو اپنے اندر جذب کئے ہوئے ہو اور ساتھ ہی
خاتم النبیین سے ایسی مناسبت تامہ رکھتا ہو کہ اس کا مقابلہ بعینہٖ خاتم النبیین کا مقابلہ
ہو مگر یہ بھی ظاہر ہے کہ ختمِ نبوت کی روحانیت کا انجذاب اسی مجدد کا قلب کر سکتا تھا
جو خود بھی **نبوت آشنا** ہو۔ محض مرتبۂ ولایت میں یہ تحمل کہاں کہ وہ درجۂ نبوت
کا بھی برداشت کر سکے چہ جائیکہ ختمِ نبوت کا کوئی انعکاس اپنے اندر اتار سکتے نہیں۔
بلکہ اس انعکاس کے لئے ایک ایسے **نبوت آشنا قلب** کی ضرورت تھی جو فی الجملہ
خاتمیت کی شان بھی اپنے اندر رکھتا ہو۔" (کتاب تعلیمات اسلام اور مسیحی اقوام ص ۲۲۹/۲۳)

مزید برآں مہدی کی جو شان ہوگی اس بارہ میں پیرانِ پیر حضرت محبوب سبحانی سید عبد القادر جیلانی
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:- "انّ باطنہ باطن محمد صلی اللہ علیہ وسلم" (شرح فصوص الحکم مطبعۃ الزاہر مصریہ ص ۵۲)
یعنی مہدی کا باطن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا باطن ہوگا۔ الغرض بانیٔ سلسلۂ احمدیہ پر خود پسندی یا تعلّی کا الزام
سراسر کور چشمی ہے۔

البتہ مندرجۂ ذیل حوالے مخالفینِ احمدیت کے لئے قابلِ غور ہیں۔ حضرت پیرانِ پیر محبوبِ سبحانی سید
عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

"لیس فی جُبّتی ما سوی اللہ" میرے پیراہن میں اللہ کے سوا کچھ نہیں،
(مکتوبات امام ربانی جلد ا ص ۲۴۲ و رسالہ صراط مستقیم ص ۱۳۔۱۴)

پھر آپ نے فرمایا:- "هذا وجود جدّی صلعم لا وجود عبد القادر" گلدستہ کرامات ص ۱۰
یعنی میرا وجود عبد القادر کا وجود نہیں بلکہ میرے جدّ بزرگوار حضرت محمد صلعم کا وجود ہے۔

مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی مرثیہ گنگوہی میں مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کے بارہ میں لکھتے ہیں:-

زباں پر اہلِ اہوا کی ہے کیوں اُعلُ ہُبَل شاید — اٹھا عالم سے کوئی بانیٔ اسلام کا ثانی
مسیحائے زماں پہنچا فلک پر چھوڑ کر سب کو — چھپا چاہِ لحد میں وائے قسمت ماہِ کنعانی
قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں — عبیدِ سود کا ان کے لقب ہے یوسفِ ثانی
پھریں تھے کعبہ میں بھی ڈھونڈتے گنگوہ کا رستہ — جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوقِ عرفانی
فقط اک آپ کے دم سے نظر آتے تھے سب زندہ — بخاری و غزالی، بصری و شبلی و شیبانی
تمہاری تربتِ انور کو دے کر طور سے تشبیہ — کہوں ہوں بار بار اَرِنی مری دیکھی بھی نادانی

پھر لکھا ہے

مُردوں کو زندہ کیا زندوں کو مَرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

بانیٔ سلسلۂ احمدیہ نے اپنے تئیں بمقابلہ اللہ تعالیٰ و رسول مقبول صلعم ہمیشہ "ناچیز" "کرمِ خاکی" "قطرہ خاک"۔ "بے ہُنر" اور "ذرّۂ بے مقدار" وغیرہ قرار دیا ہے، ایسے الفاظ پر مذاق اُڑانا پرلے درجے کی بد ذوقی اور کور باطنی ہے۔ کیونکہ ارادت و عقیدت کے نقطۂ نظر سے یہ چیز فنا فی اللہ اور فنا فی الرّسول کی علامت ہے۔ چنانچہ کئی لوگ انتہائی عقیدت مندی کے طور پر اپنے بچوں کا نام "کلب علی" رکھتے ہیں اور کلب کے معنی ہیں "کتا"۔ اسی طرح عرب کا ایک معزز قبیلہ تھا جو "بنو کلاب" کہلاتا تھا جس کا سادہ ترجمہ ہے "اولادِ سگاں"۔ اسی طرح ایک عقیدت مند اپنے آقا کی شان میں کہتا ہے۔ "کتے تیرے دربار دے شیراں نوں دِل دل مار دے" کہ تیرے دربار کے کتے شیروں پر غالب ہیں۔ اسی طرح "قبلہ عالم قطب دوران مولانا شاہ فضل رحمٰن" اپنے ملفوظات کمالات رحمانی میں فرماتے ہیں:-

نسبتِ خود بسگت کردم و بس منفعلم ۔۔۔ زانکہ نسبت بسگ کوئے تو شد بے ادبی

یعنی میں نے اپنے تئیں آپ کا کتا کہا ہے اور پھر بھی شرمسار ہوں کیونکہ اپنے تئیں حضور صلعم کی گلی کا کتا کہنا بھی حضورؐ کی بے ادبی اور گستاخی ہے۔ (کمالات رحمانی صد ۶۸)

یہی حال پیش گوئیوں کا ہے۔ اہلِ دل کے نزدیک خدا کی ہر بات پوری ہو جاتی ہے مگر آنکھ کے اندھے یہی رٹ لگائے جاتے ہیں فأتِ بآیۃ ان کنت من الصادقین۔ اگر سچے ہو تو صرف ایک نشان دکھا دو۔ گویا ان کے خیال میں رسول خدا سے ایک نشان بھی ظاہر نہیں ہوا۔

یہاں بطور نمونہ بانیٔ سلسلۂ احمدیہ کی چند پیش گوئیاں تحریر کی جاتی ہیں:-

ڈاکٹر عبدالحکیم کی پیشگوئیاں دربارہ حضرت مسیح موعودؑ اور ان کا نتیجہ

ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی نے اپنے ارتداد کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف کئی پیش گوئیاں شائع کی تھیں جن کے جواب میں حضور علیہ السلام نے باعلامِ الٰہی ترکی بہ ترکی اعلان فرمائے، ان پر یکجائی نظر ڈالنے سے صاف کھل جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مامور کی سچائی اور مُرتد پٹیالوی کی روسیاہی ثابت کرنے کے لئے ایسی قدرت نمائی فرمائی کہ سچ کا بول بالا اور جھوٹ کا منہ کالا ہو گیا۔ تفصیل حسبِ ذیل ہے:-

مُرتد عبدالحکیم پٹیالوی

۱۔ ۱۲؍جولائی ۱۹۰۶ء کو پیش گوئی کی، کہ :-
" مرزا مسرف، کذاب اور عیار ہے، صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا اور اس کی میعاد تین سال بتائی گئی ہے۔" (کانا دجال ص۵)

۲۔ یکم جولائی ۱۹۰۷ء کو مُرتد پٹیالوی نے لکھا:-
"اللہ نے مرزا کی شوخیوں اور نافرمانیوں کی سزا میں سہ سالہ میعاد میں سے جو ۱۲؍جولائی ۱۹۰۹ء کو پوری ہوتی تھی، دس مہینے اور گیارہ دن کم کر دئیے اور مجھے یکم جولائی ۱۹۰۷ء کو الہاماً فرمایا۔ کہ مرزا آج سے چودہ ماہ تک بسزائے موت ہاویہ میں گرایا جائے گا۔" (اعلان الحق و اتمام الحجۃ و تکملہ ص۶)

۳۔ مرتد پٹیالوی نے ۱۶؍فروری ۱۹۰۸ء کو ایک اور اعلان کیا۔ کہ:-
"مرزا ۲۱؍ساون سمت ۱۹۶۵ مطابق ۴؍اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جائے گا۔"
(اعلان الحق و اتمام الحجۃ ص۲۶)

۴۔ اس کے بعد مرتد مذکور نے ۸؍مئی ۱۹۰۸ء کو بذریعہ خط اخبارات میں اعلان کیا کہ:-
"مرزا ۲۱؍ساون سمت ۱۹۶۵ (۴؍اگست ۱۹۰۸ء) کو مرض مہلک میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جائے گا۔"
(پیسہ اخبار ۱۵؍مئی ۱۹۰۸ء، اہلحدیث ۱۵؍مئی ۱۹۰۸ء)

مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ

۱۔ اس کے جواب میں حضرت اقدسؑ پر بذریعہ وحی یہ دعا نازل ہوئی: "رَبِّ فَرِّقْ بَیْنَ صَادِقٍ وَّکَاذِبٍ" ترجمہ: اے میرے رب! سچے اور جھوٹے میں فرق کر دے۔

۲۔ اس کے مقابل پر حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے اشتہار ۵؍نومبر ۱۹۰۷ء میں یہ وحی الٰہی شائع فرمائی کہ:-
"میں تیری عمر کو بڑھا دوں گا"
یعنی مُرتد پٹیالوی جو اپنی چودہ ماہیہ پیش گوئی کے مطابق اواخر اگست ۱۹۰۸ء تک آپؑ کی موت کا خواہاں ہے وہ جھوٹا ہو جائے گا اور آپ اس میعاد کے اندر فوت نہیں ہوں گے۔

۳۔ اس کے مقابل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا "خدا نے اس کی پیش گوئی کے مقابل پر مجھے خبر دی، کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور خدا اس کو ہلاک کرے گا۔ اور میں اس کے شر سے محفوظ رہوں گا۔" (چشمہ معرفت ص۳۲۲)

۴۔ اس کے جواب میں حضورؑ نے فرمایا:-
"اللہ تعالیٰ ظاہر کر دے گا کہ راست باز کون ہے۔"
(بدر جلد ۷ نمبر ۱۹ و ۲۰ مورخہ ۲۴؍مئی ۱۹۰۸ء ص)

مذکورہ بالا تفصیل سے واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہر تحریر مرتد پٹیالوی کی پیشگوئی کے جواب پر مبنی ہے۔ اور چونکہ مرتد مذکور یکے بعد دیگرے اپنی پیش گوئیوں کو منسوخ کرتا رہا اس لئے حضور علیہ السلام بھی ترکی بہ ترکی جواب دیتے رہے تا آنکہ دشمن نے اپنی آخری پیش گوئی میں یہ بڑ ہانکی کہ حضرت مرزا صاحب

کی موت ۴ر اگست ۱۹۰۸ء کو مقدر ہے جس کی بنا پر معزز ایڈیٹر پیسہ اخبار اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری ایڈیٹر اہلِ حدیث کو بھی خدا لگتی کہنی پڑی کہ یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی جیسا کہ ہم نے بارہا اپنے لٹریچر میں اخبار اہلِ حدیث کا حوالہ درج کرکے ثابت کر دیا ہے۔

ہمارے بعض مخالف یہ عذر کر دیتے ہیں کہ "تک" کی بجائے "کو" غلطی سے چھپ گیا ہے، حالانکہ یہ عذر عذرِ گناہ بدتر از گناہ ہے اور یہ ان کا فریب نفس ہے بلکہ ان کی دھوکہ دہی کا بدترین نمونہ ہے کیونکہ ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی نے لکھا ہے کہ میں نے جب ایک دفعہ بے اختیار ہوکر مرزا صاحب کے لئے بددعا کی تو "۴ر اگست ۱۹۰۸ء مطابق ۲۱۔ ساون سمت ۱۹۶۵ تک کی میعاد بھی منسوخ کی گئی" (اعلان الحق، اتمام الحجہ وتکملہ ص۹) اس تحریر سے صاف کھل گیا کہ طباعت کی غلطی یا سبقت قلم کی وجہ سے "تک" کے بجائے "کو" نہیں لکھا گیا بلکہ مرتد پٹیالوی کی بددعا کے نتیجہ میں "تک" والی میعاد منسوخ کر دی گئی اور اس کے ناسخ کے طور پر مرتد مذکور پر "کو" والا جدید الہام نازل ہوا۔ چنانچہ اس کا "تک" والا الہام ۱۶ر فروری کا ہے اور "کو" والا مئی کے پہلے ہفتہ کا ہے جیسا کہ وہ اپنے خط مورخہ ۸ر مئی ۱۹۰۸ء میں لکھتا ہے:۔

"مرزا قادیانی کے متعلق میرے جدیدہ الہامات شائع کرکے ممنون فرمائیں۔
مرزا ۲۱۔ ساون سمت ۱۹۶۵ (۴ر اگست ۱۹۰۸ء) کو مرض مہلک میں مبتلا ہوکر ہلاک ہو جائے گا۔"

(دیکھو پیسہ اخبار و اخبار اہلِ حدیث مجریہ ۱۵ر مئی ۱۹۰۸ء)

مُرتد پٹیالوی نے لکھا تھا:۔ "۳۰ر اکتوبر ۱۹۰۶ء کو یہ الہام ہوا کہ مرزا پھیپھڑے کے مرض سے ہلاک ہوگا۔" (اعلان الحق ص۵) مگر وہ خود پھیپھڑے کے مرض سے ہلاک ہوا۔ اس نے پیشگوئی کی تھی کہ "مرزا کی جڑ بنیاد اکھڑ جائے گی" (اعلان الحق ص۷) اور اپنے متعلق لکھا تھا "You will succeed" یعنی تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ (اعلان الحق ص۷) سو اس کی اپنی جڑ بنیاد اکھڑ گئی اور وہ بے نام ونشان ہوگیا لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے دن دگنی اور رات چوگنی ترقی عطا کی اور آج روئے زمین کا کوئی خطہ ایسا نہیں جہاں آپ کے شیدائی نہ پائے جاتے ہوں۔

یہاں یہ ذکر کر دینا مناسب ہوگا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی وفات سے اڑھائی سال پہلے دسمبر ۱۹۰۵ء میں اپنی ایک کتاب "الوصیت" شائع فرمائی۔ اس کے ص۲ پر یہ الہامات درج فرمائے "قرب اجلك المقدر" یعنی تیری وفات کا وقت مقرر قریب آگیا ہے۔ "قَلَّ میعاد ربك" یعنی تیرے رب کی طرف سے بہت کم وقت رہ گیا ہے۔ اسی ریویو دسمبر ۱۹۰۵ء میں آپ کا ایک رؤیا یعنی خواب چھپا ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں:۔

"ایک کوری ٹنڈ میں مجھے کچھ پانی دیا گیا۔ پانی صرف دو تین گھونٹ اس میں باقی رہ گیا ہے لیکن نہایت صاف اور مقطر پانی ہے۔ اس کے ساتھ الہام ہوا۔ آب زندگی" (ریویو دسمبر ۱۹۰۵ء)

اس رؤیا میں دو تین گھونٹ زندگی کا پانی دکھایا گیا ہے کہ باقی رہ گیا ہے جس سے یہ مراد تھی کہ آپ کی زندگی زیادہ سے زیادہ تین سال باقی رہ گئی ہے چنانچہ آپ اس رؤیا کے اڑھائی سال بعد اللہ کو پیارے ہو گئے۔

حضورؑ کے ان الہامات اور رؤیا کی اشاعت کے پورے سات ماہ بعد مرتد پٹیالوی نے تین سالہ پیش گوئی داغ دی اور پھر چودہ ماہ اور پھر "تک" والی پیش گوئی شائع کر کے یہ تاثر پیدا کرنا چاہا کہ اگر حضرت مرزا صاحب اپنی پیش گوئی کے مطابق تین سال کے اندر اندر فوت ہو گئے تو پٹیالوی اور اس کے ہمنوا یہ کہہ سکیں گے کہ ان کی پیش گوئیاں پوری ہو گئیں ورنہ اگر حضرت مرزا صاحب کی عمر بڑھ گئی تو یہ کہہ دیا جائے گا کہ پٹیالوی پیش گوئی پوری نہیں ہوئی تو کیا ہوا خود مرزا صاحب کی اپنی پیش گوئی بھی تو پوری نہیں ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے اس پٹیالوی تیر کا ازالہ اس طرح فرمایا کہ مرتد مذکور اپنی ہر پیش گوئی کو منسوخ کرتا چلا گیا تا آنکہ "کو" والی پیش گوئی پر آ گیا جو جھوٹی ہو گئی اور چونکہ اب اس کا تیر باقی نہ رہا اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی پیش گوئی کے مطابق فوت ہو کر خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

مولوی محمد حسین بٹالوی کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی

مولوی محمد حسین بٹالوی ابتدا میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بے پناہ عقیدت رکھتا تھا، آپ کی کفش برداری اس کے لئے مایۂ ناز تھی۔ حضور علیہ السلام کو اپنے غریب خانہ پر مدعو کر کے آپ کے قدوم میمنت لزوم سے خیر و برکت ڈھونڈنا اس کے لئے وجہِ افتخار تھا، اس نے آپ کی اولین معرکہ آرا تصنیف براہین احمدیہ پر ایک شاندار ریویو بھی لکھا تھا اور خود آپ کی ذات والاصفات کی پاکیزگی، سچائی اور تقویٰ پر چشم دید گواہی دیتا تھا لیکن بعد میں ایسی رجعت قہقری کا شکار ہوا کہ آپ کا بدترین دشمن ہو گیا اور سارے ہندوستان کا دورہ کر کے آپ کے خلاف فتویٰ تکفیر تیار کرایا۔ اور پھر عمر بھر سرکشی، بغاوت اور تمرد میں بڑھتا ہی چلا گیا باینہمہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ ذیل عظیم الشان پیش گوئی کی زد سے نہ بچ سکا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مکذب بٹالوی کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

اے پئے تکفیر ما بستہ کمر
خانہ ات ویراں تو در فکر دگر (درثمین)

چنانچہ مکذب بٹالوی کی خانہ ویرانی خود اس کی زبانی یوں ہوئی، وہ لکھتا ہے۔ "میرے جوان لڑکوں کی آوارگی نے مجھے زمینداری کے اہتمام میں پھنسا دیا۔ . . . میرے اہلِ خانہ کا جس سے میرا گھر آباد تھا انتقال ہو گیا" اشاعۃ السنہ جلد ۲۰ صہ ۲۔ پھر لکھتا ہے۔ "میرے پانچ جوان لڑکوں نے تحصیل علوم دینی سے صاف انکار اور خلاف ورزی احکامِ شریعت پر اصرار اختیار کیا اور میری فرمانبرداری اور میری اطاعت سے سرکشی کی"۔ اشاعۃ السنہ جلد ۲۲ صہ ۲۰۲۔ "وہ زناکاری اور شراب خوری میں مبتلا ہیں" صہ ۲۰۴۔ "میرے لڑکوں میں سے ایک نے میرے قتل و ہلاکت کا ارادہ کیا اور دو نے برملا اس ارادہ کا اظہار کیا" صہ ۲۰۵ "بعض نے میرے منہ پر صاف کہہ دیا کہ تو ہمارا باپ نہیں" صہ ۲۲۵-۲۲۶ "اپنی والدہ کو بھی میری اجازت کے بغیر بلکہ صریح ممانعت کے ساتھ ناشزہ بنا کر اپنے ساتھ لے گئے ہیں" صہ ۲۰۹۔ "میری تین جوان لڑکیاں بحکم اپنے شوہروں کے جو تینوں میرے مخالف ہیں میری اطاعت سے خارج ہو گئیں" صہ ۲۰۹ پھر اسی جلد میں لکھا ہے۔ "ان آٹھوں، پانچ لڑکوں اور تین لڑکیوں نے اپنی ایک والدہ کو بھی مجھ سے نشوز اختیار کرا کے اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔ ان گیارہ اشخاص، پانچ لڑکوں اور تین لڑکیوں اور ان کے تینوں شوہروں کا میرے برخلاف اتفاق اور جتھا دیکھ کر میری وہ زوجہ جو پہلے چار لڑکوں اور دوسری لڑکی کی والدہ ہے۔ مجھ سے نشوز اختیار کر کے اپنے بیٹوں کے پاس چلی گئی۔ وہ بٹالہ میں یا اور جگہ جہاں میں رہوں، رہ کر مجھ سے نہیں ملتے، میرے پاس سے گزر جانے پر بھی سلام نہیں کرتے"۔

ان حالات میں کوئی قیاس بھی نہیں کر سکتا تھا کہ کبھی ہوا کا رُخ بدلے گا اور اول المکفرین محمد حسین بٹالوی اپنے فتویٰ تکفیر سے رجوع کرے گا۔ مگر علام الغیوب خدا سے خبر پا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک رؤیا میں مولوی محمد حسین مذکور کو بالکل برہنہ دیکھا اور یہ بھی کہ وہ صلح کا خواہشمند ہے۔ ملاحظہ ہو تذکرہ ۲۸۲۔ اس کے علاوہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:۔

"میں لیٹا ہوا تھا کہ مولوی محمد حسین صاحب نظر کے آگے سے پھر گئے پھر یہ الفاظ الہام ہوئے۔ سَاُخْبِرُہٗ فِی آخرالوقت انک لَسْتَ علی الحق"
یعنی میں اسے آخری وقت میں بتا دوں گا کہ تو حق پر نہیں تھا۔ (تذکرہ صہ ۴۸۲)

پھر فرمایا:۔

"خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک کشف ظاہر کر رہا ہے کہ وہ بالآخر ایمان لائے گا۔ مگر مجھے معلوم نہیں کہ وہ ایمان فرعون کی طرح صرف اسی قدر ہوگا کہ

آمَنْتُ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِہٖ بنو اسرائیل، یا پرہیزگار لوگوں کی طرح ۔ واللہ اعلم"۔ تذکرہ ص۳۰۲-۳۰۳

نیز فرمایا:-

"وَ اِنِّیْ رَئَیْتُ اَنَّ ھٰذَا الرَّجُلَ یُؤمن بایمانی قبل موتہٖ ۔ وَ رَئَیْتُ کَاَنَّہٗ تَرَکَ قَولَ التکفیر وتاب ۔ وھٰذہٖ رُؤیایَ وَ اَرْجُوْ اَنْ یجعلھا ربّی حَقًّا ۔ (تذکرہ ص۲۳۹)

یعنی میں نے دیکھا کہ یہ شخص (مولوی محمد حسین بٹالوی) اپنے مرنے سے پہلے میرا مومن ہونا مان لے گا اور میں نے دیکھا کہ گویا اُس نے مجھے کافر کہنا چھوڑ دیا ہے ۔ اور اس خیال سے توبہ کر لی ہے اور یہ میری رُؤیا ہے اور میں امید رکھتا ہوں ۔ کہ میرا خدا اُسے پورا کر دے گا ۔

اللہ تعالیٰ نے مسیح پاک علیہ السلام کی اس رُؤیا کو یوں پورا کیا کہ اس کے تقریباً بیس برس بعد مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے ایک مقدمہ کے دوران منصف درجہ اول ضلع گوجرانوالہ کی عدالت میں ایک بیان دیا اور اسلام کے مختلف فرقوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھوایا ۔ کہ :-

"یہ سب فرقے قرآن مجید کو خدا کا کلام مانتے ہیں اور یہ سب فرقے قرآن کی مانند حدیث کو بھی مانتے ہیں ۔ ایک فرقہ احمدی بھی اب تھوڑے عرصہ سے پیدا ہُوا ہے ۔ جب سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے دعویٰ مسیحیت اور مہدویت کا کیا ہے ۔ یہ فرقہ بھی قرآن کو اور حدیث کو یکساں مانتا ہے ۔ ۔ ۔ کسی فرقہ کو جن کا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے، ہمارا فرقہ مطلقاً کافر نہیں کہتا"

(الفضل جلد۱ نمبر ۳۵ مورخہ ۱۱ فروری ۱۹۱۴ء ص۳)

ہُوا ہے مدّعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہِ کنعاں کا

طاعون کے متعلق پیشگوئی

بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے بڑی تحدی سے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ :-

"طاعون کی قسموں میں سے وہ طاعون سخت بربادی بخش ہے جس کا نام

طاعون جارف ہے۔ یعنی جھاڑو دینے والی جس سے لوگ جابجا بھاگتے ہیں اور کتوں کی طرح مرتے ہیں۔ یہ حالت انسانی برداشت سے بڑھ جاتی ہے پس اس کلام الٰہی میں یہ وعدہ ہے کہ یہ حالت کبھی قادیان پر وارد نہیں ہوگی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہم دعوے سے لکھتے ہیں کہ قادیان میں کبھی طاعون جارف نہیں پڑے گی جو گاؤں کو ویران کرنے والی اور کھا جانے والی ہوتی ہے مگر اس کے مقابل پر دوسرے شہروں اور دیہات میں جو ظالم اور مفسد ہیں ضرور ہولناک صورتیں پیدا ہوں گی۔ تمام دنیا میں ایک قادیان ہے جس کے لئے یہ وعدہ ہوا۔" دافع البلاء صفحہ ۱۰

پھر فرمایا:۔

"خدا تعالیٰ بہر حال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گو ستر برس تک رہے قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے۔" (دافع البلاء)

بالآخر اہل اسلام سے اپیل ہے کہ اسلام و بانی اسلام اور قرآن کریم کی سربلندی کو اپنا نصب العین بنائیں اور اس میدان میں تعاونوا علی البر والتقوی کا نمونہ پیش کریں۔ تا ان کی کایا کلپ ہو اور وہ بھی دنیا میں مظفر و منصور ہوں۔ بے باپ مسیح ابن مریم جو اسرائیلی تھے، ان کے نزول دمشق بقرب منارۂ بیضا کا سودائے خام سر سے نکال دیں۔ وہ فوت ہو چکے۔ اب وہ گیروا لباس پہن کر قتل دجال کے لئے کبھی نہ آئیں گے اور نہ کوئی غیور مسلمان روضۂ نبوی کے اندر ان کی تدفین کو گوارا کرے گا۔ حضرت عیسیٰؑ اور عیسائیت کے خیراتی وکیل بن کر اب تک کیا پھل پایا جو آئندہ کوئی امید پوری ہوگی۔ ہماری ہمہ نوع کامرانی کا تمام تر رازِ مضمر حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں مضمر ہے۔ مبارک ہیں وے جو اس راز کو سمجھیں۔ اور اسے پانے میں کوشاں ہوں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین ؕ

خاکسار

(الحاج محمد سلیم عنی عنہ)

(سابق مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ بلاد عربیہ)

مولانا محمد سلیم صاحب فاضل
سابق مبلغ بلاد عربیہ و برما
(مناظر جماعت احمدیہ)

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھُوَ النَّاصِرُ

وفات مسیح ناصری علیہ السلام پر جماعت احمدیہ کا پہلا پرچہ

یہ ایک مسلمہ مسئلہ ہے جس پر ہم اور ہمارے مسلمان بھائی اور ساری دنیا متفق ہے کہ جو انسان اس دنیا میں پیدا ہوتا ہے وہ ایک طبعی عمر پاتا اور بچپن جوانی اور بڑھاپے کی منزلوں میں سے گذر کر آخر فوت ہو جاتا ہے۔ پھر یہ بھی ایک متفقہ طور پر تسلیم شدہ بات ہے کہ دنیا میں قریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مبعوث ہوئے جو اپنا اپنا فرض ادا کر کے وفات پا گئے اور ہمارے سید و مولا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا کر اور ایک طبعی عمر پا کر فوت ہو گئے۔

لیکن یہ عجیب اور حیرت انگیز بات ہے کہ آج ہمارے کچھ مسلمان بھائی اس قانون قدرت کو ماننے اور حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو فوت شدہ تسلیم کرنے کے باوجود یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قریباً دو ہزار سال گزرنے پر بھی آج تک بجسدہ العنصری زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم حدیث شریف اور بزرگان سلف اور عقل سلیم کا فیصلہ یہ ہے کہ:

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ط (آل عمران ۱۹ع)

اور یہ بھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک انسان جو آج سے قریباً دو ہزار سال قبل پیدا ہوا تھا، اس کی وفات ثابت کرنے کے لیے ہمیں آج بحث کی ضرورت پیش آئی ہے، چنانچہ آج اسی مسئلے پر گفتگو ہو گی۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اے خدا ہمارے مسلمان بھائیوں کو سمجھ عطا فرما کہ وہ افضل الانبیا حضرت محمد رسول اللہ علیہ وسلم پر حضرت عیسیٰؑ کو فضیلت دینا چھوڑ دیں کیونکہ ؎

غیرت کی جا ہے عیسیٰ زندہ ہو آسماں پر
مدفون ہو زمیں میں شاہِ جہاں ہمارا

حضرت بانیٔ جماعتِ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"ہمارے دعوے کی بُنیاد حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی وفات ہے۔ اب دیکھو یہ بُنیاد کس قدر مضبوط اور محکم ہے، جس کی صحت پر قرآن شریف گواہی دے رہا ہے، حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گواہی دے رہی ہے اور آئمہ اسلام گواہی دے رہے ہیں اور ان سب کے بعد عقل بھی گواہی دیتی ہے۔" (ایام الصلح صہ ۳۹)

ان چند الفاظ کے بعد اب ہم وفاتِ مسیح ناصری علیہ السلام کے دلائل درج ذیل کرتے ہیں:

اس سلسلے میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی چار مختلف حیثیتیں قابلِ غور ہیں۔

۱۔ ذاتِ خاص۔
۲۔ عام انسان
۳۔ نبی اللہ
۴۔ معبودِ باطل

۱۔ ذاتِ خاص:

اوّل۔ ذاتِ خاص کے اعتبار سے سورۂ مائدہ کے آخری رکوع کی آیت (فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي)[1] پیش کی جاتی ہے۔ اس کا ماحصل یہ ہے کہ قیامت کے دن تثلیث پرستوں پر حجت ملزمہ قایم کرنے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالےٰ پوچھے گا کہ آیا تو نے ان کو کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو خدا مانو۔ اس کے جواب میں حضرت مسیحؑ کہیں گے سُبحانک یعنی میں تو تیرا رسول تھا، جس کا کام صرف یہ تھا کہ بھیجنے والے کا پیغام پہنچا دوں اور ظاہر ہے کہ تو نے مجھے یہ پیغام دے کر نہیں بھیجا تھا البتہ اگر یہ سوال ہو کہ میں نے از خود انھیں یہ تعلیم دی ہو گی تو۔

"مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ ط" (الآیہ)

---

[1] چونکہ اس جگہ قرآن مجید کی ایک طویل عبارت کے صرف اجزا درج ہوئے ہیں اس لیے مناسب سمجھا گیا کہ پوری عبارت (آیات) قارئین کی سہولت کے لیے درج کردی جائے۔ (مرتب)

وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَٰهَيْنِ مِنْ دُونِ اللَّهِ ط قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ ط إِنْ كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ ط تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ ط إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۝ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ج وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ ج فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ط وَأَنْتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝

یعنی مجھے از خود ایسا کہنے کا کوئی حق نہیں تھا، اس لیے میں نے از خود ان کو یہ پیغام نہیں دیا۔ اور اگر یہ سوال ہو کہ ہوسکتا ہے کہ انھوں نے میرے کلام سے کسی غلط فہمی کی بناء پر یہ سمجھا ہو کہ گویا میں اپنی اور اپنی ماں کی خدائی کا پرچار کر رہا ہوں تو اس کا جواب یہ ہے کہ:

"مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِیْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَ رَبَّكُمْ"

کہ میں نے اپنے پاس سے ان کو کوئی پیغام دیا ہی نہیں بلکہ صرف وہی پیغام دیا ہے جس کے لیے تو نے مجھے مامور فرمایا تھا اور وہ یہ تھا کہ صرف اللہ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمھارا بھی رب ہے۔ اور اگر یہ سوال ہو کہ ان لوگوں نے غلو کر کے از خود مجھ کو اور میری ماں کو خدا بنا لیا ہو گا۔ مجھے روکنا چاہیے تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ

"وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ"

کہ میں جب تک ان کے اندر موجود رہا میں ان کا نگران تھا، لیکن جب تو نے مجھے وفات دے دی تو پھر تو ہی ان کا نگران تھا۔ میری نگرانی کا کوئی موقع نہ تھا، گویا قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس بات کا اقرار کریں گے کہ ان کو اپنی قوم کی تثلیث پرستی کا کوئی علم نہیں ہے۔ اور یہ عقیدہ ان کی موت کے بعد عیسائیوں میں مروج و مقبول ہوا۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں، کیونکہ اگر ان کو زندہ مانا جائے اور پھر یہ تسلیم کیا جائے کہ وہ واپس آئیں گے تو پھر تو وہ اچھی طرح دیکھ لیں گے کہ ان کی قوم توحید کی بجائے تثلیث کی قائل ہے اور ابن مریم کو خدا مانتی ہے تو پھر وہ قیامت کے دن یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ انھیں اپنی قوم کی تثلیث پرستی کا علم نہیں؟

خلاصہ کلام یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس آیت میں دو زمانوں کا ذکر فرماتے ہیں:۔

اول۔ قوم میں موجودگی اور دوم قوم میں عدم موجودگی اور ان دونوں زمانوں میں حدِ فاصل ہے آپ کی 'توفی' جس کے معنی از روئے قرآن مجید، احادیثِ نبویہ اور لغت عربی وفات کے ہیں، پس ثابت ہوا کہ آپ وفات پا کر اپنی قوم سے جدا ہوئے۔

دوم۔ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ [1] (الآیہ آل عمران ع ۶)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ چار وعدے کئے ہیں:۔

۱۔ میں تجھے وفات دوں گا۔

۲۔ میں تیرا رفع کروں گا۔

۳۔ میں تجھے پاک کروں گا۔

۴۔ میں تیرے ماننے والوں کو تیرے منکروں پر دائمی غلبہ بخشوں گا۔

---

[1] اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ج (آل عمران ع ۶)

ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے علی الترتیب اپنے چاروں وعدے پورے کر دیئے ہیں، پہلے وفات دی، پھر رفع کیا، پھر آپ کی تطہیر فرمائی اور پھر آپ کے ماننے والوں کو آپ کے منکروں پر دائمی غلبہ بخشا۔

سوم: وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا ۝ (مریم ع ۲)

اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تاحین حیات نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا تاکیدی حکم دیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ زندگی بھر آپ ان دونوں کاموں کو چھوڑ نہیں سکتے۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ آسمان پر نماز پڑھتے ہیں یا نہیں، اگر پڑھتے ہیں تو کون سی؟ اسرائیلی یا محمدیؐ؟ اگر کہا جائے اسرائیلی تو اس کے معنیٰ یہ ہوں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کے بعد بھی اسرائیلی شریعت منسوخ نہیں ہوئی۔ اگر کہا جائے محمدی تو پھر سوال یہ ہوگا کہ یہ نماز آپ کو سکھائی کس نے؟ اگر یہ جواب دیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی سکھا دی ہوگی تو پھر یہ نماز خود ان کی اپنی نماز ہوگی، حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی بتائی ہوئی نماز نہیں ہو سکتا۔ مزید براں ایک سوال یہ بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر سال بہ سال کس کو زکوٰۃ دیتے ہیں، کیونکہ آسمان پر زکوٰۃ لینے والا کوئی نہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ اب وہ نہ تو نماز پڑھ سکتے ہیں اور نہ زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔ اس کی ایک ہی وجہ ہو سکتی ہے کہ وہ فوت ہو چکے ہوں ورنہ زندگی بھر تو وہ صلوٰۃ و زکوٰۃ کو چھوڑ نہیں سکتے۔

چہارم: وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا ۝ (سورہ مریم ع ۲) اس آیت میں حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرا یوم پیدائش بھی سلامتی کا دن تھا، میرا یوم وفات بھی سلامتی کا دن ہوگا اور میرا مرنے کے بعد قیامت کے دن زندہ ہونا بھی سلامتی کا دن ہوگا۔ حالانکہ بقول قائلین حیاتِ مسیح، ان پر سب سے زیادہ شاندار سلامتی کا دن وہ آیا تھا جب کہ وہ یہود نامسعود کو خائب و خاسر چھوڑ کر آسمان پر چڑھ گئے تھے، لیکن تعجب ہے کہ اس دن کا کہیں کوئی ذکر نہیں۔ اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ پر ایسا کوئی دن آیا ہی نہیں ورنہ وہ بدرجہ اولیٰ ذکر کیا جاتا۔

پنجم: وَرَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ (آل عمران ع ۴)

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کے رسول تھے۔ اگر ان کو زندہ مانا جائے اور پھر ان کی آمد ثانی کا عقیدہ رکھا جائے تو وہ بنی اسرائیل کے علاوہ مسلمانوں وغیرہم کے بھی رسول قرار پائیں گے اور یہ بات قرآن مجید کے صریح خلاف ہے۔ کیا وہ آیت

"رَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ"

کو منسوخ کر دیں گے اور اسے قرآن کریم میں سے نکال دیں گے۔ نیز اس صورت میں تو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خصوصیت بھی باطل ہو جائے گی کہ تمام دنیا کے لیے آپ ہی کو مبعوث کیا گیا ہے اور باقی سب انبیاء صرف خاص خاص قوموں کی طرف بھیجے گئے ہیں۔

ششم: مَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَاُمُّهٗ صِدِّیْقَةٌ ؕ كَانَا یَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ (المائدہ ع ۱۰)

اس آیت میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں :-

۱۔ حضرت مسیح علیہ السلام ایک رسول ہیں۔

۲۔ ان سے پہلے رسول گزر چکے ہیں۔ یعنی یہ کوئی انوکھے رسول نہیں ہیں۔

۳۔ ان کی ماں بھی تھی جو صدیقہ تھی۔

۴۔ دونوں ماں بیٹے کھانا کھایا کرتے تھے۔ یعنی اب نہیں کھاتے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ فوت ہو چکے ہیں۔

۲۔ عام انسان کی حیثیت :

ہفتم : اگر مسیح علیہ السلام پر عام انسان ہونے کے لحاظ سے نظر ڈالی جائے تو مندرجۂ ذیل آیاتِ قرآنیہ قابلِ غور ہیں :

فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا تُخْرَجُونَ ﴿ (اعراف ع)

یعنی اے انسانو تم سب اسی زمین میں زندہ رہوگے اور اسی میں مروگے اور اسی میں سے نکالے جاؤ گے۔

ہشتم : وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ۝ (اعراف ع۲)

یعنی تم سب کے لیے زمین ہی وقتِ مقررہ تک کے لیے قرارگاہ ہے۔

نہم : وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۖ أَفَإِن مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ ۝ (انبیاء ع۳)

یعنی اے ہمارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے پہلے ہم نے کسی بشر اور انسان کو ایسا نہیں بنایا کہ وہ مدتِ دراز تک حوادثِ زمانہ اور تغیر و تبدل سے محفوظ رہ کر جوں کا توں زندہ رہے۔ پس یہ ہو نہیں سکتا کہ تجھ پر تو موت آجائے اور وہ لوگ جوں کے توں زمانہ ہائے دراز تک زندہ رہیں۔

دہم : وَمَن نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ۖ أَفَلَا يَعْقِلُونَ ۝ (یٰسین ع۵)

فرمایا اور جس کو ہم عمر (دراز) بخشتے ہیں اس کی خلقت میں ضعف اور کمزوری پیدا کر دیتے ہیں۔

یازدہم : أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ كِفَاتًا ۙ أَحْيَاءً وَأَمْوَاتًا ۙ (المرسلٰت ع۱)

یعنی اے لوگو! کیا ہم نے زمین کو زندوں اور مُردوں کے لیے سمیٹنے والی نہیں بنایا؟

متذکرۂ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایک عام قانون کا ذکر فرمایا ہے جو سب بنی نوع انسان پر حاوی ہے اور کہیں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا استثنا نہیں فرمایا۔ لہٰذا وہ نہ تو کرۂ ارض سے باہر جا کر زندہ رہ سکتے ہیں اور نہ ہی روئے زمین پر کہیں بقیدِ حیات موجود ہیں۔ پس تسلیم کرنا پڑا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اس عام قانون کی زد میں آکر وفات پا چکے ہیں۔

۳۔ نبی کی حیثیت :

اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی ہونے کی حیثیت سے جانچا جائے تو قرآن مجید کی حسبِ ذیل آیات قابلِ غور ہیں

دوازدہم: فرمایا "وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ" (آل عمران ع ۱۵)

یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک رسول ہیں ان سے پہلے سب رسول گزر گئے سو اگر یہ بھی گزر جائیں یعنی فوت ہو جائیں یا قتل ہو جائیں تو اے مسلمانو! کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے؟

مفاد اس آیت کا یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اہلِ اسلام کے ایمان میں تزلزل کا موجب نہیں ہونی چاہیے، کیوں کہ آپ ایک رسول ہیں اس لیے آپ پر وہ حالات ضرور وارد ہوں گے جو پہلے رسولوں پر وارد ہوئے یعنی بذریعہ موت یا قتل آپ بھی اس دُنیا سے اُسی طرح گزر جائیں گے، جس طرح پہلے رسول گزر چکے ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی انہی دو راستوں میں سے کسی ایک سے گزر کر اس دُنیا کو چھوڑ چکے ہیں اور چونکہ قرآنِ مجید نے صراحت کے ساتھ فرمایا ہے کہ آپ قتل نہیں ہوئے اس لیے ماننا پڑا کہ آپ وفات پا چکے ہیں۔

سیزدہم: مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ (مائدہ ع ۱۰)

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صرف ایک رسول سمجھو اور ان کو ان رسولوں پر قیاس کرو جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں چونکہ سب نبی فوت ہو چکے ہیں اس لیے ثابت ہوا کہ نزولِ قرآن کے وقت سے بہت پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی وفات پا چکے تھے۔

چہاردہم: وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ۝ (انبیاء ع ۱)

یعنی ہم نے نبیوں کا جسم ایسا نہیں بنایا کہ وہ کھانا کھائے بغیر زندہ رہ سکیں اور نہ وہ ایسے تھے کہ مرورِ ایام اور حوادثِ زمانہ کے انقلابات سے محفوظ رہ سکیں۔ اس آیت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھانے پینے کے محتاج تھے اور درازی عمر کے تمام تقاضوں کا شکار تھے خواہ کتنا عرصہ بھی وہ زندہ رہے ہوں وہ ضعف و ناطاقتی اور بڑھاپے اور موت سے بچ نہیں سکے۔

۴۔ معبودِ باطل کی حیثیت:

پانزدہم: وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝ (نحل ع ۲)

• یعنی جو لوگ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کو پکارتے ہیں اور ان کی عبادت کرتے ہیں، انھیں یاد رکھنا چاہیے کہ ان کے معبودانِ باطلہ خالق نہیں ہیں۔ ہاں مخلوق ضرور ہیں۔ اور مُردے ہیں زندہ نہیں ہیں اور وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ کب اُٹھائے جائیں گے۔

چونکہ حضرت مسیح علیہ السلام عیسائیوں کے معبود ہیں اس لیے ماننا پڑا کہ وہ فوت ہو چکے ہیں۔ الغرض حضرت مسیح علیہ السلام کی کوئی حیثیت لے لی جائے، ہر حیثیت سے ان کی وفات ازروئے قرآنِ مجید ثابت ہے۔

شانزدہم: وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ الآیۃ[1] (آل عمران ع ۹)

---

[1] وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ

(باقی برصفحہ آئندہ)

اس آیت کے نیچے عام طور پر یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے یہ وعدہ لیا تھا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور آپ کی مدد کرنا ان کا فرض ہے اور سب نبیوں نے یہ پختہ وعدہ کیا تھا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ اگر کوئی اپنے اس وعدے سے پھر جائے گا تو وہ فاسق ہوگا۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ پر ایمان لائے اور آپ کی مدد کی؟ ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے اس وعدے کو پورا نہیں کیا، جس سے ثابت ہوا کہ آپ فوت ہو چکے ہیں۔ ورنہ ماننا پڑے گا کہ آپ نے جیتے جی وعدہ خلافی کی۔

حضرت شاہ عبد القادر صاحب دہلوی نے اپنی تفسیر "موضح القرآن" میں تفصیل سے لکھا ہے کہ اس آیت کی رو سے تمام نبیوں کے لیے ضروری تھا کہ اگر ان کی زندگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوں تو وہ خود ان پر ایمان لائیں اور ان کی مدد کریں ورنہ اپنی اُمت کو تاکید کر دیں کہ وہ ایمان لائیں اور مدد کریں لیکن چونکہ حضورِ انور صلعم کی بعثت تک کوئی نبی بھی زندہ نہ رہا، اس لیے آپ پر ایمان لانا اور آپ کی مدد کرنا ان کے لیے ممکن نہ ہوا۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی آنحضرت صلعم پر ایمان نہ لا سکے اور نہ آپ کی مدد کر سکے البتہ دوسرے حصے پر انھوں نے ضرور عمل کیا، جو ان کے لیے ممکن تھا، یعنی بعثت نبوی کی بشارت دی اور اپنی اُمت کو آپ پر ایمان لانے اور آپ کی مدد کرنے کی تاکید کی۔

ہفدہم: بخاری شریف میں آتا ہے کہ قیامت کے روز آنحضرت صلعم دیکھیں گے کہ ان کے بعض صحابہ کو جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔ آپ فرمائیں گے یہ تو میرے صحابہ ہیں۔ جواب ملے گا آپ کو کیا معلوم کہ آپ کے بعد انھوں نے کیا کیا۔ اس پر فرمایا میں وہی کہوں گا جو اللہ کے نیک بندے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ:

"وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي الخ"[1]

(بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۵۹ مصری) کہ اے اللہ جب تک میں ان کے اندر موجود تھا میں ان کا نگران تھا (اسی لیے تو میں نے صحابی صحابی کہا ہے) البتہ جب تو نے مجھے وفات دے دی اور میں ان سے جدا ہو گیا تو پھر تو ہی ان کا نگران تھا، مجھے کچھ معلوم نہیں کہ یہ کیا کرتے رہے۔

ان ستره قرآن و حدیث کے دلائل سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور ان کے زندہ آسمان پر جانے اور واپس آنے کا خیال قرآن کریم اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے۔

(نوٹ: جتنے حوالہ جات پیش کیے گئے ہیں ان کی کتب بھی ساتھ ہی ملاحظہ کے لیے پیش ہیں)

مناظر جماعت احمدیہ
(شرعد دستخط) محمد سلیم عفی عنہ
۱۴/۱۱/۶۳ فاضل
(مولانا محمد سلیم صاحب)

(دستخط صدر مناظرہ)

(بقیہ حاشیہ صفحہ) وَلَتَنْصُرُنَّهُ ط قَالَ ءَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي ط قَالُوا أَقْرَرْنَا ط قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشَّاهِدِينَ ٥ (مرتب)

[1] اس سلسلے کی جملہ آیات قبل ازیں نقل کی جا چکی ہیں (مرتب)

پہلا پرچہ ـــــ حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد

برادران اسلام!

السلام علیکم

مرزا صاحب کے وکیل مولوی سلیم صاحب نے بہت سے دلائل اپنے خیال میں دے کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ا ہے کہ نعوذ باللہ حضرت عیسیٰؑ فوت ہو گئے۔ اس کا جواب دینے سے پہلے چند باتیں میں اُن سے پہلے دریافت کر لیتا ہوں تاکہ اُسی کی بُنیاد پر جواب دیا جائے۔

۱۔ کیا حیات عیسیٰؑ کا عقیدہ کفر ہے؟

۲۔ کیا مرزا جی نے کسی نبی کو آسمان پر زندہ مانا ہے؟

۳۔ حضرت مرزا صاحب نے کس سنہ میں عیسیٰؑ کی موت کا اعلان کیا؟

عرض ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام قرآن کے رُو سے مر گئے تھے تو حضورؐ نے فرما دیا ہوتا کہ عیسیٰ مر گیا کوئی نبی بنا کہہ دیتا، کوئی امام کہہ دیتا، کوئی مفسر کہہ دیتا، کوئی محدث کہہ دیتا۔ مگر میرا دعویٰ ہے کہ سبھوں نے عیسیٰؑ کو آسمان پر زندہ مانا ہے اس کو مرزا صاحب نے بھی اقرار کیا اور کہا کہ یہ متواتر ہے اگر تواتر کو تسلیم نہ کیا جائے تو امان اُٹھ جائے گا۔ "انجام آتھم" "شہادت القرآن" "ازالہ اوہام" یہ سب مرزا صاحب کی کتابیں ہیں۔ اس میں حدیث نزول عیسیٰؑ کو متواتر کہا ہے اگر آپ چاہیں تو صفحے بھی بتا دوں گا مگر چونکہ آپ جانتے ہیں اس لیے صفحات نہیں لکھا۔ میرے محترم دوست! عدیہ ہے کہ خود مرزا صاحب بھی باون (۵۲) سال تک اسی عقیدہ پر قائم رہے کہ عیسیٰؑ آسمان پر زندہ ہیں۔

سوال یہ ہے کہ یہ عقیدہ مرزا جی کا اسلامی تھا یا کفری؟ اچھی بات ہے۔ ہم آپ کی بات کو پہلے ہی سے تسلیم کر لیتے ہیں کہ مرزا صاحب پر جب الہام موت عیسیٰؑ ہوا اُس وقت مرزا صاحب نے مذہب بدل دیا تو اب بات صاف ہو گئی کہ عیسیٰؑ علیہ السلام کی موت مرزا صاحب کے الہام سے ہوئی لہٰذا آپ کو قرآن کا دلیل میں پیش کرنا زیب نہیں دیتا۔ اگر قرآن سے عیسیٰؑ مرتے تو مرزا جی قرآن جاننے کے بعد، مسیح بن جانے کے بعد "براہین" میں کیوں ان کی زندگی کا اقرار کرتے ہیں؟ حالانکہ "براہین احمدیہ" جھگڑا ختم کرنے کے لیے لکھی گئی تھی۔

اب ہم مختصراً آپ کے دلائل کا جواب دیتے ہیں۔ اس کے بعد عیسیٰؑ کی حیات کو قرآن سے، حدیث سے، اجماع سے مرزا صاحب کے اقرار سے ثابت کریں گے۔

آپ نے کہا کہ غیرت کی جا ہے کہ عیسیٰؑ زندہ ہو اور حضورؐ مر جائیں۔ مولوی سلیم! غیرت کی جا ہے کہ خضر زندہ ہوں اور

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل دیوبند
صدر جمعیۃ العلماء اڑیسہ
(مناظر اہل سنت و الجماعت)

حضورؐ مرجائیں۔ مرزاجی نے حضرت خضر کو زندہ مانا ہے۔

آپ نے کہا فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ سے آپ نے دلیل قایم کیا ہے حالانکہ آپ کو اور مرزا صاحب اور ہم کو سب کو اس کا اقرار ہے کہ یہ بات عیسیٰؑ قیامت کے دن کہیں گے تو اس میں آپ کی دلیل کیا ہوئی؟ ہمارا تو یہ عقیدہ ہے کہ عیسیٰؑ قیامت سے پہلے آسمان سے اتریں گے زمین پر مریں گے حضورؐ کے روضۂ شریف میں دفن ہوں گے لہذا ایسی دلیل دو جس میں یہ آیا ہو کہ ابھی حضرت عیسیٰؑ مردہ ہیں، دعویٰ تو یہ کہ ابھی حضرت عیسیٰؑ مردہ ہیں اور دلیل دیتے ہو قیامت کے دن کا لہذا یہ دھوکہ ہے مَا یَکُوْنُ لِیْ سے آپ نے ایک دلیل دی ہے آیت کا ترجمہ آپ نے غلط کیا ہے (میری نگرانی کا کوئی موقعہ نہ تھا) یہ قرآن کے کس لفظ کا ترجمہ ہے! (تثلیث پرستی کا کوئی علم نہیںؐ) یہ قرآن کی کس آیت کا ترجمہ ہے؟! افسوس ہے کہ آپ قرآن مجید کا ترجمہ اپنے طرف سے کرتے ہیں حالانکہ یہ وہ کتاب ہے کہ اس میں کوئی شخص بھی اپنے طرف سے ترجمہ نہیں کر سکتا۔

میرا چیلنج ہے کہ تو سیں پر دیئے گئے آپ کے ترجمہ کو آپ قرآن سے دکھلادیں۔ اصل جواب ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ قیامت میں کہے گا "کیا تو نے تثلیث پرستی کی تعلیم دی تھی؟" وہ کہیں گے نہیں میں نے نہیں دی" میری قوم تثلیث پرست تھی یا نہیں اس سے یہاں بحث نہیں۔ اس آیت سے پہلے مَاذَا اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا (مائدہ) تو کیا نبیوں کو معلوم نہ تھا کہ ان کے قوم نے ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ ابراہیمؑ کو معلوم نہ تھا کہ میری قوم نے آگ میں ڈالا۔ یحییٰؑ کو معلوم نہ تھا کہ میری قوم نے مجھے آرے سے چیر کر دو ٹکڑے کر دیا۔ سب کو معلوم تھا مگر ادب کا مقام یہ ہے کہ انھوں نے کہا کہ لَا عِلْمَ لَنَا۔

علاوہ ازیں مرزائی صاحب نے "کشتیٔ نوح" صفحہ پر لکھ دیا ہے کہ عیسیٰؑ کی زندگی میں پولوس نے تثلیث پرستی شروع کر دی لہذا آپ کی یہ دلیل بالکل باطل ہے دھوکہ ہے۔

آپ نے کہا ہے "میں تیرے ماننے والوں کو غلبہ دوں گا" اس سے عیسیٰؑ کی حیات کو کیا تعلق ہے؟ کیا عیسیٰؑ مریں گے تب غلبہ ہوگا؟

آپ نے "یَوْمَ اَمُوْتُ" سے عیسیٰؑ کی موت ثابت کی ہے۔ افسوس کہ اب تک آپ نے ماضی اور مضارع کو نہیں سمجھا وہ کہتے ہیں" جس دن میں مروں گا" تو یہ خود اس بات کی دلیل ہے کہ وہ مرے نہیں ہیں زندہ آدمی" مروں گا" کہے گا مردہ" مر گیا" کہے گا۔ دیکھا آپ نے آپ کی دلیل کتنی طاقتور تھی!۔

رَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ بے شک وہ بنی اسرائیل کے لیے سراج منیر طلوع ہونے سے پہلے نبی تھے اب چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم کے نبی، قیامت تک کے نبی آچکے۔ دن ہوگیا رات باقی نہیں رہی لہذا ان کی نبوت کی روشنی محمد الرسول اللہ کی روشنی کے سبب اب نہیں آئے گی۔ اب وہ بنی اسرائیل کے روشنی نہیں پھیلا سکیں گے۔

آپ نے "قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ" سے عیسیٰؑ کی موت ثابت کی ہے میرے قدیم دوست! اس خلائی دور میں خلائی مسافروں کو دیکھ کر بھی خلائی جہازوں کی موجودگی آپ کا "خَلَتْ" کو نہ سمجھنا یہ بڑی حیرت کی بات ہے

خَلَتْ خَلَوا خَلَاءً خلائی جہاز سب کو سمجھ کر جواب دیجئے۔ کیا جو خلائی مسافر خلا پر چلے جاتے ہیں جب دوبارہ زمین پر آتے ہیں تو بقول آپ کے ان کی خَلَتْ یعنی موت ہو جاتی ہے۔ اگر سب خلائی مسافر کو سائنس زندہ رکھتا ہے تو اس پر آپ کو اعتراض نہیں اور عیسیٰ کو اگر خدا خلا میں لے جاتا ہے تو اس پر آپ کو اعتراض ہے۔ افسوس ہے آپ کی دلیل پر مزید کیا لکھوں یہی جواب آپ کی "فِیْهَا تَحْیَوْنَ وَفِیْهَا تَمُوْتُوْنَ" کا بھی ہے غور کریں اور یہی جواب وَلَکُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ کا بھی ہے۔ آپ نے وَمَا جَعَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ کی آیت سے عیسیٰؑ مارا ہے۔ پہلے آپ کو علوم ہونا چاہیے کہ ہم بھی عیسیٰؑ کے خلود کے قائل نہیں ہیں۔ ہمارا عقیدہ کہ عیسیٰؑ ضرور مریں گے مگر ابھی نہیں مرے ہیں۔

وَمَا نُعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ سے شاید آپ نے عیسیٰؑ کی آسمانی زندگی کے سبب ان کو بوڑھا بنا دیا ہے حالانکہ قرآن نے ان کو مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ کہا ہے اور قرآن نے فرشتوں کو بھی مقرب کہا تو کیا جبرئیلؑ بوڑھے ہو چکے کیونکہ وہ تو حضرت عیسیٰؑ سے بھی بے شمار سال پرانے ہیں خلائی دور میں نوری سال کا حساب ہوتا ہے دنیاوی سال کا نہیں۔

"اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا" اس کا جواب بھی خَلَتْ کے ضمن میں آگیا ہے۔

"وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا" سے آپ نے خوراک کی ضرورت سمجھا ہے۔

آپ وکیل ہیں اور خود مرزا صاحب موکل اور مدعی۔ وہ کہتے ہیں کہ میں بھی عیسیٰؑ کے ساتھ روٹی اور گائے کا گوشت کھا چکا ہوں قرآن کہتا ہے کہ شہداء کو اللہ رزق دیتا ہے۔ نبی کا درجہ کم از کم شہداء سے دو ڈگری زیادہ ہے لہذا جب شہید روزی کھاتا ہے تو نبی بھی روزی کھاتا ہے۔

"اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَاءٍ" کی آیت سے عیسیٰؑ کی موت ثابت کرنا یہ آپ کی انتہائی جسارت ہے اس لیے کہ اس میں "لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا" نے بتلا دیا کہ اس سے مراد پتھر کے بت ہیں اور عیسیٰؑ کو قرآن نے اس سے الگ کر دیا کیونکہ قرآن یہ کہتا ہے کہ عیسیٰؑ نے کہا اِنِّیْ اَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الطِّیْنِ طَیْرًا۔ تو عیسیٰؑ تو تخلیق کرتے تھے خدا کے حکم سے پھر وہ ان آیتوں کیسے شامل ہو گئے۔ دلیل دیتے وقت پوری آیت کو دیکھ لیا کیجئے قرآن میں ادل بدل ہو ہی نہیں سکتا۔

اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ سے حضورؐ کی ختم نبوت ثابت ہوتی ہے۔ اس کا عیسیٰؑ کی موت سے کیا تعلق کیا جن سے میثاق لیا تھا سب مر گئے تو مرزا جی نے حضرت موسیٰؑ کو کیوں زندہ آسمان پر بٹھا دیا ہے؟ "نور الحق" صفحہ جب آیت میثاق کے بعد موسیٰؑ زندہ رہ سکتے ہیں تو عیسیٰؑ بھی زندہ رہے ہیں اس میں کیا اعتراض ہے اب میں قرآن سے کچھ دلیل عیسیٰؑ کی حیات پر نقل کرتا ہوں۔

دلیل ۱۔ هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی ..... الآیہ۔ یہ آیت صاف طور سے دلالت کرتی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ دوبارہ زمین پر آئیں گے۔ ہمت ہے تو اس آیت کا جواب دیجئے اور خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھیے

۲۔ يُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ۔ یہ آیت بتلاتی ہے کہ عیسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ قرآن کی تعلیم دے گا۔ الکتاب والحکمۃ یکجائی طور سے قرآن میں جہاں جہاں آیا ہے اس سے قرآن ہی مراد ہے اٰتَیْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ الْكِتٰبَ

وَالحکمۃ (قرآن) اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ (قرآن) مرزا صاحب نے بھی "شہادت القرآن" میں یہی ترجمہ کیا چونکہ صفحہ آپ کو معلوم ہے اس لیے نہیں لکھا۔

۳۔ اِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ (زخرف) حضرت عیسیٰ قیامت کی نشانی ہیں ترجمہ شاہ ولی اللہ۔

۴۔ وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتَابِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ (مائدہ) نہیں ہے کوئی اہل کتاب مگر یہ کہ ایمان لائے گا عیسیٰ پر عیسیٰؑ کی موت سے پہلے (ترجمہ شاہ ولی اللہ (فارسی)

۵۔ "وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ" نہیں قتل کیا عیسیٰؑ کو اور نہ سولی دیا۔ مولوی سلیم۔ صلب کے معنی کیا ہیں فوراً کہو سولی دینا یا سولی پر مارنا۔ تم مدعی ہو پہلے معنی مقرر کرو اس کے بعد جواب سنو۔ میں نے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کا اس لیے ترجمہ دیا کہ مرزا صاحب ان کو تمام محدثین کا سردار اور آسمانی نشانی قرار دیتے ہیں دیکھو "کتاب البریہ" ص۶۰ "ازالۂ اوہام" ص۱۵۵

دلیل ۵۔ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ ۔ ۔ ۔ ۔ الآیہ۔ میں اللہ نے چار وعدے عیسیٰؑ سے کیا اس میں تین (۳) کو ماضی سے پورا کر دیا۔ پہلا وعدہ کہاں پورا ہوا؟

لہٰذا قرآن سے حدیث تفسیر سے ترجمہ سے مرزا جی کے حوالوں سے ثابت ہو گیا کہ حضرت عیسیٰؑ آسمان پر زندہ ہیں اور قیامت کے پہلے آئیں گے۔ اسی پر اجماعِ اُمت ہے اور مرزا صاحب نے اجماع اور تواتر کے منکر کو اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔

میں نے بار بار حضرت مرزا صاحب کا حوالہ اس لیے دیا کہ وہ مدعی ہیں مولانا سلیم! آپ تو اُن کے وکیل ہیں اگر عدالت میں موکل کچھ کہے اور وکیل اس کے خلاف کہے تو جج فیصلہ مدعی یعنی خود موکل کے قول پر کرتا ہے۔ میں حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وکیل ہوں آپ مرزا صاحب کے وکیل ہیں۔ یہ مجمع جج ہے لہٰذا یہ جلسہ یعنی جج یہی فیصلہ کرتا ہے کہ چونکہ مدعی یعنی مرزا صاحب نے عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ کہا ہے لہٰذا آپ اُن کو مارنے کی لاکھ دلیل دیں وہ قابلِ قبول نہیں۔

(شہد) دستخط احقر محمد اسماعیل عفی عنہٗ

۲۳-۱۱-۱۹۶۳ء

(دستخط صدر مناظرہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

وفاتِ مسیح علیہ السلام پر جماعتِ احمدیہ کا دوسرا پرچہ

ہمارے مدِمقابل نے اپنے جوابی پرچہ میں ہماری پیش کردہ قرآنی آیات اور حدیثِ نبویؐ کی تردید میں یہ ثابت کرنے کی کوشش فرمائی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت بھی دو ہزار سال کی عمر میں آسمان پر خاکی جسم کے ساتھ زندہ موجود ہیں۔ حالانکہ ہم نے عرض کیا تھا کہ قرآن کریم انہیں وفات یافتہ قرار دیتا ہے اور قانونِ قدرت سے بھی ایسا ہی ثابت ہوتا ہے۔ حضرات! کیا آپ میں سے کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے یا دنیا کا کوئی عالم یا سائینس داں اور فلاسفر یہ تسلیم کرنے کے لیے تیار ہے کہ خدا کا یہ قانون کبھی کسی زمانے میں تبدیل ہوا یا ہو سکتا ہے کہ ایک شخص جو مثلاً ۱۸۰۰ء میں پیدا ہوا وہ آج بھی تختۂ زمین پر یا آسمان پر جوں کا توں زندہ موجود ہے۔ کیا تاریخ عالم میں سے کوئی مثال ایسی پیش کی جاسکتی ہے کہ کسی شخص نے طبعی عمر سے سیکڑوں سال زیادہ عمر پائی ہو۔

ہمارے مدِمقابل حضرات ہی یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ گو ایک عام انسان تھے، ایک نبی تھے مگر یہ صرف انہی کی خصوصیت ہے کہ وہ دو ہزار سال سے جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر زندہ موجود ہیں اور مزا یہ کہ بے کھائے پیئے اور حوادثِ زمانہ سے متاثر ہوئے بغیر الی الآن کما کان جوں کے توں ۳۳ سال کے نوجوان ہیں، گویا وہ انسان ہی نہیں بلکہ خدا ہیں۔ سچ ہے ؎

ہمہ عیسائیاں را از مقال خود مدد دادند
دلیری ہا پدید آید پرستاران بلت را

آج یادگیر کی معزز پبلک گواہ رہے کہ ہم یہ اعلان کرتے ہیں کہ قریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں میں سے سب سے افضل نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جنھوں نے دنیا کو قیامت تک کے لیے ایک بے بدل نظام دیا اور ایسی اعلیٰ درجے کی تعلیم دی کہ گزشتہ زمانوں کی تمام تعلیمات اس کے سامنے ماند پڑگئیں۔ اگر کوئی نبی دنیا میں زندہ رہنے کا حق پا سکتا تھا، اگر کسی نبی کو دنیا میں دوامی زندگی مل سکتی تھی۔ اگر کوئی عظیم الشان انسان قیامت تک کے لیے زندہ رہ کر دنیا کا محبوب بننے کے قابل تھا تو وہ صرف اور صرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

اے یادگیر کی سرزمین! گواہ رہ کہ ہمارا یہ اعلانِ عام ہے کہ زندہ نبی صرف وہی ہے جس کی شان میں اللہ تعالیٰ

نے فرمایا ہے :

" لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ "

یعنی محمدؐ عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ اس لیے کہ آپ کا فیضان قیامت تک جاری رہے گا۔ حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ فرماتے ہیں :۔

" خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تا میں اس بات کا ثبوت دوں کہ زندہ کتاب قرآن ہے اور زندہ دین اسلام ہے اور زندہ رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ دیکھو! میں زمین اور آسمان کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ یہ باتیں سچ ہیں . . . . "

(الحکم ۱۳ مئی ۱۹۰۸ء صفحہ ۶)

اور اسی پر جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے قائم ہے۔ ظالم ہے وہ شخص جو اس کے برعکس کوئی عقیدہ ہماری طرف منسوب کرتا ہے۔ پس اپنے فیضان اور برکات کے لحاظ سے اگر دنیا میں کوئی آدمی ظاہری طور پر قیامت تک زندہ رکھے جانے کے قابل تھا تو وہ خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ مگر ہمارے سادہ مزاج بھائی محض غلط فہمی کی بناء پر اس عظیم الشان نبیؐ کو تو زمین کے نیچے مدینہ شریف میں مدفون سمجھتے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر بٹھا رکھا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

بدنیا گر کسے پایندہ بودے

ابوالقاسم محمدؐ زندہ بودے

پیارے بھائیو! ہم اپنے پہلے پرچے میں حضرت عیسیٰؑ کی وفات ثابت کرنے کے لیے قرآن کریم اور حدیث شریف سے سترہ دلائل پیش کر چکے ہیں۔ ان میں سے آخری دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ مذکورہ حدیث نبویؐ کا مفاد یہ ہے کہ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام توفی کے نتیجے میں اپنی قوم سے جدا ہوئے، ٹھیک اسی طرح حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی توفی ہی کے ذریعے اپنے صحابہ سے جدا ہوئے، اور یہ تو سب مانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توفی بذریعہ وفات ہوئی۔ لہٰذا ماننا پڑا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توفی بھی وفات ہی کے ذریعے عمل میں آئی اور وہ فوت ہو کر اپنی قوم کو ہمیشہ کے لیے داغ جدائی دے گئے۔ اسی سلسلے میں اب ہمارے مزید دلائل سنئے

ہشتدہم :۔ (بخاری جلد ۳ صفحہ ۵۹ مصری) میں لکھا ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے تو اس حادثے نے صحابہ کرام کو مارے غم کے دیوانہ کر دیا۔ حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص یہ کہے گا کہ رسول اللہ فوت ہو گئے ہیں، میں اسے قتل کر دوں گا۔ آخر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک تاریخی خطبہ دیا جس میں فرمایا:

من کان منکم یعبد محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم فان محمدًا قد مات الخ (بخاری جلد ۳ صفحہ ۵۹ مصری)

یعنی اے مسلمانو! تم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پریشان کیوں ہو۔ آپ خدا تو نہیں تھے کہ

آپ وفات نہ پاتے۔ حیّ وقیّوم تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی۔

"وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ"

یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک رسول تھے، اس لیے آپ کی زندگی کا وہی انجام ناگزیر تھا، جو آپ سے پہلے تمام نبیوں کو پیش آیا۔ اس آیت کو سن کر حضرت عمرؓ کو یوں معلوم ہوا کہ گویا یہ آیت آج ہی اتری ہے اور آپ لڑکھڑا کر زمین پر گر پڑے اور تمام صحابہ کرام دن بھر یہ آیت پڑھ کر اپنے تئیں تسلی دیتے رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح فوت ہو گئے ہیں، جس طرح آپ سے پہلے تمام نبی وفات پا چکے ہیں۔ غرض یہ ایک تاریخی دن تھا جب حضرت صدیق اکبرؓ نے ایک تاریخی خطبہ دیا اور تمام نبیوں بہ شمول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر صحابہ کرام کا تاریخی اجماع ہوا۔ ورنہ اگر صحابہ میں سے کسی کو ذرا بھی شک ہوتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں تو وہ صدیق اکبرؓ کے خطبے پر کبھی مطمئن نہ ہوتے۔ بلکہ ضرور یہ کہتے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں تو پھر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیوں زندہ نہیں رہ سکتے اور صدیق اکبرؓ کا استدلال بھی باطل ہو جاتا۔

تمہید ہم ۱۹: "اَوْ تَرْقٰى فِى السَّمَآءِ ؕ" الآیۃ[1] (بنی اسرائیل ع ۱۰)

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ کفار مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو معجزات طلب کئے تھے، ان میں سے ایک مطالبہ یہ بھی تھا کہ اگر آپ سچے ہیں تو آسمان پر چڑھ جائیں۔ مگر اس کے جواب میں قرآن مجید نے یہی کہا ہے کہ اے نبیؐ! تو کہہ دے

"هَل كُنتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا" (بنی اسرائیل رکوع ۱۰)

میں تو ایک بشر رسول ہوں، میں کیوں کر آسمان پر جا سکتا ہوں۔ معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بہ جسد عنصری آسمان پر زندہ مانتے ہیں، وہ درپردہ عیسائیت کے مبلغ ہیں کیونکہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ما فوق البشر یعنی خدا کا درجہ دیتے ہیں ؂

مسیح ناصری را تا قیامت زندہ می فہمند
مگر مدفون یثرب را ندادند ایں فضیلت را

مقام غور ہے کہ قرآن مجید تو یہ کہے کہ بشر آسمان پر نہیں جا سکتا اور مسلمان مولوی رات دن یہ پروپیگنڈہ کریں کہ وہ آسمان پر بیٹھے ہیں۔ عیسائی بھی تو یہی کہتے ہیں کہ:

---

[1] اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِى السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّىْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا (سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۱۰)

"خداوند یسوع ـــ آسمان پر اُٹھایا گیا اور خدا کی دہنی
طرف بیٹھ گیا۔" (مرقس باب ۱۶)

بست[۲۰]: وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ـ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ ـــ وَقَالَ شُرَكَاۗؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ إِيَّانَا تَعْبُدُونَ ○

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ مُشرکوں کو اور ان کے معبودوں کو اکٹھا کرے گا تو وہ معبود مُشرکوں کو صاف صاف یہ کہیں گے کہ وہ کبھی بھی ان کے عبادت گزار نہ تھے۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور وہ دوبارہ دُنیا میں آئیں گے، تو وہ خود دیکھیں گے کہ عیسائی ان کی عبادت کر رہے ہیں، پھر وہ قیامت کو یہ کس طرح کہہ سکیں گے کہ عیسائیوں نے انھیں کبھی نہیں پوجا۔ (یونس ع ۳)

بست و یکم[۲۱]: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے روحانی معراج میں جس طرح اور نبیوں کو آسمان پر موجود پایا، اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی ملاقات فرمائی۔ اب یا تو تمام نبیوں کو آسمان پر زندہ مانا جائے اور یا ان کی طرح وفات یافتہ تسلیم کیا جائے۔ اس کے سوا چارہ نہیں۔ (بخاری جلد اول۔ کتاب الصلوٰۃ)

بست و دوم[۲۲]: بخاری شریف میں مسیح ناصری علیہ السلام اور آنے والے مسیح کے دو الگ الگ حلیے بیان کئے گئے ہیں، چنانچہ فرمایا " واما عیسیٰ فاحمر جعد " یعنی عیسیٰ کا رنگ سرخ اور بال گھنگھریالے تھے اور آنے والے مسیح کے متعلق فرمایا:

" فاذا رجل آدم ـ تضرب لمتہ بین منکبیہ رجل الشعر "

یعنی اس کا رنگ گندمی ہوگا اور بال سیدھے جو کندھوں پر پڑیں گے۔ دُنیا میں دو شخصوں کا نام تو ایک ہو سکتا ہے، مگر ایک آدمی کے دو حلیے نہیں ہو سکتے۔ پس یہ اختلافِ حلیتین دلیل ہے اس بات کی کہ جانے والا مسیح اور تھا جو وفات پاگیا اور آنے والا مسیح اور ہے جو عین وقت پر ظاہر ہو گیا۔ (بخاری جلد ۲ صـ۱۵۹ مصری)

اب ہم مدِمقابل کے پرچے کا جواب لکھتے ہیں:-

آپ نے پوچھا ہے کہ حیاتِ عیسیٰؑ کا عقیدہ کفر ہے؟ تعجب ہے کہ آپ بحث کرنے آئے ہیں، حیات و ممات مسیح ناصری علیہ السلام کی اور پوچھ رہے ہیں فتویٰ!!

جب تک کسی کو وفات مسیحؑ کا علم نہ ہو وہ معذور رہے، لیکن مسئلہ واضح ہو جانے کے بعد اپنی رائے پر اصرار کرنا قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ اس کی مثال بالکل ایسی ہے، جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک عرصۂ دراز تک بیت المقدس کی طرف مُنہ کر کے نمازیں پڑھتے رہے یعنی قریباً ۱۵ ½ سال تک، لیکن بعد میں جب اللہ تعالیٰ نے روک دیا آپ نے بیت اللہ شریف کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھنا ضروری قرار دیا (بخاری جلد ۱ کتاب الصلوٰۃ) اسی میں اس اعتراض کا جواب بھی آگیا کہ مرزا صاحب پہلے حیاتِ مسیح کے قائل تھے۔

آپ نے دعویٰ کیا ہے کہ حیاتِ مسیح پر اجماع ہوا ہے۔ حالانکہ آپ نے اس کا کوئی حوالہ نہیں دیا۔ آپ نے لکھا ہے کہ مرزا صاحب نے خضر کو زندہ مانا ہے۔ اب اگر آپ میں جرأت ہے تو جس رنگ میں حضرت مرزا صاحب نے خضر کو زندہ مانا ہے آپ اقرار کریں کہ اسی رنگ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کو بھی تسلیم کریں گے۔ حضرت مرزا صاحب نے تمام انبیاء کی وفات کا اعلان کیا ہے۔ چنانچہ اسی " نورالحق" میں جس کا آپ نے حوالہ دیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے موسیٰؑ کو زندہ مانا ہے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے فرمایا ہے:

" وَمَا من رسول اِلَّا تُوُفِّیَ وَقَدْخَلَتْ مِنْ قَبْلِ عیسیٰ الرُّسل" (نورالحق ص۵۱)

ساتھ ہی آپ نے ترجمہ بھی دیا ہے۔

" اور کوئی نبی ایسا نہیں جو فوت نہ ہوا ہو، حضرت عیسیٰؑ سے پہلے جو نبی آئے وہ فوت ہو چکے ہیں"

آپ نے تحریر کیا ہے کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کئی دفعہ گائے کا گوشت کھایا تھا۔ گویا آپ کے نزدیک اس حوالہ سے ثابت ہے کہ مرزا صاحب حضرت عیسیٰؑ کو زندہ مانتے ہیں، حالانکہ آپ نے فرمایا

" قد مات عیسیٰ مطرقًا ونبیّنا حیٌّ ورّبی انّہٗ وافانی" (آئینہ کمالات اسلام ص۵۹۳)

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اور میں نے کئی دفعہ حضورؐ سے ملاقات کی ہے، تو کیا اس کے معنی یہ ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بجسدہٖ العنصری زندہ سمجھا ہے؟

آپ نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا صاحب کے متعلق یہ دعویٰ کیا ہے کہ انھوں نے عقیدہ وفاتِ مسیح کی بنیاد اپنے الہام پر رکھی ہے۔ حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے آپ فرماتے ہیں:۔

" یاد رہے کہ ہمارے اور ہمارے مخالفوں کے صدق و کذب آزمانے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات و حیات ہے۔ اگر حضرت عیسیٰؑ درحقیقت زندہ ہیں تو ہمارے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل ہیچ ہیں اور اگر وہ درحقیقت قرآن کے رو سے فوت شدہ ہیں تو ہمارے مخالف باطل پر ہیں۔ اب قرآن درمیان میں ہے اس کو سوچو"

(تحفۂ گولڑویہ ص۱۶۶ حاشیہ)

اسی طرح آپ فرماتے ہیں:

" انی قلت واقول ان عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام قد توفی کما اَخْبَرَنَا القران العظیم والرسول الکریم فکیف نرتاب فی قول اللہ و رسولہٗ وکیف نؤثر علیہ اقوال الاُخریٰ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ والقران حکم و عدل بینی وبین المخالفین" (حمامۃ البشریٰ ص۲۰)

مولوی صاحب! آپ نے بالکل غلط کہا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے نزدیک حضرت مسیحؑ کی زندگی ہی میں تثلیث کا عقیدہ عیسائیوں میں رائج ہو گیا تھا "کشتی نوح" میں تو صرف اتنا ذکور ہے کہ پولوس جو دراصل حضرت مسیحؑ کا دشمن تھا، اس نے تثلیث کا عقیدہ گھڑا تھا، مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ عقیدہ قوم کو بگاڑ نہ سکا، البتہ عیسائیوں میں تثلیث کا مسئلہ تیسری صدی کے بعد پیدا ہوا، جس پر موحد عیسائیوں اور تثلیث پرست عیسائیوں میں بڑی بڑی بحثیں ہوئیں، حوالہ کے لیے دیکھئے (انجام آتھم ص۳۹ حاشیہ)

ایک اور حوالہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آپ کی اطلاع کے لیے درج ذیل ہے۔ فرماتے ہیں:-

"خدا کی عجیب باتوں میں سے جو مجھے ملی ہیں ایک یہ بھی ہے جو میں نے عین بیداری میں جو کشفی بیداری کہلاتی ہے، یسوع مسیح سے کئی دفعہ ملاقات کی ہے . . ."

(تحفہ قیصریہ ص۲۱)

اس حوالے سے بھی ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ حضرت مرزا صاحب کی ملاقات کشفی ملاقات تھی۔

آپ نے لکھا ہے کہ خلائی جہازوں میں جانے والے کیوں کر زندہ رہتے ہیں۔ آپ کا یہ اعتراض دراصل مجھ پر نہیں ہے بلکہ قرآن مجید پر ہے، فما ھو جوابکم فھو جوابنا، کیا آپ کو خلاء اور سماء کا فرق بھی معلوم نہیں۔ بحث تو یہ ہے کہ مسیحؑ آسمان پر زندہ ہے یا نہیں۔

آپ کا یہ دعویٰ کہ الکتاب اور الحکمتہ سے مراد قرآن ہوتا ہے بالکل غلط ہے۔ آپ نے خود ہی "آتینا آل ابراھیم الکتٰب والحکمۃ" لکھا ہے تو کیا اس میں "الکتب" سے مراد قرآن مجید ہے؟ ہرگز نہیں۔ اور کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہی قرآن مل گیا تھا۔

"اِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ" میں یہ کہاں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ آسمان پر زندہ موجود ہیں، اسی طرح "وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ" میں یہ نہیں لکھا کہ حضرت عیسیٰؑ آسمان پر چلے گئے۔

مَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ میں تو صرف اتنا ذکر ہے کہ یہودی حضرت عیسیٰؑ کو قتل نہیں کر سکے یا مصلوب نہیں بنا سکے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو لازوال عزت بخشی۔ اس آیت میں کہاں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ خاکی جسم کے ساتھ آسمان پر چلے گئے۔ مہربانی کر کے ہمارے دلائل کو توڑنے کی کوشش کریں۔

حوالہ جات کی کتب ساتھ ہیں۔

(دستخط) محمد سلیم عفی عنہ
(مناظر جماعت احمدیہ مولانا محمد سلیم)

(دستخط صدر مناظرہ)

حیاتِ عیسیٰؑ کا دوسرا پرچہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

برادران اسلام! مولوی سلیم صاحب نے تسلیم کر لیا کہ عیسیٰؑ کی موت مرزا صاحب کے الہام سے ہوئی اور مثال میں بیت المقدس کے قبلہ کو چھوڑ کر خانہ کعبہ کے قبلہ کو پیش کیا اَلْحَمْدُ لِلّٰہ بس ثابت ہو گیا کہ جس طرح بیت المقدس کا قبلہ جو پہلے نبیوں کا تھا اس کو آنحضرتؐ کی وحی نے بدل دیا ٹھیک اسی طرح حیاتِ عیسیٰؑ کے عقیدے کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا مرزاجی کی وحی نے بدل دیا۔ لہٰذا اس ایک ہی مثال سے ثابت ہو گیا کہ قرآن اور حدیث اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی عقیدہ تھا کہ عیسیٰؑ زندہ ہیں لہٰذا ہم کو حضورؐ ہی کے عقیدے پر مرنا ہے اور اسی پر زندہ رہنا ہے۔ آپ کو آپ کے نبی مرزا صاحب کا عقیدہ مبارک اب تک خواہ مخواہ آپ نے قرآنی آیات نقل کر کے دھوکہ دیا تھا کہ عیسیٰؑ مر چکے ہیں "جادو وہ ہے جو سر چڑھ کر بولے"۔

"نورالحق" ص۵ پر مرزا صاحب نے موسیٰؑ کو زندہ مانا اور اس عقیدہ پر قایم رہنے کا آپ کو حکم دیا ہے مرزا صاحب کو حضرت موسیٰؑ کی یہ زندگی کیسے تسلیم ہے مرزا صاحب کو تو حضرت عیسیٰؑ سے دشمنی ہے وہ مر جائیں تاکہ عیسائیوں کے کفارہ کا عقیدہ ثابت ہو جائے۔ موسیٰؑ کی زندگی آسمان پر اُن کے کھانے پر کوئی اعتراض نہیں کیا اسی کا نام دیانت ہے! مولوی سلیم آپ نے تذکرہ دیکھا جہاں مرزا صاحب عیسیٰؑ کے ساتھ گائے کا گوشت کھا رہے ہیں آخر اور کسی نبی کے ساتھ خود حضورؐ کے ساتھ کیوں نہیں کھائے یہ ہمالیہ پہاڑ سے وزنی دلیل ہے کہ سب نبی وصال پا چکے ہیں اور عیسیٰؑ زندہ! کھانا زندہ کے ساتھ کھایا جاتا ہے یا مُردے کے ساتھ؟

آپ نے اجماع پوچھا ہے! دیکھ لیجئے میرا پہلا حوالہ "شہادت القرآن" ص۳ سے ص۶ تک جہاں مرزا صاحب نے تواتر ثابت کیا ہے۔ تواترِ معنوی کا ہی نام اجماع ہے۔ اب آپ مرزاجی کی تردید فرمایئے۔ آپ نے قانونِ خدا کا نام لیا افسوس کہ آپ کی تعریف کی رُو سے حضرت عیسیٰؑ سر سے لے کر پیر تک زمین سے لے کر آسمان تک پیدائش سے لے کر موت تک بقول آپ کے قانونِ قدرت خلاف ہی خلاف ہیں۔

پیدا ہوتے ہیں قانونِ قدرت کے خلاف بات کرتے قانونِ قدرت کے خلاف معجزہ دکھلاتے ہیں قانون قدرت کے خلاف، آسمان پر جاتے ہیں قانون قدرت کے خلاف تو آسمان سے آئیں گے بھی بقول آپ کے قانونِ قدرت کے خلاف اس پر کیا اعتراض ہے؟ یا پھر ان سب کا انکار کر دیجئے۔

"لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا"

جی ہاں تاریخِ عالم پر حضرت موسیٰؑ کی زندگی موجود ہے جس کو آپ کے نبی آپ کو ماننے پر مجبور کرتے ہیں۔

حضورؐ کی توفی سے اگر عیسیٰؑ کی توفی لازم آجاتی ہے تو موسیٰؑ کی توفی کیوں نہیں لازم آتی؟ افسوس کہ آپ نے سوچ کر جواب نہیں دیا ترقی انسماء سے آپ نے آسمان پر جانا محال ثابت کیا ہے جو دھوکہ ہے پوری بات اُسی جگہ موجود ہے مگر آپ اس کو نقل نہیں کرسکتے ۔ وہاں تو کفار یہ کہتے ہیں کہ لن نؤمن لرُقیّک الآیۃ

اے محمدؐ اگر تو آسمان پر چلا بھی جائے تب بھی ہم تجھ پر ایمان نہیں لائیں گے ۔ آپ نے لَاتَقْرَبُوا الصَّلوٰۃَ کی طرح دلیل دی تھی اگر ہمت ہے تو پوری آیت پڑھو اور ترجمہ کرو اس پر آپ کو مُنہ مانگا انعام دوں گا اگر اس آیت سے آسمان پر نہ جانا ثابت کریں ۔ ہمت کرو ہمت کرو ، جب حوالہ دے چکے ہو تو بس اسی پر قایم رہو مگر میرا دعویٰ ہے کہ تم پوری آیات کو نقل کرکے ترجمہ نہیں کروگے ۔ اگر تم نے ایسا کردیا تو شاید یا دگیر میں اور کوئی بھی وفاتِ مسیح کا قائل نہیں رہے گا ہمت کرو ہمت کرو ۔ ہاں ہاں پوری آیت ذرہ پوری آیت پڑھو اور قدرت خدا وندی اور قرآنی صداقت ۔ اور حیاتِ عیسیٰؑ کا کھلا کھلا ثبوت اسی آیت سے دیکھو جس کو تم نے خود پیش کیا ہے ۔

پوری آیت پڑھنے سے پتہ چل جائے گا کہ بشر آسمان پر جاتا ہے یا نہیں دوست اخلاقی دور ہے پرانے دلائل اب کام نہیں آئیں گے ۔ آپ نے نوٹ بک سے نقل کردیا مگر قرآن کھول کر دیکھ نہیں لیا کہ قرآن میں کیا ہے ۔ آپ نے یہاں خلاف شرایط مناظرہ معراج کا ذکر چھیڑ دیا ۔ یہ حیاتِ عیسیٰؑ کا موضوع ہے معراج کا نہیں ہے ۔ اگر ہمت ہے تو معراج کے لیے بھی ایک دن مقرر کرلو اس وقت معلوم ہوگا کہ حضورؐ کی معراج جسمانی تھی یا رُوحانی ۔ مسلم شریف میں ہے حضورؐ نے معراج کی رات عیسیٰؑ کو حضرت عروہ ابن مسعودؓ کی شکل میں دیکھا ۔ پھر اسی مسلم میں جہاں دجال کو قتل کرنے کا ذکر فرماتے ہیں اس میں حضورؐ فرماتے ہیں "جو عیسیٰؑ آئیں گے دجال کو قتل کریں گے ان کی شکل عروہ ابن مسعود کی ہوگی ۔ مسلم شریف وہ کتاب ہے جس کو مرزا صاحب بھی تسلیم کرتے ہیں لہذا اسی سے معلوم ہوگیا جو مسیح آسمان پر گیا جس کو حضور نے آسمان پر دیکھا جو دجال کو قتل کرے گا وہ ایک ہی ہے اور اُس کی شکل حضرت عروہ ابن مسعودؓ کی شکل ہے ۔ کیا ہے کوئی حق کا متلاشی کرنے ؟ الا کہ اس کھلی دلیل کے بعد عیسیٰؑ کے دوبارہ آنے پر شک کرے ۔ میں نے اپنے پہلے پرچے میں وقت کی کمی کے سبب سے کچھ جواب نہیں دیا تھا اس کو اب سُن لیجئے ورنہ مجھے ڈر ہے کہ آپ فوراً کہہ دیں گے کہ افسوس کہ مولوی اسماعیل نے ہمارے دلائل کا جواب نہیں دیا ۔

آپ نے اپنے پہلے پرچے میں ایک دلیل کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ بھی دی تھی ۔ اس سے کیا فائدہ عیسیٰ ہمیشہ زندہ نہیں رہیں گے ضرور مریں گے ۔ آپ نے "مَادُمْتُ حَیًّا" سے بھی دلیل دی تھی کہ وہ آسمان پر کہاں نماز پڑھتے ہیں ۔ دوست جہاں موسیٰ علیہ السلام پڑھتے ہیں وہیں عیسیٰؑ بھی پڑھتے ہیں مَاجَوَابُکُمْ فَهُوَجَوَابُنَا خضر علیہ السلام کی زندگی کے حوالے سے آپ بہت گھبرا گئے تھے ۔ کہیں آپ یہ نہ کہیں کہ وہ حضرت بڑے پیر صاحب کا قول ہے مرزا جی کا نہیں ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بڑے پیر صاحب کی بات کیا مرزا صاحب نہیں مانتے ؟ اگر نہیں مانتے تو آپ لکھ دیں ہم دوسرا حوالہ حضرت خضر کے بجائے صاحب خضر حضرت موسیٰؑ کا دے دیں گے ۔ اگر کسی کے زندہ رہنے سے نعوذ باللہ حضور کی توہین ہوتی ہے تو پھر جبرئیل ، میکائیل وغیرہ ملائکہ کو بھی مرجانا چاہئے

کیونکہ یہ بہت افسوس کی بات ہے کہ دونوں جہاں کے سردار کا تو وصال ہو جائے اور فرشتے زندہ رہیں اور موسیٰ زندہ رہیں اور وہ بھی آسمان پر زندہ رہیں اور تو اور کم بخت شیطان لعین زندہ رہے اور دونوں جہان کے سردار چل بسیں۔

"جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی"

اور تو اور خود میں زندہ رہوں اور آپ زندہ رہیں اور حضورؐ کا وصال ہو جائے افسوس آپ کی دلیل پر انھیں دلائل سے آپ حضرت عیسیٰؑ کو ماریں گے اگر یہی دلیل رہی تو لازم آتا ہے کہ حضورؐ کے وصال کے ساتھ ہی ساتھ سب کا وصال ہو جائے مولوی سلیم صاحب۔ آپ کا پرچہ آخری ہوگا لہذا آپ کو چاہیے کہ میرے جن دلائل کو توڑیں یا آپ نئے دلائل دیں اس کو میرے تیسرے پرچہ پر دے دیں تاکہ میں اپنے تیسرے پرچے میں جواب الجواب دے کر ہمیشہ کے لیے لاجواب کردوں شرائط مناظرہ میں یہ چیز موجود ہے۔

اگر آپ نے ایسا نہیں کیا اپنے آخری پرچے میں میرا جواب دیا تو شرائطِ مناظرہ کی رُو سے آپ کی ہار ہو گی۔

بہادر آدمی وہ ہے جو سوال کر کے جواب بھی سُن لے۔

آپ نے اب تک صلب کا معنیٰ نہیں لکھا۔ آپ نے میرے قرآنی دلائل کا جواب نہیں دیا ہے آپ کو چاہیے کہ پہلے ہی سے دے دیں۔ آپ نے تسلیم کر لیا کہ مرزا صاحب کا پہلا عقیدہ اسلامی نہیں تھا۔ کفری تھا تو اب جواب دو کہ جس کا عقیدہ باون (۵۲) سال تک کفری رہا وہی شخص ترپن سال میں نبی بن گیا یا للعجب کوئی ہے جو یہ عقدہ حل کرے۔ اے اللہ تو ان بھائیوں کو عقلِ سلیم دے۔ ہدایت تیرے قبضے میں ہے میرے قبضے میں نہیں میرا کام ہے قرآن سے، حدیث سے، مرزا جی صاحب کے قول سے عیسیٰؑ کو زندہ ثابت کر دینا سو اُسے میں کر چکا اب سمجھنا نہ سمجھنا مولوی سلیم اور ان کی جماعت کا کام ہے۔

مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ۔ ہاں آپ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ والی آیت کا ہی کم از کم جواب دے دیں۔ شاہ ولی اللہ کے ترجمہ کے بعد اور کسی ترجمہ کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ تمھارے اور ہمارے دونوں کے مسلم الثبوت بزرگ ہیں۔ مرزا صاحب نے ان کو تمام محدثین کا سردار مانا ہے "ازالۂ اوہام" "کتاب البریہ" میں ان کو آسمانی نشان مانا ہے۔ آج میں نے آپ کے سامنے قرآن رکھ دیا جو شاہ صاحب ہی کا ترجمہ ہے پس اُسی کو پڑھ کر فیصلہ کر لو۔ ان عربی کی عبارتوں کو چھوڑ دو اس لیے کہ اس کو یادگیر والے نہیں سمجھ سکیں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہؒ اور مرزا صاحب دونوں بھی ہندوستان کے ہیں۔ قاعدہ ہے کہ جب کسی بات پر دو فریق میں جھگڑا ہوتا ہے تو حکَم وہ شخص بنتا ہے جو دونوں کا مسلم ہو لہذا شاہ ولی اللہ صاحبؒ۔ دونوں کے مسلم الثبوت بزرگ ہیں۔ سب بات کو چھوڑ کر اگر آپ میرے صرف اسی چیلنج کو بھی قبول کر لیں گے تو معاملہ کا فیصلہ ہو جائے گا۔ یہ بے چارے بھولے بھالے بھائی جو قرآن نہیں جانتے، حدیث نہیں جانتے لیکن اُردو فارسی ضرور جانتے ہیں۔ وہ لوگ شاہ صاحب کے ترجمے سے بہت آسانی سے سمجھ لیں گے کہ عیسیٰؑ زندہ ہیں یا

مُردہ۔ اگر شاہ ولی اللہ صاحب نے غلط ترجمہ کیا تو جو شخص قرآن کا ترجمہ بھی نہیں جانتا بخیال تمہارے پھر اس کو مرزا صاحب نے رئیس المحدثین کا عظیم الشان خطاب اور آسمانی نشان کا زبردست سرٹیفکیٹ کس طرح دے دیا۔

ای اللہ تو میرے بھائی مولانا سلیم کو عقل سلیم دے آمین اور اسی کے ساتھ ساتھ تمام حضرات کو صراطِ مستقیم پر قائم رکھ جو بھائی عیسیٰؑ کی موت کی غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے ہیں ان کو صحیح راستہ حق راستہ آنحضرتؐ کا راستہ چودہ سو سال کا متفقہ راستہ مرزا صاحب کا باون سال تک اختیار کردہ راستہ دکھلا دے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

(شرحد سخط) احقر محمد اسماعیل عفی عنہ

مناظر اہلِ سُنّت والجماعت یادگیر

مورخہ ۲۳ ۱۱/۶۳ء

(دستخط صدر مناظرہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

وفاتِ مسیح ناصری علیہ السلام کے متعلق جماعت احمدیہ کا تیسرا پرچہ

ہمارے دو سابقہ پرچوں کے جواب میں فریقِ مخالف نے صریح کوشش کی ہے کہ قرآن شریف، حدیث شریف اور قانون قدرت کو غلط ثابت کرے اور ایک لاکھ چوبیس ہزار سچے نبیوں پر اور پھر سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم پر عیسیٰ علیہ السلام کی فضیلت ظاہر کرے۔ کاش! اتنا تو سوچا ہوتا کہ ایک وہ زمانہ تھا جب کہ سرورِ انبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی آپ کی نعشِ مبارک ابھی دفن نہیں کی گئی تھی، شمعِ رسالت کے پروانے صحابہ کرام دیوانہ وار اِدھر اُدھر دوڑتے پھر رہے تھے۔ آنحضرت صلعم کی محبت اور عقیدت کے تقاضا سے وہ حضور صلعم کی موت کا تصوّر بھی نہ کرسکتے تھے اور وہ چاہتے تھے کہ اگر موت کوئی جسمانی چیز ہو اور ان کے ہاتھ آجائے تو وہ اسے ہی جان سے مار ڈالیں۔ آنحضرت صلعم کی موت اُن کے لیے ایک ناقابلِ یقین شئے تھی کہ اسی حالت میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خطبہ ارشاد فرمایا کہ اے فدایانِ اسلام و محمد صلعم تم تو سچے خدا کے پرستار ہو اور خدا ہمیشہ کے لیے زندہ ہے۔ آنحضرت صلعم تو ایک رسول تھے، جن کا وقت پورا ہوگیا اور وہ وفات پاگئے۔ کیا اب تم اس حادثہ کے باعث حی و قیوم خدا سے مُنہ پھیر لوگے؟ یہ سُننا تھا کہ صحابہ کرامؓ نے صبر کا دامن تھام لیا اور دربارِ نبوی صلعم کے شاعر حضرت حسان بن ثابتؓ نے کہا ؎

کنت السواد لناظری، فعمی علیک الناظر
من شاء بعدک فلیمت فعلیک کنت احاذر

یعنی اے رسول عربی صلعم تو میری آنکھ کی پتلی تھا، میں تیری وفات سے اندھا ہوگیا ہوں اب جو چاہے مرا کرے میری بلا سے مجھے تو یہی دھڑکا تھا کہ مبادا آپ فوت ہوجائیں۔

لیکن آج یہ عالم ہے کہ ہمارے کچھ بھائی حضرت خاتم النبیین صلعم کو نہ صرف فوت شدہ سمجھتے ہیں بلکہ آپ کے فیضانِ نبوّت کو اس حد تک بند مانتے ہیں کہ اس خیرِ اُمت میں اب کوئی ایسا انسان پیدا نہیں ہوسکتا جو اصلاحِ امت کی خدمت بجالائے اور وہ منتظر ہیں کہ بنی اسرائیل کا ایک پُرانا نبی آسمان سے اُترے اور ان کا امام ہو، مگر جب آسمان پر کوئی گیا ہی نہیں اور خدا شاہد ہے کہ آج تک کوئی آسمان پر نہیں گیا، تو کوئی آسمان سے اُترے گا کیسے؟ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:

"مسیح موعود کا آسمان سے اُترنا نہایت جھوٹا خیال ہے۔ یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اُترے گا۔

ہمارے سب مخالف جواب زندہ ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰ ابن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی۔ مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر چکا اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہیں اُترا۔ تب دانشمند ایک دفعہ اس عقیدے سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰؑ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نا امید اور بدظن ہوکر اس جھوٹے عقیدے کو چھوڑ دیں گے اور دُنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں، سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔ ۔ ۔"

(تذکرۃ الشہادتین ص۶۵)

حضرات! ہم اپنے گزشتہ پرچوں میں قرآن مجید اور احادیث سے وفات مسیح علیہ السلام کے بائیس (۲۲) دلائل پیش کرچکے ہیں۔ ہمارے مدِّمقابل نے، ہماری کسی ایک دلیل کو توڑ کر نہیں دکھایا۔ اب آپ اسی سلسلے میں کچھ مزید دلائل سُنئے:

بست و سوم: حضرت امام عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں:-

لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین ما وسعھما الا اتباعی

(الیواقیت والجواہر جلد ۲ ص۲۲)

یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ اگر موسیٰ اور عیسیٰ زندہ ہوتے تو ان کو میری پیروی کے سوا چارہ نہ ہوتا۔ اس سے ثابت ہوا کہ امام عبدالوہاب شعرانی کے نزدیک حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فوت شدہ سمجھتے تھے۔

بست و چہارم: حضرت فاطمۃ الزہراؓ روایت فرماتی ہیں:

"اِنَّ عِیْسٰی عَاشَ عِشْرِیْنَ وَمِائَۃً" (کنز العمال جلد ۶ ص۱۲۰)

کہ حضرت رسول کریم صلعم نے فرمایا حضرت عیسیٰؑ ایک سو بیس سال زندہ رہے۔

بست و پنجم: حضرت جابرؓ سے روایت ہے:

"مامن نفسٍ منفوسۃ الیوم یاتی علیھا مائۃ سنۃٍ وھی یومئذٍ حیۃ"

(کنز العمال جلد ۷ ص۱۷۰)

کہ ایک روز رسول کریم صلعم نے فرمایا کہ ایک سو سال کے اندر اندر وہ تمام لوگ جو آج زندہ ہیں فوت ہو جائیں گے۔

بست و ششم[۲۶]: حضرت امام مالکؒ جو دنیا کے چار بڑے مشہور اماموں میں سے بڑے پایہ کے امام گزرے ہیں، فرماتے ہیں:۔

"وقال مالکؒ مات"

کہ حضرت عیسیٰؑ فوت ہو گئے ہیں۔ (مجمع البحار جلد ۱ صفحہ ۲۸۶)

ہم نے اپنے پہلے پرچہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی چار مختلف حیثیتیں بیان کر کے چاروں اعتبار سے ان کی وفات ثابت کر چکے ہیں اور اپنی تائید میں قرآن مجید اور احادیث پیش کر چکے ہیں اِس پرچہ میں ممتاز اور واجب الاحترام بزرگوں کے حوالے بھی درج کر دیئے ہیں۔

فریق مخالف نے ہم سے دریافت کیا تھا کہ آیا مرزا صاحب نے کسی نبی کو آسمان پر زندہ مانا ہے؟ ہم نے جواب دیا تھا کہ ہرگز نہیں بلکہ "نور الحق" صفحہ ۵ کا حوالہ بھی درج کیا تھا۔ کہ آپؑ کے نزدیک سب نبی فوت ہو چکے ہیں۔ ہم سے پوچھا گیا تھا کہ کیا حضرت مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ ایک پیالہ میں گوشت نہیں کھایا۔ یہ حوالہ پیش کر کے بزعم خود یہ نتیجہ نکالا گیا تھا کہ گویا حضرت مرزا صاحب کے نزدیک حضرت عیسیٰؑ زندہ ہیں حالانکہ یہ ایک کشفی واقعہ تھا، جس کے ثبوت کے لیے مزید ایک حوالہ درج ذیل ہے:۔

"تخمیناً دس برس کا عرصہ ہوا ہے جو میں نے خواب میں حضرت مسیح علیہ السلام کو دیکھا اور مسیحؑ نے اور میں نے ایک ہی برتن میں کھانا کھایا۔"

(براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۲۵۳، بحوالہ تذکرہ صفحہ ۱۵)

آپ نے بڑا زور اسی پر دیا ہے کہ مرزا صاحب نے اپنی مختلف کتابوں میں نزول مسیحؑ کی خبر کو متواتر قرار دیا ہے۔ مگر ہمیں افسوس ہے کہ نادانستہ یا دانستہ ہمارے مدمقابل نے حقیقت کو چھپانے کی افسوسناک کوشش کی ہے، چنانچہ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

"اگر پوچھا جائے کہ اس بات کا ثبوت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے تھے تو نہ کوئی آیت پیش کر سکتے ہیں اور نہ کوئی حدیث دکھلا سکتے ہیں صرف نزول کے لفظ کے ساتھ اپنی طرف سے آسمان کا لفظ ملا کر عوام کو دھوکا دیتے ہیں مگر یاد رہے کہ کسی حدیث مرفوع متصل میں آسمان کا لفظ پایا نہیں جاتا۔ . . . . .

اگر اسلام کے تمام فرقوں کی حدیث کی کتابیں تلاش کرو تو صحیح حدیث تو کیا کوئی وضعی حدیث بھی ایسی نہیں پاؤ گے، جس میں یہ لکھا ہو کہ حضرت عیسیٰؑ جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے تھے اور پھر کسی زمانے میں زمین کی طرف واپس آئیں گے۔ اگر کوئی ایسی حدیث پیش کرے تو ہم ایسے شخص کو بیس ہزار روپیہ تک تاوان دے سکتے ہیں اور توبہ کرنا اور

تمام اپنی کتابوں کا جلا دینا اس کے علاوہ ہوگا، جس طرح چاہیں تسلی کرلیں۔"

(کتاب البریہ صفحہ ۱۹۲)

ہم اپنے گزشتہ پرچے میں بوضاحت بیان کرچکے ہیں کہ وفات مسیح کے عقیدہ کی بنیاد حضرت بانی سلسلۂ احمدیہ کا الہام نہیں بلکہ اس کی بنیاد قرآن مجید اور حدیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر رکھی گئی ہے، چنانچہ ہم اپنے گزشتہ پرچے میں آپ کی کتاب "حمامۃ البشریٰ" صفحہ ۴۸ کا ایک عربی حوالہ پیش کرچکے ہیں۔ یہاں حضرت مرزا صاحب کا اپنا کیا ہوا اُردو ترجمہ پیش کیا جاتا ہے:-

"میں نے یہ کہا ہے اور اب بھی کہتا ہوں کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام یقیناً فوت ہوگیا ہے جیسا کہ قرآن عظیم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے پس ہم خدا اور رسول کی بات میں کس طرح شک کریں اور ان کی باتوں پر اور باتوں کو ترجیح دیں اور میرے اور مخالفوں کے درمیان قرآن ہی فیصلہ کن ہے۔"

فریق مخالف نے تعریض کی تھی کہ مرزا صاحب باون سال تک حیات مسیح کے قائل رہے اس کے جواب میں ہم نے کہا تھا اور اب پھر دہراتے ہیں کہ ایسی بے محل باتیں مفید نہیں ہوا کرتیں۔ اللہ تعالیٰ کے مامور خدائی اشاروں کے تابع ہوتے ہیں جب تک اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب پر قرآن مجید اور حدیث نبوی کے اسرار نہ کھولے آپ نے عام مسلمانوں کی مخالفت کو پسند نہیں کیا، جیسا کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ابتدائی ساڑھے پندرہ سال تک بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے رہے کیونکہ

"کان یحب موافقۃ اھل الکتاب فیما لم یؤمر بہ"

(مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۹۶)

یعنی جس بارے میں آنحضرت صلعم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حکم نہیں دیا جاتا تھا اس میں اہل کتاب کی موافقت کو پسند فرماتے تھے۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب نے بھی تفہیم الٰہی سے پہلے پہلے عام مسلمانوں کے عقیدے کی مخالفت نہیں فرمائی۔ یہ درست ہے کہ "فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي" والا واقعہ قیامت کو پیش آئے گا مگر یہ بھی تو سوچئے کہ واقعہ کیا ہے حضرت عیسیٰؑ کہتے ہیں کہ میری قوم میری وفات کے بعد بگڑی ہے۔ پس اگر آج حضرت عیسیٰؑ زندہ ہوں اور واپس آجائیں تو وہ قیامت کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ میری قوم میری وفات کے بعد بگڑی ہے۔ بعینہٖ یہی واقعہ بخاری شریف میں خود رسول مقبول صلعم نے اپنے متعلق بھی بیان فرمایا ہے جو ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔

اس کا یہ جواب دینا کہ حضرت عیسیٰؑ نے یہ نہیں کہا کہ مجھے اپنی قوم کے بگڑنے کا پتہ نہیں بلکہ پاس ادب کے خیال سے خاموشی اختیار کی ہے، بالکل غلط ہے کیونکہ سورۂ مائدہ کے آخری رکوع میں جہاں یہ تذکرہ ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے صرف اتنی بات پوچھی تھی کہ کیا تم نے ان لوگوں سے کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو خدا بنالو؟ اس کے جواب میں پاس ادب کا

تقاضا تو یہ تھا کہ حضرت عیسیٰؑ خاموش رہتے اور دوسرے رسولوں کی طرح 'لَا عِلْمَ لَنَا' کہہ دیتے، مگر ان کا جواب تو اتنا لمبا ہے کہ سارا رکوع بھرا ہوا ہے۔

آپ نے لکھا ہے کہ جس طرح خلائی مسافر خلا میں سفر کرتے ہیں اسی طرح حضرت عیسیٰؑ بھی خلا میں چلے گئے ہیں۔ آپ کو یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت محمدؐ رسول اللہ صلعم سے پہلے تمام نبیوں کے لیے "قد خلت" کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ اب بقول آپ کے اس کے معنیٰ یہ ہوئے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی مسلسل خلا میں گھوم رہے ہیں۔ اگر آپ اسی پر خوش ہیں تو ہمیں آپ سے کوئی شکایت نہیں ہے۔ مگر تسلیم کر لیجئے کہ حضرت عیسیٰؑ بھی ان خلائی نبیوں کے ہم رکاب ہیں۔

خدا جانے ہمارے مدمقابل کی عقل اور سمجھ کو کیا ہو گیا ہے، جو خلائی مسافروں کا حوالہ دے رہے ہیں، حالانکہ وہ زمین پر سے تمام لوازم زندگی لے کر خلا میں جاتے ہیں یعنی کھانا، پینا اور آکسیجن اور ضروری گیس وغیرہ۔ نیز وہ خلائی جہاز بذاتِ خود زمینی اشیا سے بنا ہوتا ہے۔

بہر حال ہمیں خوشی ہے کہ آپ حضرت مسیح علیہ السّلام کو سماء سے اُتار کر خلا میں لے آئے ہیں۔ اگلے مناظرہ میں خدا کرے کہ انھیں فضا میں اور پھر زمین میں مدفون مان لیں۔

آپ نے تحریر کیا ہے کہ مسیحؑ کی ساری زندگی از ابتدا تا انتہا قانونِ قدرت کے خلاف ہے، حالانکہ قرآن مجید نے تو 'اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ'

فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ وہ بھی دوسرے رسولوں ہی کی طرح ایک رسول تھے، البتہ انسان کے آسمان پر جانے کو بشریت کے منافی اور خدا کی خدائی کے خلاف ضرور کہا گیا ہے، اسی لیے ہم بھی حضرت مسیح علیہ السّلام کو آسمان پر زندہ نہیں مان سکتے۔

معراجِ نبوی کا ذکر تو صرف اس لیے گیا گیا تھا آنحضرت صلعم نے حضرت عیسیٰؑ کو فوت شدہ نبیوں میں دیکھا تھا، سو اگر زندہ ہیں تو سب زندہ ہیں اور اگر وفات پا گئے ہیں تو سب وفات پا گئے ہیں۔

آپ بار بار سید ولی اللہ شاہ صاحب دہلوی کا ترجمۃ القرآن پیش کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں حضرت مرزا صاحب کا یہ فرمان پیشِ نظر رہنا چاہیئے کہ آپ فرماتے ہیں:-

"ہماری جماعت کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ اگر کوئی حدیث معارض اور مخالف قرآن و سنت نہ ہو تو خواہ وہ کیسی ہی ادنیٰ درجہ کی حدیث ہو اس پر وہ عمل کریں اور انسان کی بنائی ہوئی فقہ پر اس کو ترجیح دیں۔"

(ریویو بر مباحثہ محمد حسین بٹالوی و عبداللہ چکڑالوی)

ہم سے پوچھا گیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰؑ کے علاوہ اور کسی نبی سے کشفی ملاقات کیوں نہیں کی؟ سو یاد رہے کہ حضور فرماتے ہیں:-

"روزہ کے عجائبات میں سے جو میرے تجربہ میں آئے وہ لطیف مکاشفات ہیں جو اس زمانے میں میرے پر کھلے، چنانچہ بعض گزشتہ نبیوں سے ملاقاتیں ہوئیں اور جو اعلیٰ طبقہ کے اولیاء اس اُمت میں گزر چکے ہیں ان سے ملاقات ہوئی۔ ایک دفعہ عین بیداری کی حالت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع حسنین و علی رضی اللہ عنہ و فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دیکھا . . . . غرض اسی طرح کئی مقدس لوگوں کی ملاقاتیں ہوئیں۔"

(کتاب البریہ ص ۱۶۵، ۱۶۶)

حضرت مرزا صاحب نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بجسدہ العنصری زندہ نہیں مانا بلکہ یہ فرمایا ہے کہ :-

"اگر تنکوں کے سہاروں سے حضرت عیسیٰؑ کی زندگی کا عقیدہ اپنایا جا سکتا ہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی بدرجۂ اولیٰ ثابت کی جا سکتی ہے۔"

(دیکھو تحفہ گولڑویہ ص ۱۵)

قرآن شریف میں لکھا ہے "وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ" الآیۃ الخ

ہم تیرا آسمان پر چڑھ جانا نہیں مانیں گے، جب تک تو وہاں سے ہم پر کوئی کتاب نہ نازل کرے۔ انہوں نے یہ ہرگز نہیں کہا کہ تو آسمان پر چلا بھی جائے تو بھی ہم نہیں مانیں گے، کیوں کہ ان کا تو مطالبہ ہی یہی تھا کہ اگر آپ سچے ہیں تو آسمان پر چڑھ جائیں، مگر اس خیال سے کہ ان کو آپ کے آسمان پر چڑھنے کا یقین آجائے وہ اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ آپ اپنے آسمان پر چڑھ جانے کا ثبوت بھی ہم پہنچائیں۔ اگر آپ میں دم خم ہے تو اپنے اس ادعا پر قائم رہئیے اور ثابت کیجئے کہ وہ رسول اللہ کا آسمان پر جانا ممکن سمجھتے تھے۔

ہم توقع رکھتے ہیں کہ ہمارے پیش کردہ تمام دلائل کو نمبر وار توڑنے کی کوشش کی جائے گی۔ باقی رہا یہ کہ حضرت عیسیٰؑ آئیں گے اور دجال کو قتل کریں گے تو یہ تو بالکل قبل از مرگ واویلا والی بات ہے۔ آپ ان کا آسمان پر جانا اور خاکی جسم سمیت زندہ ہونا تو ثابت کر لیں تاہم بڑی صفائی کے ساتھ ہم بیان کر چکے ہیں کہ کسی نبی کے دوبارہ آنے سے کیا مراد ہوتی ہے۔ آپ نے ہماری کسی دلیل کا جواب نہیں دیا۔ آپ نے کہا ہے کہ جو نماز حضرت موسیٰؑ پڑھتے ہوں گے وہی حضرت عیسیٰؑ پڑھتے ہوں گے ہم لکھ چکے ہیں کہ تمام نبی فوت ہو چکے ہیں اور فوت ہونے کے بعد احکام شریعت کی ادائی فرض نہیں ہوتی۔

آپ نے کوئی ایک آیت یا حدیث بھی ایسی پیش نہیں کی، جس سے حضرت عیسیٰؑ کی خاکی جسم سمیت زندگی ثابت ہو سکے۔ ہم ایک دفعہ پھر آپ کی غیرت سے اپیل کرتے ہیں کہ خدا کے لیے یا تو ہمارے دلائل کو توڑئیے یا اپنے مدعا کو ثابت کیجئے۔

(شرحدستخط) محمد سلیم عفی عنہ
(مناظر جماعت احمدیہ مولانا محمد سلیم)

(دستخط صدر مناظرہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اہل السنت والجماعت کی طرف سے حیاتِ عیسیٰؑ کا آخری پرچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ میرے پیارے بھائیو!
آپ نے دیکھ لیا کہ مولوی سلیم صاحب نے تسلیم کر لیا کہ عیسیٰؑ کی موت مرزا صاحب کے الہام سے ہوئی۔ بڑے زور سے بیت المقدس اور تحویلِ قبلہ کا حوالہ دیا، جواب سن کر ساکت ہو گئے۔ میں نے کہا کہ دو حلیہ ایک شخص کا نہیں ہو سکتا۔ اسی لیے حضور نے دونوں جگہ عروہ ابن مسعود کی شکل میں حضرت عیسیٰؑ کو دیکھا، اس کا بھی جواب نہیں دیا۔ انھوں نے کشتیٔ نوح کے حوالے کو ادھورا دیا ہے۔ اگر کشتیٔ نوح میں زندگی کا لفظ نہ ہو گا تو جو انعام مانگو گے دوں گا، لیکن اگر وہاں زندگی کا لفظ ہے آپ اپنی زندگی کے لیے کشتیٔ نوح کی زندگی کو چھپاتے ہیں تو یا دیگر والے خود فیصلہ کر دیں گے۔ کشتیٔ نوح میرے پاس موجود ہے، ہمت کر کے حوالہ مانگو، خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھو۔ 'ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ' کی صاف آیت جو عیسیٰ علیہ السلام کو دُنیا میں دوبارہ لاتی ہے اس کو میں نے ہر پرچے میں بطورِ چیلنج پیش کیا ہے۔ مگر مولوی صاحب خاموش رہے ۔

ناؤ کاغذ کی کبھی چلتی نہیں

اب آئندہ نیا جواب نہیں دے سکتے، اس لیے یہ میرا آخری پرچہ ہے۔ شرائطِ مناظرہ یہی ہے۔ میں نے تذکرہ ص۳۰۳ سے گائے کا گوشت کھانا دکھا دیا، اگر وہاں کشفی کا لفظ دکھا دیتے منہ مانگا انعام دیتا۔ مگر قیامت تک تم دکھا نہیں سکتے۔ مرزا صاحب نے ایام الصلح میں وفاتِ مسیح کے عقیدے کو معتزلہ کا عقیدہ کہا ہے۔ یہ خود دلیل ہے کہ اہلِ سنت والجماعت کا یہ عقیدہ نہیں۔ تم کو عیسیٰؑ کی وفات سے مرزا صاحب معتزلہ بنا گئے۔ جنابِ صدیق اکبرؓ کے خطبے سے وفاتِ مسیح ثابت کیا۔ لیکن تم کو معلوم نہیں کہ اس سے موسیٰؑ بھی مر جائیں گے۔ حالانکہ مرزا صاحب نے موسیٰؑ کی زندگی کو بڑے زوروں سے تسلیم کیا ہے۔ اس کے علاوہ اگر سب صحابہ یہی سمجھے کہ جتنے نبی تھے سب مر گئے تو پھر حضرت ابوھریرہؓ یہ کیوں کہتے ہیں:

فَاقْرَءُوْٓا اِنْ شِئْتُمْ وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ (بخاری شریف)

---

[1] وہ الفاظ جن کو مناظر نے تحریر میں ترک کر دیا ہے، لیکن پرچہ پڑھتے وقت اسی انداز میں پڑھا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ اجماع کے اندر (ہیں؟) یا باہر اگر صحاح ستہ کی حدیث کو دیکھ لیا ہوتا تو کم از کم دو درجن صحابہ کرام کے نام مل جاتے جو عیسیٰؑ کی دوبارہ نازل ہونے کی روایت نقل کرتے ہیں، تو پھر اجماع کہاں رہا۔ علاوہ ازیں قد خلت کا کیا ترجمہ مرزا صاحب نے 'جنگ مقدس' میں کیا۔ کیا بھدرک کے مناظرہ سے لے کر آج تک بھی آپ کو تاویل نہیں مل سکی۔

آپ نے 'تذکرۃ الشہادتین'۔ کتاب البریہ' کا حوالہ دیا ہے۔ یہ دونوں مدعی کی یعنی مرزا جی کی کتاب ہیں۔ گواہی کہیں مدعی کی ہوتی ہے۔ ابھی مرزا جی مدعی ہیں آپ کو گواہی باہر سے دینی چاہئے تھی۔ لیکن جب آپ نے دیکھ لیا کہ تمام دلائل آپ کے جس کو آپ نے پہلے پرچے میں بڑے زور سے پیش کیا تھا، کنواری لڑکی کی سوت کی طرح ٹوٹ گئی تو اب مرزا جی کی کتاب کا حوالہ دیا، مرزا جی کے اشعار پیش کئے۔ وہ قرآنی تیس آیات کہاں چلی گئیں کہ مرزا جی کی کتاب اور مرزا جی کے اشعار پیش ہوئے۔ مرزا جی کی کتاب پیش کرنے کا مجیب کو حق ہے مدعی کو نہیں۔ آپ کو شاید معلوم نہیں کہ آپ مدعی ہیں۔ کنزالعمال کے دو حوالے پیش کئے، جو شرائط مناظرہ کے خلاف ہیں۔ شرائط میں صحاح ستہ کا لفظ ہے، کیا کنزالعمال بھی صحاح ستہ میں داخل ہو گئی ہے، اس لیے ہم اس کا جواب نہیں دیں گے، یہی حال آپ کے مجمع البحار کے حوالے کا ہے۔ آپ نے امام مالکؒ کا قول نقل کیا ہے کہ وہ عیسیٰؑ کو مردہ مانتے ہیں۔ اگر واقعی یہ بات آپ نے دل سے کہی ہے تو آپ نے مرزا صاحب کو اپنی زبان سے کم از کم ستائیس دفعہ جھوٹا قرار دے دیا۔ کیونکہ مرزا صاحب نے براہین پنجم وغیرہ کتب میں ستائیس دفعہ کہا ہے کہ عیسیٰؑ کی موت ایک راز تھا، بھید تھا۔ سوائے میرے اللہ نے آج تک کسی پر نہیں ظاہر کیا۔ جب سوائے مرزا صاحب کے کسی پر ظاہر ہی نہیں ہوا تو پھر امام مالک نے کہاں سے کہا، دیکھا آپ نے اس کو جواب کہا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ مرزا جی نے ازالہ میں کہہ دیا کہ عیسیٰؑ کی پوری حقیقت محمد الرسول اللہؐ پر بھی ظاہر نہیں ہوئی۔ جب ہمارے سرکار جن پر قرآن اترا، جن کو ملائکہ حاملین عرش سے زیادہ غیب کی خبر اللہ نے دی تھی وہ نہیں جان سکے کہ عیسیٰ زندہ ہیں یا مردہ، تو امام مالک نے کہاں جان لیا۔ گائے کا گوشت کھانا کشفی تھا؟ چلو یہی دکھا دو، مگر قیامت تک نہیں دکھا سکتے۔ اس لیے میں جو کیا تھا وہ ٹھیک کہ چونکہ تمام انبیا کا وصال ہو گیا اس لیے سب کا دروازہ بند، عیسیٰؑ زندہ ہیں اس لیے گوشت روٹی مرزا صاحب کو وہیں ملی کشفی کا لفظ تذکرہ سے دکھا دو، جتنا انعام مانگو گے دوں گا۔ یہ میرا کھلا چیلنج ہے اگر آپ کو جواب نہیں مل سکا تو اتنے علما آپ کے اردگرد تشریف فرما ہیں کسی سے دریافت کر لیا ہوتا۔

مرزا صاحب نے حدیث نزول مسیح کو متواتر کہا ہے۔ کیا 'شہادت القرآن' آپ کے پاس نہیں ہے اگر نہیں تو مجھ ہی سے مانگ لیا ہوتا مگر اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیا چگ گئی کھیت۔

حدیث مرفوع متصل میں آسمان کا لفظ نہیں پایا جاتا تو پھر مرزا جی نے خبر واحد کو متواتر قرار دے دیا۔ مولوی سلیم صاحب، جس وقت یہ مناظرہ طبع ہوگا دنیا والے پڑھیں گے، اس وقت معلوم ہوگا کہ مولوی اسمٰعیل نے جواب دیا یا نہیں۔

ل وہ الفاظ جن کو مناظر نے تحریر میں ترک کر دیا ہے، لیکن پرچہ پڑھتے وقت اسی انداز میں پڑھا ہے۔ (×) کا حوالہ ان دے رہے ہیں

ابھی آپ کے ہاتھ میں قلم ہے جو چاہے لکھ دیں۔
آپ نے الیواقیت الجواہر کا حوالہ دیا ہے، کیا شرائط مناظرہ پڑھ کر مناظرہ کرتے ہو یا یوں ہی۔ الیواقیت کس فن کی کتاب ہے، حدیث کی یا تفسیر کی یا لغت کی، کیونکہ شرائط میں انھیں مضامین کی کتاب سے حوالہ دینا آیا ہے۔

گاو را کردند باور در خدائی عامیاں
نوح را باور نہ کردند از پے پیغمبری

افسوس قرآن کو چھوڑ کر، بخاری و مسلم کو چھوڑ کر، براہین احمدیہ و آئینہ کمالات اسلام کو چھوڑ کر الیواقیت کا حوالہ دیا۔ یہ خود اس بات کی دلیل ہے قرآن و حدیث تمھارا ساتھ چھوڑ چکے ہیں۔ آپ نے کتنا بڑا دعوٰی کیا ہے کہ حضور نے بھی یہی کہا حالانکہ بخاری شریف میں ہے کہ:
"قیامت کے دن میں بھی یہی کہوں گا"
ماضی مستقبل کو آپ بھول گئے لَا عِلْمَ لَنَا میں یہ کہاں ہے کہ میں جانتا نہیں، کیا یحییٰ علیہ السلام کو اپنا قتل، ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالنا معلوم نہیں تھا پھر وہ یہ کیوں کہیں گے کہ لَا عِلْمَ لَنَا۔
پھر آپ نے غلطی کو دہرایا، حالانکہ اس کا ترجمہ "جنگ مقدس" کے حوالے سے میں نے پہلے ہی دے دیا ہے۔
ابن ماجہ شریف میں آتا ہے کہ معراج کی رات حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں خود جا کر دجال کو قتل کروں گا اور آپ کہتے ہیں عیسیٰ بھی مردہ بن کر معراج کی رات حضور کو ملے ہیں۔ کیا مردے بھی زمین پر آ کر دجال کو قتل کرتے ہیں۔ افسوس آپ نے ابن ماجہ شریف نہیں دیکھا ابھی دیکھ لیں اور اپنی صداقت کا حال خود اپنے ہی گریبان میں منہ ڈال کر دیکھ لیں۔
آپ نے 'لَوْ كَانَ مُوسٰى وَعِيسٰى حَيَّيْنِ' والی کمزور دلیل دی ہے۔ اگر ہمت ہے تو صرف اس حدیث کی سند بیان کر دو، مگر قیامت تک اس کی سند تم نہیں دے سکتے اس لیے دنیا میں کوئی حدیث ایسی ہے ہی نہیں۔ حدیث اور سند نہیں۔ مرزا جی کی حدیث کے راوی کریم بخش کی روایت کے لیے تو سند کی ضرورت ہے مگر محمد الرسول اللہ کے حدیث کے لیے کسی سند کی ضرورت ہی نہیں۔
خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آپ نے اپنے پرچے کے صفحہ ۲ پر تسلیم کر لیا کہ مرزا جی کے الہام نے اسی طرح حضور کے حکم کو بدل دیا، جس طرح حضورؐ کی وحی نے بیت المقدس کے قبلہ کو بدل دیا۔ میرے بھائی یہی بات میں پہلے سے کہہ رہا ہوں مرزا صاحب کے الہام نے عیسیٰ علیہ السلام کو مارا ہے۔ محمد الرسول اللہؐ نے نہیں مارا، قرآن نے نہیں مارا۔ خدا کا شکر ہے کہ مولوی سلیم نے اس کو تسلیم کر لیا۔
اسی لیے آپ نے اپنے پہلے پرچہ کی پہلی سطر میں ہم کو مسلمان بھائی کا خطاب دیا۔ ای اللہ تیرا شکر ہے کہ ہمارے حیات عیسیٰؑ کے عقیدے کے باوجود مولوی سلیم نے ہم کو مسلمان کہا اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ شاید ان کا بھی یہی عقیدہ ہے ورنہ

مردہ کہنے والا بھی مسلمان اور زندہ کہنے والا بھی مسلمان تو پھر آپ مناظرہ میں آئے کیوں اور فیصلہ کیا ہوا۔ آپ نے کہا ہے کہ عیسیٰؑ کو مارنے سے عیسائیت ختم ہوگئی۔ اخبار 'المائدہ' لاہور ص۴ ، مارچ ۳۰ ۱۹۳۵ء میں کرسچین یہ کہتے ہیں مرزائی حضرات کے سبب ہماری ترقی ہوئی ہے کیونکہ اب تک تو مسلمان عیسیٰؑ کو سولی پر چڑھاتے ہی نہ تھے، مگر مرزاجی نے ان کو سولی پر بھی چڑھا دیا، مردہ سا بھی بنا دیا اور یہی وجہ ہے کہ جب سے قادیانی مذہب آیا تب ہی سے عیسائیوں کی کثرت ہوئی۔ ۱۸۸۱ء کی مردم شماری میں عیسائی کتنے تھے پانچ لاکھ ۱۹۶۱ء کی مردم شماری میں صرف ہندوستان میں ایک کروڑ عیسائی ہیں پاکستان اس سے الگ ہے۔ یہ ہے مرزا صاحب کا فیض، حالانکہ مرزا صاحب نے فرمایا تھا کہ اب کوئی انسان عیسائی نہ ہوگا۔ صرف جن عیسائی ہوں گے۔ دیکھا آپ نے مرزاجی کا کرشمہ اور صلب کا معنی آپ نے بتایا ہی نہیں۔ لہٰذا قرآن و حدیث و اجماع سے مسلمانوں کا عقیدہ صحیح ثابت ہوا کہ عیسیٰؑ آسمان پر زندہ ہیں اور آپ کا عقیدہ معتزلہ کا عقیدہ ثابت ہوا اہلسنت والجماعت کا نہیں۔ لہٰذا میں نہایت درد دل سے درخواست کروں گا کہ آپ نے خواہ مخواہ عیسیٰؑ کو مار کر موسیٰؑ کو زندہ کر کے کچھ پھل نہیں پایا۔

لہٰذا اس عقیدے سے جلد توبہ کریں۔

احقر

(شرعد ستخط) محمد اسمٰعیل عفی عنہ

۲۳ ۱۱/۶۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وفاتِ مسیح ناصری علیہ السلام کے متعلق جماعتِ احمدیہ کا چوتھا پرچہ

حضرات! وفاتِ مسیح علیہ السلام کے مسئلے پر ہمارا یہ آخری پرچہ ہے۔ آپ نے اس پر فریقین کے دلائل سُن لیے ہیں اور یہ جان لیا ہے کہ کس طرح ہمارے مدِ مقابل قرآنِ کریم احادیث اور اقوالِ بزرگانِ سلف اور قانونِ قدرت کو پسِ پشت ڈال کر ایک انسان کو خدا کا درجہ دے رہے ہیں اور بالواسطہ طور پر عیسائیت کی تائید کر رہے ہیں۔ لیکن اے معزز سامعین وقت آچکا ہے کہ اب مسیحؑ کی خدائی کا طلسم پاش پاش ہوگا۔ عیسائیت کی صلیب ٹوٹے گی۔ کاسرِ صلیب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے خدام محمدی پرچم ہاتھوں میں لے کر اور خالص قرآنی ہتھیاروں سے لیس ہو کر اسلام کو سربلند کرنے کے لیے دیوانہ وار کام کر رہے ہیں۔ اب وقت آگیا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلعم پر حضرت عیسیٰؑ کو فضیلت دے کر حضورؐ کی جو توہین کی گئی ہے کسرِ صلیب کے ذریعے اس کا بدلہ لیا جائے گا اور دنیا پر یہ ثابت کر دیا جائے گا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں میں سے افضل ترین اور اکمل ترین نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے نہ کہ حضرت عیسیٰؑ اور حضور صلعم کی اُمت کی اصلاح کے لیے حضور صلعم ہی کا ایک غلام اللہ تعالیٰ سے تائید پا کر کھڑا ہونے والا تھا نہ کہ بنی اسرائیل کا ایک فوت شدہ نبی۔

میرے معزز سامعین! سُنئے خدا کے لیے عقلِ سلیم سے کام لیجئے۔ خدا کے لیے حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نادانستہ فضیلت دینا چھوڑ دیجئے۔ یاد رکھئے اسرائیلی نبوت کے سوتے مدت ہوئی خشک ہو چکے اب صرف محمدی نبوت کا فیضان جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ خدا کے لیے دل کی آنکھیں کھول لیں اور ہوش کے کانوں سے سُنئے کہ بانیٔ سلسلۂ احمدیہ کیا فرماتے ہیں:۔

> "اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو اور اے تمام وہ روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس کی طرف دعوت دیتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا صرف وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا۔ اور ہمیشہ کی رُوحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اس کی پیروی اور محبت سے ہم روح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں۔" (تریاق القلوب صفحہ ۱۲، ۱۳)

ہم نے اپنے سابقہ پرچوں میں حضرت مسیحؑ کی وفات کے ثبوت میں چھبیس۲۶ دلائل پیش کئے ہیں جن میں قرآن مجید احادیث نبویہ اور بزرگان سلف کے حوالے پیش کئے جا چکے ہیں۔ مگر ہمارے مد مقابل ہیں کہ ان کو کوئی حوالہ نظر ہی نہیں آتا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں باوجودیکہ حضور اکرم صلعم کی سچائی کو ظاہر کرنے کے لیے بارش کی طرح نشانات ظاہر ہو رہے تھے مگر آپ کے مخالف تھے وہ ہمیشہ یہی کہتے رہے کہ اس پر تو کوئی ایک نشان بھی نازل نہیں ہوا۔ آپ کو شکوہ ہے کہ ہم نے خلاف شرائط "کنز العمال" کے حوالے دیئے ہیں اور "الیواقیت والجواہر" کو پیش کیا ہے حالانکہ ہم نے حضرت امام عبدالوہاب شعرانی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت جابرؓ اور حضرت امام مالکؒ جیسے ممتاز بزرگوں کے حوالے پیش کرنے کے لیے ان کتابوں کا نام لیا ہے اگر دل صاف ہوتا تو ان بزرگوں کے نام پر ہی احترام کے ساتھ آپ گردن جھکا لیتے۔ آپ نے بار بار حضرت مرزا صاحب پر الزام لگایا ہے کہ آپؑ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو زندہ قرار دیا ہے حالانکہ بار بار آپ کو بتایا جا چکا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے تمام نبیوں کی وفات کا اعلان کیا ہے اور الزاماً فرمایا ہے کہ اگر تنکوں کے سہاروں سے کام لے کر حیات مسیحؑ ثابت ہو سکتی ہے تو موسیٰؑ کی زندگی ثابت کرنے کے لیے ان سے بڑے دلائل موجود ہیں۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب حضرت موسیٰؑ کو زندہ سمجھتے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں!!

آپ نے بار بار اس بات پر زور دیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب حضرت خضر کو زندہ مانتے ہیں۔ اگرچہ ہم پہلے اس کا جواب دے چکے ہیں لیکن ایک اور مزید حوالہ حضرت مرزا صاحب کی کتاب کا پیش کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں:۔

> "بعض نادان کہتے ہیں کہ یہ بھی تو عقیدہ اہل اسلام کا ہے کہ الیاس اور خضر زمین پر زندہ موجود ہیں اور ادریس آسمان پر مگر ان کو معلوم نہیں کہ علمائے محققین ان کو زندہ نہیں سمجھتے کیونکہ بخاری اور مسلم کی ایک حدیث میں آنحضرت صلعم قسم کھا کر کہتے ہیں کہ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ آج سے ایک سو برس کے گزرنے پر زمین پر کوئی زندہ نہیں رہے گا۔ پس جو شخص خضر اور الیاس کو زندہ جانتا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کا مکذب ہے اور ادریس کو اگر آسمان پر زندہ مانیں تو پھر ماننا پڑے گا کہ وہ آسمان پر ہی مریں گے کیونکہ ان کا دوبارہ زمین پر آنا نصوص سے ثابت نہیں اور آسمان پر مرنا آیت "فیھا تموتون" کے منافی ہے۔" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۲ حاشیہ)

آپ بار بار ذکر کرتے ہیں کہ فرشتے زندہ ہیں شیطان زندہ ہے۔ اگر حضرت عیسیٰؑ بھی زندہ ہوں تو کیا ہرج ہے سیدھی طرح ہی کیوں نہیں کہہ دیتے کہ خدا جو زندہ ہے تو پھر مسیحؑ کے زندہ ہونے میں کیوں شک کیا جائے جبکہ وہ خدا ہی کی طرح خالق بھی تھے مُردے بھی زندہ کرتے تھے بیماروں کو بھی اچھا کرتے تھے عالم الغیب بھی تھے اور اس طرح تمام خدائی صفات سے متصف تھے۔ جب اسلام کے نام لیوا مولویوں کی یہ حالت ہو تو اسلام کے مخالف عیسائیوں سے کیا گلہ ہو سکتا ہے۔ سچ ہے ؎

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ با من ہرچہ کرد آں آشنا کرد

ہمارے مدِمقابل نے ہماری اس دلیل کا تو جواب نہیں دیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جانے والے مسیح اور آنے والے مسیح کا الگ الگ حلیہ بیان کیا ہے اور اپنی طرف سے ایک روایت بیان کردی ہے جس میں عروہ بن مسعود کا ذکر ہے حالانکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ ان کی پیش کردہ روایات پایۂ اعتبار سے ساقط اور ضعیف ہیں۔

ہمارے مدِمقابل نے اپنی اس بات کو پھر دُہرایا ہے کہ حضرت مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ آپ نے ایک بار مسیح ناصریؑ کے ساتھ ایک ہی پیالے میں گوشت کھایا تھا۔ یہ حوالہ تذکرہ صفحہ ۴۴۱ پر درج ہے (نیا ایڈیشن) مگر اسی "تذکرہ" میں صفحہ ۱۵ پر جو حوالہ درج ہے اور ہم اُسے پیش کر چکے ہیں اس کو آپ بالکل ہضم کر گئے ہیں اس میں صاف لکھا ہے کہ:-

"میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے اور مسیح علیہ السلام نے ایک ہی برتن میں کھانا کھایا"

اور صفحہ ۴۴۱ کے حوالہ میں ہے کہ یہ گوشت میں نے صرف ایک بار کھایا ہے۔

آپ کہتے ہیں کہ قرآن میں ادل بدل نہیں ہوسکتا حالانکہ آپ نے اپنے سابقہ پرچوں میں "انی لاخلقُ لکم من الطّین طیراً" اور "ما نعمّرہٗ ننکسہٗ فی الخلق" دو آیتیں غلط طور پر درج کی ہیں۔ حالانکہ اگر ہمارے ہی پرچے کو غور سے پڑھا ہوتا تو ما نعمرہٗ کی جگہ من نعمرہٗ لکھ سکتے تھے۔ آپ نے اپنے پرچے میں لکھا ہے کہ

'لا یخلقون شیئاً وھم یخلقون'

میں پتھر کے بتوں کا تذکرہ ہے، حالانکہ ادنیٰ عربی جاننے والا بھی "لا یخلقون" اور "ھم" اور "اموات" کو پڑھنے کے بعد یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ پتھروں کے بتوں کے متعلق ہے۔ نیز "وما یشعرون ایان یبعثون" جو اس آیت کا آخری حصہ ہے اور جس کو ہم پہلے درج کر چکے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان معبودانِ باطلہ کو تو یہ بھی علم نہیں کہ قیامت کا دن کب آئے گا اور وہ کب اُٹھائے جائیں گے۔

سامعین! خدا لگتی کہیں کہ کیا یہ بات پتھروں کے لیے کہی جاسکتی ہے؟ نہیں! ہرگز نہیں!!

آپ نے 'وان من اھل الکتٰب' الآیہ سے خواہ مخواہ یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ زندہ ہیں۔ حالانکہ اس میں نہ حضرت عیسیٰؑ کا ذکر ہے نہ ان کی زندگی کا ذکر ہے، نہ جسدِ خاکی کا ذکر ہے نہ آسمان کا ذکر ہے۔ دعویٰ اتنا بڑا کہ مسیحؑ بجسدہٖ العنصری آسمان پر زندہ موجود ہیں اور دلیل ایسی بودی اور کمزور کہ دعوے کی کوئی ایک شق بھی اس میں مذکور نہیں۔

آپ نے ہماری پیش کردہ آیت قرآنی "میثاق النبیین" کے بارے میں کہا ہے کہ اس سے تو ختم نبوت ثابت ہوتی ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کی وفات کہاں سے نکلتی ہے سو یاد رکھنا چاہیئے کہ جب ختم نبوت کی بحث ہوگی تو انشاء اللہ اس وقت قدر عافیت معلوم ہو جائے گی۔ فی الحال ہمارے اس استدلال پر غور فرمائیے کہ جب حضرت عیسیٰؑ اس آیت کی

رُو سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ پختہ وعدہ کر چکے ہیں کہ وہ محمد رسول اللہ صلعم کے آنے پر ان پر ایمان بھی لائیں گے اور ان کی مدد بھی کریں گے ورنہ بقول قرآن مجید عہد شکنی کے مرتکب اور فاسق ٹھہریں گے۔ تو اب سوال یہ ہے کہ حضرت رسول کریم صلعم تشریف لائے، جنگیں ہوئیں، آپ کو ہجرت کرنا پڑی، مگر حضرت عیسیٰؑ نہ آپ پر ایمان لائے اور نہ آپ کی مدد کی کیا اس لیے کہ وہ مر چکے ہیں یا اس لیے کہ انھوں نے اپنا عہد توڑ دیا، جماعت احمدیہ کا دعویٰ یہ ہے کہ بوجہ وفات پا جانے کے وہ اپنے اس عہد کو اصالتاً پورا نہیں کر سکے، لیکن ہمارے مدِ مقابل کہتے ہیں کہ ہیں تو وہ زندہ مگر عہد شکنی کا ارتکاب کر کے (نعوذ باللہ! نعوذ باللہ!! نعوذ باللہ!!!) فاسق قرار پاتے ہیں۔

ہمارے مدِ مقابل نے اپنے پرچے میں ایک یہ بات پیش کی ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی آمد کے بعد عیسائیوں کی تعداد بڑھ گئی ہے تو پھر مرزا صاحب کا فیض کیا ہوا۔ ہمیں افسوس ہے کہ ہمارے مدِ مقابل نے اب تک یہ بھی نہیں سمجھا کہ مرزا صاحب بہ حیثیت مسیح موعود حفاظت اسلام کے لیے آئے تھے نہ کہ پست اقوام کی حفاظت کے لیے۔ حضرت مرزا صاحب کے آنے سے پہلے مسلمان عیسائی ہوا کرتے تھے، لیکن آپ کی آمد کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بالکل محفوظ کر دیا اور عیسائیت کے حملوں کا رُخ اسلام سے پھر کر غیر مسلم اقوام کی طرف ہو گیا۔ پس عیسائیت کی تعداد میں جو اضافہ نظر آتا ہے تو یہ ان منتشر اقوام کے حلقہ بگوش عیسائیت ہونے کی وجہ سے ہے، جن کا کوئی گڈریا اور نگہبان نہیں۔ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں :۔

> "وہ (علماء) مجھ سے اور میری جماعت سے سات سال تک اس طور سے صلح کر لیں کہ تکفیر اور تکذیب اور بد زبانی سے مُنہ بند رکھیں اور ہر ایک کو محبت و اخلاق سے ملیں اور قہرِ الٰہی سے ڈر کر ملاقاتوں میں مسلمانوں کی عادت کے طور پر پیش آویں۔ ہر ایک قسم کی شرارت اور خیانت کو چھوڑ دیں پس اگر ان سات سال میں میری طرف سے خدا تعالیٰ کی تائید سے اسلام کی خدمت میں نمایاں اثر ظاہر نہ ہو اور جیسا کہ مسیحؑ کے ہاتھ سے ادیان باطلہ کا مر جانا ضروری ہے یہ موت جھوٹے دینوں پر میرے ذریعے سے ظہور میں نہ آوے۔ یعنی خدا تعالیٰ میرے ہاتھ سے وہ نشان ظاہر نہ کرے جن سے اسلام کا بول بالا ہو اور جس سے ہر ایک طرف سے لوگ اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائیں اور عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جائے اور دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کر لوں گا اور خدا جانتا ہے کہ میں کاذب نہیں ہوں یہ سات برس کچھ زیادہ سال نہیں ہیں اور اس قدر انقلاب اس تھوڑی مدت میں ہو جانا انسان کے اختیار میں ہرگز نہیں۔" (انجام آتھم)

یاد رہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ اعلان ۱۸۹۷ء میں کیا تھا۔ لیکن چونکہ مولوی اپنی روش سے باز نہ آئے اس لیے جماعت احمدیہ کی طاقت بٹ گئی۔

آپ نے لکھا ہے کہ مرزا صاحب نے ازالہ اوہام میں تحریر کیا ہے کہ آنحضرت صلعم پر ابنِ مریمؑ کی وفات کی حقیقت ظاہر نہیں ہوئی۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ آپؑ نے تو صرف یہ لکھا ہے کہ :-

"اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونے کے مُو بہ مُو منکشف نہ ہوئی ہو اور نہ دجال کے ستر باع کے گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہو اور نہ یاجوج ماجوج کی عمیق تہ تک وحی الٰہی نے اطلاع دی ہو اور نہ دابۃ الارض کی ماہیت کماھی ظاہر فرمائی گئی ہو . . . . . تو کچھ تعجب کی بات نہیں" (ازالۂ اوہام حصہ دوم)

کیونکہ یہ پیشگوئیاں تھیں اور پیشگوئیاں کی اصل حقیقت اسی وقت کھلا کرتی ہے جب کہ وہ پوری ہوں۔

حضرات! ہم اپنے اس آخری پرچے کے آخر پر ایک دفعہ پھر اس امر کی طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہمارے پیش کردہ دلائل قرآنیہ اور حدیثیہ اور اقوال بزرگانِ سلف پر ضرور غور فرمایا جائے۔ نیز یہ بھی کہ ہمارا موقف خدمتِ اسلام کا موقف ہے جو وفاتِ مسیحؑ کے قائل ہیں یا ہمارے مخالفین کا جو حیاتِ مسیح کا ڈھنڈورا پیٹتے نہیں تھکتے۔

بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے کہ :-

"اے میرے دوستو اب میری ایک آخری وصیت کو سنو اور ایک راز کی بات کہتا ہوں اس کو خوب یاد رکھو کہ تم اپنے ان تمام مناظرات کا جو عیسائیوں سے تمہیں پیش آتے ہیں پہلو بدل لو اور عیسائیوں پر یہ ثابت کر دو کہ درحقیقت مسیح ابن مریم ہمیشہ کے لیے فوت ہو چکا ہے۔ یہی ایک بحث ہے جس میں فتحیاب ہونے سے تم عیسائی مذہب کی روئے زمین سے صف لپیٹ دو گے۔ تمہیں کچھ بھی ضرورت نہیں کہ دوسرے لمبے لمبے جھگڑوں میں اپنے اوقات عزیز کو ضائع کرو۔ صرف مسیحؑ ابن مریم کی وفات پر زور دو اور پُرزور دلائل سے عیسائیوں کو لاجواب اور ساکت کر دو۔ جب تم مسیح کا مردوں میں داخل ہونا ثابت کر دو گے اور عیسائیوں کے دلوں میں نقش کر دو گے تو اس دن تم سمجھ لو گے آج عیسائی مذہب دنیا سے رخصت ہوا۔ یقیناً سمجھو کہ جب تک ان کا خدا فوت نہ ہو ان کا مذہب بھی فوت نہیں ہو سکتا اور دوسری تمام بحثیں ان کے ساتھ عبث ہیں۔ ان کے مذہب کا ایک ہی ستون ہے اور وہ یہ ہے کہ اب تک مسیحؑ ابن مریم آسمان پر زندہ بیٹھا ہے۔ اس ستون کو پاش پاش کرو پھر نظر اٹھا کر دیکھو کہ عیسائی مذہب دنیا میں کہاں ہے۔ چونکہ خدائے تعالیٰ بھی چاہتا ہے کہ اس ستون کو ریزہ ریزہ کرے اور یورپ اور ایشیا میں توحید کی ہوا چلائے اس لیے اس نے مجھے بھیجا۔" (ازالۂ اوہام صـ۲۳۲)

آخر میں ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ احقاقِ حق فرمائے اور سعید روحیں سچائی کو قبول کر کے اسلام کی سربلندی اور عیسائیت کے خاتمے کا باعث ہوں۔ آمین

(دستخط) محمد سلیم عفی عنہ
(مولانا محمد سلیم۔ مناظر جماعت احمدیہ)
۲۳-۱۱-۶۳
(دستخط صدر مناظرہ)

حِصّہ دُوَم

اجرائے نبوّت
و
ختمِ نبوّت

اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بعد فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ   بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِجرائے نبوّت کے متعلق جماعتِ احمدیہ کا پہلا پرچہ

سامعینِ کرام !

آج اجرائے نبوّت کے مسئلے پر فریقین میں بحث شروع ہو رہی ہے۔ جماعتِ احمدیہ یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ حضرت محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں جہاں یہ مقدر تھا کہ اس میں بگاڑ پیدا ہو جائے گا اور عام کمزوریاں اور خرابیاں راہ پا جائیں گی وہاں یہ بھی مقدر تھا کہ اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ایک غلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار اور فیضان سے مشرف ہو کر اصلاحِ اُمت کا بیڑہ اُٹھائے اور اسلام کو تمام دنیا کے مذاہب پر علمی اور رُوحانی اعتبار سے فوقیت بخشے۔ چنانچہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ موعود غلام قادیان کی بستی میں پیدا ہوا اور اس نے اپنا فرض بطورِ احسن ادا کیا۔

اس کے مقابل پر ہمارے دوسرے مسلمان بھائی اپنی کم فہمی کی وجہ سے یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اُمت تو حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی ضرور بگڑے گی لیکن اُمتِ محمدیہ کے تمام مسلمان چونکہ ایسے نا اہل ہوں گے کہ ان میں سے کوئی بھی اصلاح کا کام نہیں کر سکے گا اس لیے ایک سابقہ اسرائیلی نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ نازل ہوں گے اور مسلمانوں کی اصلاح کریں گے۔

مقامِ غیرت ہے کہ اُمت تو بگڑے حضرت محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اصلاح کرنے کے لیے آئیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ غور کا مقام ہے کہ ہمارے مسلمان بھائیوں نے کس قدر غلط عقیدے اپنا لیے ہیں۔ ان کے دلوں اور دماغوں میں صرف عیسیٰ ہی عیسیٰ بسے رچے ہوئے ہیں کبھی انہیں چوتھے آسمان پر بٹھایا جاتا ہے! کبھی خدائی صفات سے متصف قرار دیا جاتا ہے!! کبھی دو ہزار سال سے ابھی تک بجسدہٖ العنصری آسمان پر زندہ موجود کہا جاتا ہے!!! کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ وہ دوبارہ دُنیا میں نازل ہوں گے۔

لیکن حقیقت کیا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ اس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے ہی آپؐ کے ایک غلام کا اصلاحِ اُمت کے لیے مبعوث ہونا مقدر تھا جو ظاہر ہو چکا۔ ہمارے غیر احمدی بھائی اگر مطلق نبوت کے انکاری

ہوتے تو ایک بات بھی تھی لیکن غضب تو یہ ہے کہ ان کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسرائیلی نبی تو آسکتا ہے مگر محمدی نبی نہیں آسکتا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

مریم کے جگر گوشہ کے آنے پہ نبوت
ہم آپ کی مانیں گے گر اس وقت رہی بند

سیدنا حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ فرماتے ہیں:-

"لوگوں کی غلطی ثابت ہوتی ہے جو خواہ حضرت عیسیٰؑ کو دوبارہ دنیا میں لاتے ہیں ... جس حالت میں حدیثوں سے ثابت ہے کہ اسی امت میں سے یہود پیدا ہوں گے تو افسوس کی بات ہے کہ یہود تو پیدا ہوں اسی امت میں سے اور مسیح باہر سے آئے۔ کیا ایک خدا ترس کے لیے یہ مشکل بات ہے کہ جیسا کہ اس کی عقل اس بات پر تسلی پکڑتی ہے کہ اس امت میں بعض لوگ ایسے پیدا ہوں گے جن کا نام یہود رکھا جائے گا ایسا ہی اسی امت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام عیسیٰؑ اور مسیح موعود رکھا جائے گا۔ کیا ضرورت ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو آسمان سے اُتارا جائے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۹-۳۰)

اب ہم ذیل میں قرآن مجید اور احادیث کے وہ دلائل بیان کرتے ہیں جن سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپؐ کی پیروی اور غلامی میں نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

"اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ط"

(سورۂ حج آخری رکوع)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یصطفی ایک ایسا لفظ استعمال فرمایا ہے جو حال اور مستقبل دونوں زمانوں پر حاوی ہے اور مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں میں سے بھی اور انسانوں میں سے بھی رسول چنتا ہے اور چنتا رہے گا۔ اس میں ایسا کوئی اشارہ نہیں پایا جاتا کہ آئندہ کسی زمانے میں یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا، چنانچہ فرشتوں کا آنا تو سب کو مسلّم ہے۔ کم از کم عزرائیلؑ کا آنا تو ماننا ہی پڑتا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ فرشتوں اور انسانوں میں ارسالِ رسل کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔

۲۔ مَا کَانَ اللّٰہُ لِیَذَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی مَآ اَنْتُمْ عَلَیْہِ حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ ط الآیہ (سورۂ آل عمران ع ۱۸)

اس آیت کا سادہ ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو فرماتا ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد بھی خبیث اور طیب آپس میں مل جل جائیں گے مگر اللہ تعالیٰ انھیں ہمیشہ الگ کرتا رہے گا۔

مگر یہ نہ ہوگا کہ اس غرض کے لیے اللہ تعالیٰ تم کو غیب کی خبریں دیا کرے ہاں ایسا ہوگا کہ اپنے رسول بھیجے گا۔ اس لیے فامنوا باللہ و رسلہ ایمان لے آئو اللہ پر اور اس کے رسولوں پر۔ گویا رسولوں پر ایمان لانے اور انکار کرنے سے [illegible] کے الگ الگ [illegible] نے کا دستور ایک ہی دستور ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہو چکا تھا تو بعثت نبوی صلعم کے بعد آپ پر ایمان لانے والوں کو یہ کیوں کہا گیا کہ آیندہ بھی جب جب اچھے بُرے آپس میں مل جل جائیں گے تو ان میں تمیز کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ اپنے رسول بھیجے گا۔

۳۔ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ الآیہ

(آل عمران ع ۹)

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے یہ پختہ وعدہ لیا تھا کہ وہ اپنے بعد آنے والے نبی پر ایمان لائیں اور اس کی مدد کریں گویا نبوت کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہنے کا پتہ دیا گیا ہے۔

ایک دوسری جگہ قرآن مجید کی سورۃ احزاب رکوع (۱) میں پھر میثاق النبیین کا ذکر ہے اور فرمایا کہ جو عہد ہم نے تمام نبیوں سے لیا تھا اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ و عیسیٰ ابن مریم سے لیا تھا وہی عہد اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تجھ سے بھی لیا گیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بالکل بند تھا تو آپ سے وہی وعدہ کیوں لیا گیا جو دوسرے نبیوں سے لیا گیا تھا۔

۴۔ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ
اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ
وَالصّٰلِحِيْنَ ج وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ه

(سورۂ نساء ع ۹)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو ایسی اکسیر بتایا ہے کہ آپ کے فرمانبردار انعام یافتہ گروہ میں شامل ہو جایا کریں گے یعنی نبیوں میں صدیقوں میں شہیدوں میں اور صالحین میں۔ یہ حقیقت اور بھی شاندار ہو جاتی ہے جب کہ سورۂ حدید رکوع (۲) کی اس آیت کو مدنظر رکھا جائے جس میں فرمایا۔

"وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ق صلے
وَالشُّهَدَآءُ"

کہ گزشتہ زمانوں میں گزشتہ نبیوں پر ایمان لانے والے صالح، شہید اور صدیق بنتے تھے مگر آئندہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانبردار ان [illegible] درجوں کے علاوہ مقام نبوت کو بھی حاصل کر سکیں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ فیض رسانی آپ کو تمام نبیوں پر فضیلت ملنے کی ایک واضح دلیل ہے۔

البتہ یہ مدنظر رہے کہ آئندہ نبوت تو درکنار صدیق، شہید اور صالح بننے کے لیے بھی آپ کی غلامی ضروری ہے، لہذا

یہ چاروں درجے آج بھی مل سکتے ہیں، بشرطیکہ کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا غلام ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہِ انتخاب اس کو کسی درجے کے لیے چن لے۔

۵۔ "یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْكُمْ اٰیٰتِیْۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَ اَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝"

(سورۂ اعراف ع ۴)

یعنی اے آدم کی اولاد البتہ ضرور آئیں گے تمہارے پاس رسول تم میں سے جو بیان کریں گے تمہارے سامنے میری آیتیں، پس جنھوں نے تقویٰ اختیار کیا اور اپنی اصلاح کر لی تو ان لوگوں پر کوئی ڈر اور غم نہیں ہوگا۔ اس آیت سے صاف ثابت ہے کہ جب تک اولادِ آدم دنیا میں موجود رہے گی ان کی بہتری کے لیے اللہ تعالیٰ کے رسول آتے رہیں گے۔

۶۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَۙ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْۙ

یہ آیت سورۂ فاتحہ میں وارد ہوئی ہے اور یہ دعا اللہ تعالیٰ نے خود ہمیں سکھائی ہے کہ ہمیشہ انعام یافتہ لوگوں کی راہ پانے، اس پر چلنے اور منزلِ مقصود تک پہنچنے کے لیے دعا کرتے رہو تاکہ تم بھی ان تمام انعاموں کے وارث ٹھیرو۔ ظاہر ہے کہ دنیوی اعتبار سے سب سے بڑا انعام بادشاہت اور دینی اعتبار سے سب سے بڑا انعام نبوت ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آپ کی اُمت کے لیے بادشاہت اور نبوت کے دروازے کھلے ہیں۔

۷۔ "وَ لَقَدْ جَآءَكُمْ یُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَیِّنٰتِ" الآیۃ (سورۂ مومن ع ۴)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک تاریخی واقعہ بیان فرمایا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات پر لوگوں نے یہی کہا تھا کہ اب کوئی نبی نہ ہوگا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو گمراہ، مسرف اور مرتاب کہا ہے۔ مزید برآں "مسلم الثبوت" جو مسلمانوں کے عقاید کی کتاب ہے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ:

"اجماع الیہود علی ان لا نبی بعد موسیٰ" (شرح مسلم الثبوت ص۲۹۵)

یعنی یہودی اس بات پر متفق تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور عیسائیوں کا حال تو ہم جانتے ہیں وہ بھی حضرت عیسیٰؑ کے بعد کسی نبی کی آمد کے قائل نہیں اور اب نوبت بانیجا رسید کہ بدقسمتی سے بعض مسلمان بھی اسی غلطی کا شکار ہو گئے ہیں اور کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں حالانکہ جو مقدمہ پہلے تین مرتبہ اللہ تعالیٰ کی عدالت سے خارج ہو چکا ہے اب چوتھی مرتبہ اس کی کامیابی کی کیا اُمید ہو سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم ڈنکے کی چوٹ یہ اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی یہ رحمت اور برکت جس کا نام نبوت ہے بند نہیں ہوگی۔ بلکہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں ہمیشہ جاری رہے گی۔

۸۔ "اِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ" الآیہ

(سورۂ بقرہ ع ۱۵)

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام ہر آزمائش میں پورے اُترے تو اللہ تعالےٰ نے خوش ہو کر فرمایا۔ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا کہ میں آپ کو دُنیا کا پیشوا بناؤں گا۔ آپ نے فوراً پوچھا وَمِنْ ذُرِّيَّتِیْ کیا یہ انعام میری اولاد کو بھی ملے گا؟ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ کہ میرا یہ عہد ظالموں کو حاصل نہ ہوگا۔ گویا اب اس نعمت کا انقطاع اسی صورت میں ممکن ہوگا جب کہ تیری اولاد نالائق اور نااہل ہو جائے اور یہ بات سے بھی درست کیونکہ قرآن مجید میں لکھا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ط (الرعد ع ۲)

کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی قوم پر کوئی حالت وارد ہوتی ہے تو پھر وہ اس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک کہ قوم خود اپنی حالت کو نہ بدل ڈالے۔

پس اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ اب اُمّتِ محمّدیہ میں کوئی نبی نہیں ہو سکتا تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ اُمّت خیر اُمّت کی بجائے اب شر اُمّت ہو چکی ہے اور ایسی نالائق اور نااہل ہو گئی ہے کہ اب اللہ تعالیٰ نے بھی نعمتِ نبوّت اور رسالت کے دروازے اس پر بند کر دیئے ہیں۔

۹۔ يٰاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا الآیۃ

(مومنون ع ۴)

یعنی اے رسولو! پاک کھانے کھاؤ اور نیک کام کرو۔ ظاہر ہے کہ اس آیت کے نزول کے وقت صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رسول تھے۔ لہذا آپ کو يٰاَيُّهَا الرَّسُوْلُ تو کہا جا سکتا تھا، يٰاَيُّهَا الرُّسُلُ نہیں کہا جا سکتا تھا۔ رُسُل کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت تک آنے والے تمام رسول اس خطاب کے مخاطب ہیں۔

۱۰۔ "يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۙ
وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝

(احزاب ع ۶)

یعنی اے نبی ہم نے تجھے شاہد اور مبشر اور نذیر اور داعی الی اللہ اور سراج منیر بنا کر بھیجا ہے۔ سراج منیر کے معنی یہ ہیں کہ دوسروں کو روشنی بخشنے والا چراغ۔ چنانچہ "زرقانی جلد ۳ صفحہ ۱۷۱" پر لکھا ہے:

"قال القاضی ابوبکر بن العربی قال علماءنا سمّی سراجاً لان السراج الواحد یؤخذ منه السُّرُج الکثیرة ولا ینقص من ضوءه شیئ"

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اس لیے سراج رکھا گیا کہ اس سے بہت سے چراغ روشن کیے جا سکتے ہیں یا ہیں ہمہ اس کی روشنی میں کوئی کمی نہیں آتی۔ اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے

روشنی بخش چراغ ہیں کہ آپ کے نور سے منور ہو کر آپ کی غلامی میں نبی اور رسول ہو سکتے ہیں۔

۱۱۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ؀ (بنی اسرائیل ع ۲)

نیز فرمایا:۔

" وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ (بنی اسرائیل ع ۶)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم قیامت سے پہلے پہلے ہر بستی کو عذاب شدید میں مبتلا کریں گے مگر ایسا عذاب بھیجنے سے پہلے لوگوں پر اتمام حجت کرنے کے لیے ہم کوئی نہ کوئی رسول ضرور بھیجیں گے۔ پس آج جو عالمگیر عذاب آرہے ہیں قرآن مجید کی رو سے اس زمانے میں کسی نہ کسی نبی کا ظہور لابدی ہے۔

۱۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے:۔

" لو عاش لكان صدّيقا نبيّا " (ابن ماجہ جلد ۱)

یعنی اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا تو ضرور سچا نبی ہوتا۔ حالانکہ اس بچے کی وفات سے چار سال پہلے آیت خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ نازل ہو چکی تھی، پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہوتے تو آپ اپنے صاحبزادے کی وفات پر ایسا ہرگز نہ فرماتے۔

۱۳۔ حدیث شریف میں جو درود شریف مسلمانوں کو سکھایا گیا ہے۔ اس میں صریح طور پر وہ سب برکتیں مانگنے کی تلقین کی گئی ہے جو آل ابراہیمؑ کو ملی تھیں۔ ظاہر ہے کہ آل ابراہیم کو بادشاہت کے علاوہ نبوت بھی ملی تھی۔ لہذا ماننا پڑا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی غلامی میں آپؐ کی امت کے لیے نبوت کا دروازہ کھلا ہے ورنہ ہمیں یہ درود نہ سکھایا جاتا۔

۱۴۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا:۔

" تكون النبوة فيكم ما شاء الله۔ ثم تكون خلافة على منهاج النبوة ما شاء الله۔ ثم تكون ملكا عاضّا فتكون ما شاء الله۔ ثم تكون خلافة على منهاج النبوة "

(مشکوٰۃ کتاب الفتن ص ۴۶۱)

یعنی امتِ محمدیہ میں پہلے نبوت ہو گی، پھر نبوت کے طریق پر خلافت ہو گی، پھر ملوکیت اور بادشاہی ہو گی۔ اس کے بعد پھر نبوت کے طریق پر خلافت قایم ہو گی۔ لہذا ثابت ہوا کہ اس آخری خلافت کے قیام سے پہلے کوئی نبی ضرور آئے گا۔ تاکہ اس کے بعد قایم ہونے والی خلافت منہاج نبوت والی خلافت کہلا سکے۔

۱۵۔ بخاری شریف میں یہ ذکر موجود ہے کہ جب سورۃ جمعہ نازل ہوئی تو اس کے یہ الفاظ سن کر کہ:۔

" وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ "

کہ کچھ اور لوگ بھی صحابہ ہی میں داخل ہیں مگر وہ اس زمانے میں موجود نہیں ہیں۔ صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں تو آپ نے سلمان فارسی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ

" لوکان الایمان معلقا بالثریا لنالہ رجل او رجال من ھؤلاء "

(تجرید بخاری صفحہ ۸۵۴)

کہ آخری زمانے میں جب ایمان آسمان پر اٹھ جائے گا تو کوئی فارسی الاصل مرد مجاہد اسے پھر دنیا میں قایم کرے گا۔ ظاہر ہے کہ اس کے ماننے والے اسی وقت صحابہ میں شامل ہو سکتے ہیں جب کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں نبوت کا دعویٰ کریں۔

۱۶۔ رسول کریم صلعم نے فرمایا:۔

" یرغب نبی اللہ عیسیٰ و اصحابہ " (مسلم جلد ۲ صفحہ ۴۰۲)

یعنی آنے والا مسیح نبی ہوگا۔ بہرحال اس سے پتہ چلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔

۱۷۔ رسول کریم صلعم نے فرمایا:۔

" اذا ھلک قیصر فلا قیصر بعدہ واذا ھلک کسریٰ فلا کسریٰ بعدہ "

یعنی جب روم کا بادشاہ قیصر مر جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا اور جب ایران کا بادشاہ کسریٰ مر جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا۔ حالانکہ تاریخ سے ثابت ہے کہ اس قیصر کے بعد کئی قیصر اور اس کسریٰ کے بعد کئی کسریٰ ہوئے۔ مطلب یہ ہوا کہ اس قیصر کے مرنے کے بعد اس شان کا کوئی قیصر نہ ہوگا اور اس کسریٰ کے مرنے کے بعد اس شان کا کوئی کسریٰ نہ ہوگا۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۹ مصری)

۱۸۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا کہ:۔

لیس بینی وبینہ نبی۔

(ابوداؤد کتاب الملاحم جلد ۲ صفحہ ۱۳۵)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آنے والے مسیح کے بعد اور نبی ہو سکتے ہیں۔ ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہ فرماتے کہ میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ یہ تو اسی صورت میں کہا جا سکتا ہے جب کہ نبوت کا دروازہ کھلا ہو اور صرف یہ بتانا مقصود ہو کہ میرے اور مسیح کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوگا۔

۱۹۔ حضرت عرباض بن ساریہ فرماتے ہیں کہ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے:۔

" انی عند اللہ فی اُم الکتب خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینہ "

(کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۱۲)

یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی آدم پیدا بھی نہیں ہوا تھا کہ میں خاتم النّبیّین بن چکا تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا تو آپ کے خاتم النّبیّین بننے کے بعد ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی کیسے آگئے۔

حضرات! خدارا ہماری ان پیش کردہ دلائل پر غور فرمائیے اور بتلائیے کہ کیا قرآن مجید اور احادیث اس پر شاہد ناطق نہیں ہیں کہ رسول کریم صلعم کے بعد آپ کی غلامی میں نبی آسکتے ہیں۔ یقیناً یہی سچ ہے کہ امتِ محمدیہ خیر امت ہے اور نعمت نبوت و رسالت کا دروازہ آنحضرت کی غلامی میں اس امت کے لیے ہمیشہ کھلا ہے۔

مناظر جماعت احمدیہ

(شرحد ستخط) محمد سلیم عفی عنہ

(مولانا محمد سلیم)

(شرحد ستخط صدر مناظرہ)

ختمِ نبوّت پرچہ منجانب اہلِ سُنّت والجماعت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد مولوی سلیم صاحب نے چونکہ ایک کتاب گھر سے لکھ لائے تھے اس کو یہاں صفحہ ۲ تک نقل کرادیا ہے۔ اس لیے جواب سب کے ایک ساتھ نہیں دیئے جائیں گے ان کا علم سفینہ معلوم ہوتا ہے۔ اگر علم سینہ ہوتا تو ہمارے سامنے کاغذ لے کر بیٹھ کر لکھ دیتے۔ خیر اب جواب سُنئے۔

اصل جھگڑا ہمارا اور مرزائیوں کا ختمِ نبوّت کا نہیں ہے نہ اجرائے نبوت کا ہے۔ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی خاتم النبیّین مانتے ہیں اور قادیانی مرزاجی کو آخری نبی مانتے ہیں حالانکہ تمہارے موضوع کے مطابق اگر نبوت جاری ہوتی تو مرزا صاحب کے بعد بھی کوئی نبی آتے مگر نہیں آسکتے۔ اس لیے کہ مرزاجی نے اپنے بعد نبوت کا ڈور کلوز کردیا ہے۔ صرف مرزا صاحب کو نبی بنانا تھا تو آپ سیدھے کہہ دیتے کہ مرزاجی آخری نبی ہیں تاکہ مسلمان خود فیصلہ کرلیتے کہ حضور آخری نبی ہیں کہ مرزاجی۔ اتنی ایچ پیچ قرآن حدیث کا توڑ مروڑ کر حوالہ دینے کی کیا ضرورت تھی۔

میں آخری خلیفہ ہوں۔	(حقیقۃ الوحی)
میں آخری مجدّد ہوں۔	
میں خاتم الاولاد ہوں۔	(تریاق القلوب)
میں خاتم الولد ہوں۔	ضمیمہ پنجم ص۸۶
میرے پر کاملیت انسانیت کا خاتمہ ہوا ہے۔	ضمیمہ پنجم
میں خاتم الخلفاء ہوں۔	(خطبۂ الہامیہ)
جیسے حضور خاتم الانبیاء تھے میں خاتم الاولیاء ہوں۔	(خطبۂ الہامیہ)
مجھ پر کل بلندیاں ختم ہوگئیں۔	(خطبۂ الہامیہ)
میرے بعد اور کسی کے آنے کا امکان نہیں۔	(خطبۂ الہامیہ)
میرے آنے سے اسلام ہلال سے بدر ہوگیا۔	(خطبۂ الہامیہ)
حضور کا زمانہ فتح مبین کا تھا میرا زمانہ فتح اکبر کا زمانہ ہے	(خطبۂ الہامیہ)

مولوی سلیم! ابھی اسی پر قناعت کرتا ہوں اوپر کے تمام حوالوں نے ثابت کردیا کہ آپ لوگ مرزاجی کو آخری نبی مانتے ہیں اور قرآن کریم حضور کو خاتم النبیین مانتا ہے تو فیصلہ مرزاجی کی کتابوں پر ہوگا۔ چنانچہ مرزاجی بھی حضور کو خاتم النبیین

ملتے ہیں کم از کم اگر آپ صرف حوالہ کے لیے الگ سے وقت دے دیں تو پچاس حوالے دے دوں گا مگر کیا کروں آپ تو گھر سے لکھ لائے اور مجھے یہاں ہی لکھنا ہے۔

مرزا جی نے دہلی کی مسجد جامع میں کیا حلف لاکھوں مسلمانوں کے سامنے اُٹھایا تھا۔ کیا آپ کو مرزا جی کے حلف پر بھروسہ نہیں دیکھو "تبلیغ رسالت" جلد ۲ میں مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانۂ خدا مسجد میں کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو میں بے دین اور دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ ایسا ہی میں ملائکہ اور معجزات کو مانتا ہوں۔ اے آنکہ جو کچھ بدفہمی سے بعض کوتاہ فہم لوگوں نے سمجھ لیا ہے ان اوہام کے ازالہ کے عنقریب ایک مستقل رسالہ تالیف کر کے شائع کروں گا۔ یہ ہے مرزا جی کا حلف۔ اس کو سوچ کر آگے چلئے۔ اب آپ کا جواب سُنتے جائیے۔

من یطع الرسول سے جب سب نبی بن جائیں گے تو اُمّتی کون ہوگا؟ اور صدّیق کون اور شہید کون اور صالح کون جبکہ سب ایک ہی کورس، عمل صالح کو پاس کریں گے تو سب کو ایک ہی ڈگری ملے گی یا الگ الگ۔ یہ عجب یونیورسٹی ہے۔ سب پڑھیں گے ایک کورس پاس کریں گے ایک ہی کورس اور ڈگری پائیں گے الگ الگ۔ افسوس تمہاری دلیل پر اور اس لکھنے پر۔ اجی جناب ذرا یہ تو کہو کہ " مع النبیّین" کہاں رہیں گے، دنیا میں یا جنت میں۔ اگر دنیا میں ہی رہیں گے تو اس آیت سے وہی دکھا دو فیصلہ ہو جائے گا۔ مگر آپ ہرگز نہیں دکھا سکتے یہ میرا دعویٰ ہے۔ یہ تو بعد قیامت جنّت میں رہنے کا ذکر ہے اور تم اسی دنیا میں مرزا جی کو نبی مانتے ہو۔ مولوی سلیم صاحب! دیکھا آپ نے جو دھوکا دیا تھا اس کی حقیقت کیا تھی 'اما یاتینکم' سے اگر نبوت جاری ہو رہی ہے تو 'لیومنن بہ' سے کیوں عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی ثابت نہ ہوگی۔ کل آپ نے جس مضارع کو زمانۂ مستقبل کے لیے نہیں لیا 'یا مان' کر خاموش ہو گئے، پھر آج اسی کو ہمارے لیے پیش کرتے ہیں۔ افسوس صد افسوس۔

سراجاً منیراً سے اجرائے نبوّت۔ کیا دن کے بارہ بجے یادگیر کے چوراہے پر آپ ٹارچ لے کر چلتے ہیں۔ یہ تو کھلی دلیل ہے کہ حضور سراج منیر بن کر آ گئے۔ دن ہو گیا جس طرح دن کو تمام روشنیاں بے کار ہو جاتی ہیں، اسی طرح آخری نبی سراج منیر بن کر آ کر پہلے تمام نبیوں کی روشنی کو بے کار کر دیئے۔ اب نور محمدی کے اتباع ہی سے نجات ہے۔ یہ تو اس بات کی دلیل ہے کہ اب کسی پرانے نبی کی نبوت نہیں چلے گی۔ نہ یہ کہ ایک نیا نبی بھی خاتم النبیین بن جائے گا۔ ابھی اتنی آیات کے جواب پر غور کریں اس کا جواب دیں، اس کے بعد میں آپ کے دوسرے دلائل کو دیکھوں گا۔

قرآن مجید میں ایک سو آیات حضورؐ کے آخری نبی ہونے کی موجود ہیں۔ مناظرہ کے علاوہ اگر واقعی آپ کو سمجھنا ہے تو قیام گاہ پر تشریف لائیں، یہاں فرصت کم ہے۔

قرآن نے آپ کو 'کافۃ للناس بشیراً ونذیراً' (سبا) کہا۔ اس سے معلوم ہوا ہے۔ جو انسان ہونے کا دعویٰ کرتا ہے وہ حضور کو آخری نبی مانے گا۔ ہاں اگر کوئی انسانیت کے 'کافۃ' کے علاوہ ہے تو وہ حضورؐ کے بعد

کسی دوسرے کو آخری نبی مان سکتا ہے۔

قرآن نے آپ کو 'رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ' (انبیاء) کہا۔ خدا رب العالمین اس کے بعد کوئی خدا کی تابعداری سے خدا نہیں بن سکتا، ٹھیک اسی طرح رحمۃ العالمین۔ تو حضور کی تابعداری سے بھی کوئی نبی نہیں بن سکتا۔

قرآن حضورؐ کو 'للعالمین نذیرًا' کہا (فرقان) اس سے معلوم ہوا کہ جو عالمین سے الگ ہوگا وہی حضور کے بعد کسی دوسرے کو آخری نبی مانے گا۔

حضورؐ نے حضرت علیؓ کو فرمایا کہ تو میرے لیے مثل ہارونؑ کے ہے۔ جو موسیٰؑ کے بھائی بھی تھے اور نبی بھی، مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

ترمذی شریف میں ہے کہ حضور نے فرمایا میں آخری نبی، میرے بعد کوئی نبی نہیں مگر 'کذاب'۔ احادیث بے شمار ہیں۔ مرزا صاحب نے بھی حضور ہی کو آخری نبی مانا۔ آپ زبردستی "لو عاش ابراھیم" پیش کرتے ہیں اچھا سنو! 'لو عاش ابراھیم' کے کیا معنی یہی نہ کہ اگر وہ زندہ رہتے تو نبی ہوتے اس سے اجرائے نبوت ثابت ہوا تو 'لو کان فیہما آلھۃ' سے دو خدائی کا ثبوت اور امکان نکل آیا۔ مولوی صاحب آپ کو کیا واقعی یہ معمولی بات بھی معلوم نہیں کہ جس پر "اگر" لگ جاتا ہے وہ خبر نہیں بن سکتی۔ مرزا جی نے " لا نبی بعدی' ۔ لا کو لا نفی عام کے لیے لکھا ہے (ایام الصلح)۔ مرزا جی نے خدا کو جس طرح 'لا شریک لہٗ' مانا ہے، ٹھیک اسی طرح حضورؐ کو بھی 'لا نبی بعدہٗ' مانا ہے (تذکرہ)۔ 'لا شریک لہٗ' کے بعد اگر تابعداریٔ خدا سے کوئی خدا بن سکتا، تب تابعداریٔ حضور سے 'لا نبی بعدہٗ' کے بعد مرزا جی نبی بنتے۔ بڑا مشکل سوال ہے ذرا سوچ کر جواب دینا۔

"مشکل بہت پڑے گی ۔ برابر کی چوٹ ہے"

آپ نے 'یصطفی' سے اجرائے نبوت ثابت کیا ہے۔ اصل یہ ہے کہ آپ کا پرچہ میں پڑھ نہیں سکتا۔ اس لیے جواب دینے میں دقّت ہوتی ہے۔ مگر آپ نے غور نہیں کیا کہ اس میں 'رُسُلًا' آیا ہے، رسول نہیں۔ جمع ہے واحد نہیں اور آپ تو صرف ایک مرزا جی کو آخری نور، آخری اینٹ، آخری بیٹا، آخری اولاد، آخری اولیا تسلیم کرتے ہیں۔ اب سُنئے رسول کسے کہا جاتا ہے۔ مرزا جی 'ازالۂ اوہام' میں فرماتے ہیں، قرآن کی رُو سے رسول اسے کہا جاتا ہے، جس نے احکام و عقائدِ دین جبرئیلؑ سے حاصل کیا ہو۔ حالانکہ تم بھی مانتے ہو مرزا جی پر جبرئیل نہیں آتے تھے معلوم نہیں آپ نے خاتم المحدثین، خاتم الشعراء وغیرہ کو لکھ دیا ہے یا لکھنا باقی ہے۔ افسوس کہ میں آپ کا لکھا پورا پورا پڑھ نہیں سکا۔ اس کا جواب سنو، خاتم المحدثین کے بعد محدث آسکتے ہیں۔ خاتم الفقہا کے بعد فقیہہ پیدا ہو سکتے ہیں، خاتم الشعراء کے بعد شاعر بن سکتے ہیں، اس لیے کہ ان سے کسی کے دروازے کو قرآن نے بند نہیں کیا ہے۔ مگر خاتم النبیین کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا، اس لیے کہ اس دروازے کو اللہ نے بند کر دیا ہے۔

پہلے آپ "مُہر" کا ترجمہ کرتے تھے اس مرتبہ کیوں نہیں کئے۔ کیا مُہر کا کام جاری کرنا ہے یا بند کرنا۔

مرزا صاحب نے بند کرنا لکھا ہے۔ (چشمہ معرفت)

اچھا مولوی سلیم صاحب، آپ مہربانی کر کے ایک بات بتا دیں کہ دنیا میں نبوت کبھی ختم بھی ہو گی کہ نہیں۔ دنیا کا جو آخری نبی آئے گا، اس کا نام خاتم النبیین ہو گا یا نہیں۔ تو جب آخری کوئی نہ کوئی آپ کے عقیدے کے مطابق آئے گا۔ یہ عقل کا مسئلہ ہے کہ جس کا اول ہے اس کا آخر ہے۔ تو اس وقت آپ کا موضوع ختم نبوت ہو گا یا اجرائے نبوت؟ تو خواہ مخواہ آپ نے ایسے کو اپنا موضوع بنایا جو ایک دن آپ کے دلیل کے مطابق آٹومیٹک طور سے بدل جائے گا۔ مگر ہمارا موضوع ختم نبوت قیامت تک کے لیے ہے۔ کیوں کہ حضور قیامت تک ؐ لیے خاتم النبیین ہیں۔ اور ایک لطیفہ سنو، میں آپ سے پوچھتا ہوں:

کلمہ ختم ہوا یا نہیں؟
دین ختم ہوا یا نہیں؟
قرآن ختم ہوا یا نہیں؟

آپ یہ سب کا جواب مجبوراً ہاں ہی پر دیں گے، نہیں کہہ ہی نہیں سکتے، ورنہ آپ کی جماعت ہی خود آپ سے بگڑ جائے گی۔ تو میرے پیارے دوست اللہ کے لیے غور کرو، جب کلمہ ختم تو کلمہ لانے والا بھی ختم، جب دین ختم تو دین لانے والا بھی ختم، جب قرآن ختم تو قرآن لانے والا بھی ختم۔ اب صرف یہی درخواست ہے کہ ذرہ غور سے سب کو پڑھ کر جواب دیں۔ پہلے لکھ کر لے آنا آسان تھا، اب مشکل معاملہ ہے۔

بہت کتابیں باقی ہیں کسی بھی اجرائے نبوت ثابت کرو۔

(شرحد ستخط) احقر محمد اسمٰعیل عفی عنہ

۲۴ $\frac{۱۱}{۶۳}$

(دستخط صدر مناظرہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اجرائے نبوت کے مسئلہ پر جماعت احمدیہ کا دوسرا پرچہ

محترم سامعین!

آپ نے ہمارے مدمقابل کے دلائل سن لیے ہیں۔ ان کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر قسم کی نبوت بند ہے، لیکن اے بھائیو! خدا اور رسول کے لیے ان سے ذرا پوچھئے تو سہی کہ آخری زمانے میں جب امت محمدیہ میں بگاڑ پیدا ہوگا تو اس کی اصلاح کے لیے کوئی آئے گا یا نہیں اور اگر آئے گا تو کون آئے گا اور اس کا مقام و مرتبہ کیا ہوگا۔ اس کا جواب ان کے پاس بجز اس کے کچھ نہیں کہ نبی اللہ مسیح اسرائیلی آئیں گے اور امت محمدیہ کی بگڑی کو بنائیں گے۔

گویا آنحضرت صلعم کے بعد عیسیٰ نبی آجائیں تو ختم نبوت میں کوئی فرق نہیں آتا لیکن اگر حضرت محمد رسول اللہ صلعم کا ایک ادنیٰ غلام آپ کے عشق میں فنا ہو کر اور آپ کی امت کا ایک فرد ہو کر امتی نبی کہلائے تو واویلا مچا دیا جاتا ہے

سچ یہی ہے کہ آنے والا موعود آنحضرت صلعم ہی کا ایک غلام اور آپ ہی کا ایک امتی ہونا مقدر تھا جو پیارے آقا کے نبیٔ محمدی کا پرچم ہاتھوں میں لے کر انگلینڈ، امریکہ، جرمنی، ہالینڈ، افریقہ، انڈونیشیا اور دوسرے ممالک میں چلے، جہاں آج احمدی جانباز جگہ جگہ حضرت محمد عربی صلعم کا جھنڈا گاڑ رہے ہیں، قرآن کریم کے تراجم شائع کر رہے ہیں اور اپنی مسلسل جدوجہد سے اسلام کو عیسائیت کے سینے پر بٹھا رہے ہیں۔ بھائیو! خدا کے لیے عیسائیوں کے خدا کو مرنے دو کیونکہ اسی میں اسلام کی زندگی ہے اور زندہ نبی وہ نبی ہے جس نے دنیا کو زندگی بخش پیغام دیا اور آج مدینہ شریف کے گنبد خضراء میں محو خواب ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

> "میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درود و سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبے کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ دنیا ختم ہونے کو ہے مگر اس کامل نبیؐ کے فیضان کی شعاعیں اب تک ختم نہیں ہوئیں۔ اگر خدا کا کلام قرآن شریف مانع نہ ہوتا تو فقط یہی نبی تھا جس کی نسبت ہم کہہ سکتے تھے کہ وہ اب تک مع جسم عنصری زندہ آسمان پر موجود ہے کیونکہ ہم اس کی زندگی کے صریح آثار پاتے ہیں۔ اس کا دین زندہ ہے۔ اس کی پیروی کرنے والا زندہ ہو جاتا ہے

اور اس کے ذریعے سے زندہ خدا مل جاتا ہے۔ ہم نے دیکھ لیا ہے کہ خدا اس سے اور اس کے دین سے اور اس کے محب سے محبت کرتا ہے اور یاد رہے کہ درحقیقت وہ زندہ ہے اور آسمان پر سب سے اسی کا مقام برتر ہے، لیکن یہ جسم عنصری جو فانی ہے، یہ نہیں ہے بلکہ ایک اور نورانی جسم کے ساتھ جو لازوال ہے اپنے خدائے مقتدر کے پاس آسمان پر ہے) افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبے کو شناخت نہیں کیا گیا۔ . . . .
. . . خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا، اس کو تمام انبیاء اور تمام اوّلین و آخرین پر فضیلت بخشی۔ . . . . وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں بلکہ ذریت شیطان ہے۔ . . . . ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے۔ .
. . . . . اس آفتابِ ہدایت کی شعاع ..... دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اسی وقت تک ہم منور رہ سکتے ہیں، جب تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں۔

(حقیقۃ الوحی ص۱۱۹)

حضرات! ہم نے اپنے سابقہ پرچے میں قرآن مجید اور حضرت رسول کریم صلعم کی احادیث سے اُنیس دلائل پیش کیے ہیں جن سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت رسولِ پاک صلعم کے بعد آپ کی غلامی میں غیر تشریعی نبوت کی نعمتیں جاری ہیں، اس کے بعد اب ہم اُمتِ محمدیہ کے ممتاز بزرگوں اور واجب الاحترام ہستیوں کے اقوال پیش کرتے ہیں، جن سے ہمارے دعوے کی پوری پوری تائید ہوتی ہے۔

۲۰۔ امّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:۔
”قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہٗ“

(تکملہ مجمع البحار ص۸۵)

یعنی اے مسلمانو! تم یہ تو کہو کہ حضرت رسولِ کریم صلعم خاتم الانبیاء ہیں مگر یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

۲۱۔ شیخ اکبر رئیس الصوفیاء حضرت محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں:۔
فان الرسالۃ والنبوۃ التشریع قد انقطعت فلا رسول بعدہٗ ولا نبی۔ ای لا مشرع ولا شریعۃ۔“

(فتوحات مکیہ بقیہ جلد ۲ ص۳۷۶)

یعنی صرف تشریعی رسالت اور نبوت منقطع ہوئی ہے، پس آپ کے بعد کوئی شرعی نبی یا نئی شریعت نہیں آئے گی۔

۲۲۔ حضرت مُلّا علی قاری جیسے جلیل القدر امام فرماتے ہیں:۔

"فلا یناقض قولہٗ تعالیٰ خاتم النبیّین اذ المعنی انہ لایاتی نبی بعدہٗ ینسخ ملتہ ولم یکن من اُمتہ"
(موضوعات کبیر صفحہ ۵۹)

یعنی آنحضرت صلعم کے بعد کسی نبی کا آجانا خاتم النبیین کے خلاف نہیں کیوں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا جو رسول کریم صلعم کی ملت کو منسوخ کرے اور آپ کی اُمت میں سے نہ ہو۔

۲۳۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، بانیٔ مدرسہ دیوبند فرماتے ہیں:۔
"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔"
(تحذیر الناس صفحہ ۲۸)

گویا خاتم النبیین کے معنی یہ نہیں ہیں کہ حضور صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

نیز آپ فرماتے ہیں کہ:۔
"عوام کے نزدیک خاتم النبیین کے معنی ہیں آخری نبی، لیکن اہل فہم پر روشن ہے کہ یہ معنی غلط ہیں۔" (تحذیر الناس صفحہ ۳)

اس کے علاوہ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ:۔
"رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح خاتم الکاملین اور خاتم النبیین ہیں، جس طرح کہ بادشاہ خاتم الحکام ہوتا ہے، یعنی سب سے بڑا نبی اور سب سے بڑا حاکم۔" (حجۃ الاسلام صفحہ ۳۴، ۳۵)

۲۴۔ حضرت امام محمد طاہر فرماتے ہیں:
"ھذا ایضاً لاینافی حدیث لا نبی بعدی لانہ اراد لانبی ینسخ شرعہ" (تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵)

یعنی آنحضرت صلعم کی حدیث 'لانبی بعدی' کے معنی یہ ہیں کہ کوئی ایسا نبی نہیں ہوگا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے۔

۲۵۔ حضرت مولانا روم فرماتے ہیں ؎

"بہر ایں خاتم شد است او کہ بجود | مثل او نے بود نے خواہند بود

پھر فرمایا ؎

چونکہ در صنعت برد استاد دست | تو نہ گوئی ختم صنعت بر تو است
(مثنوی مولانا روم دفتر ششم)

یعنی آنحضرت صلعم بایں معنی خاتم ہیں کہ گویا ؎

محمدؐ کے ثانی دو جگ میں نہیں
نہ پیچھے ہوا ہے نہ آگے کہیں

یعنی آپؐ بے مثال ہیں، کوئی آپ کا ہمسر نہیں، اس کی مثال بالکل ایسی ہی ہے، جیسے کوئی فن کار جب اپنے فن میں سب سے بڑھ جاتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ اس پر وہ فن ختم ہو گیا۔

۲۶۔ حضرت امام عبد الوہاب شعرانی فرماتے ہیں:۔

ان مطلق النبوۃ لم ترتفع وانما ارتفع نبوۃ التشریع فقط۔
وقولہٗ صلی اللہ علیہ وسلم فلا نبی بعدی ولا رسول
المراد بہ لا مشرّع بعدی" (الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۴۲)

یعنی صرف تشریعی نبوت منقطع ہوئی ہے اور حضور صلعم کا یہ فرمان کہ میرے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ میرے بعد کوئی شریعت لانے والا نبی نہیں۔

۲۷۔ عارف ربانی حضرت مولانا عبد الکریم جیلی فرماتے ہیں:۔

"فانقطع حکم نبوۃ التشریع بعدہٗ" (الانسان الکامل جلد ۱ صفحہ ۹۶)

یعنی حضرت رسول کریم صلعم کے بعد تشریعی نبوت ختم ہو گئی۔

۲۸۔ حضرت نواب صدیق حسن خاں صاحب فرماتے ہیں:۔

"لا نبی بعدی آیا ہے، اس کے معنی نزدیک اہلِ علم کے یہ ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی شرع ناسخ نہ لاوے گا۔" (اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۶۲)

۲۹۔ حضرت مولانا عبد الحی صاحب لکھنوی فرماتے ہیں کہ:۔

"بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یا زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مجرد کسی نبی کا ہونا محال نہیں بلکہ صاحب شرعِ جدید ہونا البتہ ممتنع ہے۔ . . ." (دافع الوسواس فی اثر ابن عباس صفحہ ۱۶)

یہ دلائل پیش کرنے کے بعد اب ہم اپنے مدِمقابل کی باتوں کا جواب دیتے ہیں۔ آپ نے لکھا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے دعوئ نبوت سے انکار کیا ہے۔ اس کے جواب میں خود حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کا ایک فیصلہ کن حوالہ پیش کرتے ہیں آپ لکھتے ہیں:۔

"جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت کا انکار کیا ہے، صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر ان

معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لیے اس کا نام پاکر اس کے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے تو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص۶)

اس حوالے سے ظاہر ہے کہ آپ نے صرف تشریعی نبوت سے انکار کیا ہے ورنہ آپ کا دعویٰ ہے کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے نتیجے میں خدا کے نبی اور رسول ہیں:۔

آپ نے خطبۂ الہامیہ کا حوالہ دیا ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے آپ کو خاتم الاولیاء کہا ہے، حالانکہ وہاں آپ نے لکھا ہے:۔

"أنا خاتم الاولياء لا ولیّ بعدی اِلّا الّذی ھُوَ مِنّی وَ عَلٰی عھدی" (ص۳۵)

یعنی میں خاتم الاولیاء تو ضرور ہوں مگر اس کے معنیٰ یہ نہیں ہیں کہ میرے بعد کوئی ولی نہ ہوگا بلکہ جو مجھ پر ایمان لائے گا اور میرے عہد میں شامل ہوگا، میرے بعد ولی ہو سکتا ہے۔

آپ نے 'من یطع اللہ والرسول' پر اعتراض کیا ہے کہ کیا سارے رسول بن جائیں گے تو امتی کون ہوگا۔ حالانکہ قرآن مجید میں دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لَیَستخلفنھم' یعنی میں مسلمانوں کو خلیفے بناؤں گا، تو کیا سب مسلمان خلیفہ بن جائیں گے تو ان کے تابع کون ہوگا؟ فما ھو جوابکم فھو جوابنا۔

آپ نے اعتراض کیا ہے کہ جب رسول کریم صلعم سراج منیر ہیں تو ان کے بعد کسی نبی کی کیا ضرورت ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ مسیح اور مہدی کی بھی کیا ضرورت ہے؟ آپ کیوں نزول مسیح ناصری کے منتظر ہیں؟ اور پھر آپ جیسے "علماء" کی کیا ضرورت تھی جو "موم بتی" کی بھی حیثیت نہیں رکھتے۔

آپ نے لا نبی بعدی پیش کیا ہے اس کے متعلق ہم اپنے سابقہ پرچوں اور اس پرچے میں کافی اور شافی بحث کر چکے ہیں۔ اقوال بزرگان پر غور کریں اور بخاری شریف کی حدیث "فلا قیصر ولا کسریٰ" سے ہدایت حاصل کریں۔

الحمد للہ کہ آپ نے "لو عاش" والی حدیث کو تسلیم کر لیا ہے، البتہ یہ اعتراض کیا ہے کہ وہ ایک مفروضہ ہے مگر واضح رہے کہ اس سے ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچتا سوال تو یہ ہے کہ اگر خاتم النبیین اور لا نبی بعدی کے معنیٰ یہ تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو آپ نے اپنے صاحبزادے کی وفات پر یہ کیوں فرمایا کہ اگر یہ زندہ رہتا تو نبی ہو جاتا۔ نیز بزرگان سلف کیوں ہمارے ہمنوا ہیں۔ اسی طرح ہماری پیش کردہ آیت یصطفی پر آپ نے اعتراض کیا ہے کہ اس طرح تو رسول آتے ہی رہیں گے بند کب ہوں گے۔ گویا نبوت کا آنا آپ کے لیے سوہان روح بن رہا ہے اور آپ

بار بار پوچھتے ہیں کہ یہ بند کب ہوگی۔ ہم اپنے پہلے پرچہ میں بتا چکے ہیں کہ جب ساری اُمت محمدیہ نالائق اور نااہل ہو جائے گی (خدا نہ کرے) تو یہ نعمت بند ہو جائے گی۔ آپ سب بھی طرح سے اُمت محمدیہ کو نااہل کہہ دیں ہم تسلیم کریں گے کہ واقعی ایسے لوگوں کو نبوت نہیں مل سکتی۔

آپ کو خوب معلوم ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی سمجھتے ہیں یعنی دین، کلمہ، شریعت، کتاب اور امت کے لحاظ سے آپ آخری نبی ہیں اور اب وہی شخص نبی ہو سکتا ہے جو حضرت محمد رسول اللہ کا غلام ہو۔

آپ نے حضرت مرزا صاحب کو آخری نور کہہ کر یہ نتیجہ نکالا ہے کہ گویا مرزا صاحب کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اس سے صرف چار سطریں اوپر پڑھتے تو آپ وہاں لکھا ہوا پائیں گے کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے اپنی بلند شان کا ذکر کر کے فرمایا:۔

"جب کہ میں ایسا ہوں تو اب سوچو کہ کیا مرتبہ ہے اس پاک رسول کا جس کی غلامی کی طرف میں منسوب کیا گیا۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء"

(کشتی نوح ص۵۶)

اس حوالے سے صاف پتہ چلتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور بڑائی کا تذکرہ فرمایا ہے اور آپؐ کے مقابلے میں حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کی اصل پوزیشن کو واضح کیا ہے۔

آپ نے کافۃ للناس اور رحمۃ للعالمین وغیرہ آیات کو پیش کر کے یہ استدلال کیا ہے کہ اب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں۔ سوال یہ ہے کہ پھر مسیح ابن مریم کی کیا ضرورت ہے۔ اگر کسی نبی کی ضرورت نہیں تو نزول مسیح کا عقیدہ بھی چھوڑ دیجئے۔ ورنہ جب تک آپ اس عقیدے پر قایم ہیں۔ آپ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کے بند ہونے کا دعویٰ کرنا زیبا نہیں۔

آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے کہ ہم گھر سے پرچہ لکھ کر لے آئے ہیں۔ بھلا آپ ہی بتایئے کہ اس صورت میں ہم نے اپنے پرچے میں آپ کی تمام باتوں کا جواب کس طرح دے دیا اس صورت میں تو آپ کو ہماری کرامت کا بھی قائل ہونا پڑے گا کہ ہم قبل از وقت جانتے ہیں کہ آپ کے دل میں کیا ہے۔

یقیناً یاد رکھئے! ہم کوئی ایسا انداز اختیار نہیں کر رہے جو شرائط مقبولہ فریقین کے خلاف ہو۔

آپ بزعم خود ختم نبوت کے لیے ایک سو آیات پیش کرنے کے لیے مجھے گھر پر بلا رہے ہیں۔ کس قدر مضحکہ خیز بات ہے۔ آئے ہیں آپ مناظرہ کرنے کے لیے اور بلا رہے ہیں گھر پر۔ ان سو آیتوں میں سے آٹھ دس تو یہاں پیش کریں۔ ہمیں آپ سے ہمدردی ہے کہ آپ ہمارا پرچہ نہیں پڑھ سکتے اور نہ ہی آپ کے دائیں بائیں بیٹھنے والے متعدد علماء و معاونین آپ کو مدد دیتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کی حالت پر رحم کرے۔

مناظر جماعت احمدیہ
(دستخط) محمد سلیم عفی عنہ
(مولانا محمد سلیم)

(دستخط صدر مناظرہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ختم نبوت ۔ دوسرا پرچہ منجانب اہلِ سنت والجماعت بادگیر

برادرانِ اسلام!

آپ نے دیکھ لیا، جو شخص بڑی طاقت سے قرآنی آیات اپنے پہلے پرچہ پر لکھ کر پیش کر رہا تھا ہمارے جواب سے عاجز ہو کر خلاف شرائط مناظرہ کنزالعمال، مشکوٰۃ، تجرید و مجمع البحار وغیرہ کا حوالہ فرضی دے کر جان چھڑانے کی فکر میں لگ گئے مگر دوست آنحضرت کی ناموس نے آپ کو سخت شکنجہ میں دبوچ لیا ہے۔ اگر ہمت ہوتی میرے دلائل کو توڑا ہوتا۔ مگر آپ خاموش رہے۔ مرزاجی کے بے شمار حوالہ سے میں نے ثابت کر دیا کہ قادیانی مرزا صاحب کو آخری نبی مانتے ہیں۔ مگر لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے اجرائے نبوت کا ڈھونگ رچا لیا ہے۔ مرزاجی کی کتابیں آپ کے دعویٰ کے رد کو کافی ہیں۔ آپ کے پہلے پرچہ کا کچھ قرضہ باقی رہ گیا ہے پہلے اس کو چکا لوں اس کے بعد دوسرے پرچے کی پوری قلعی کھولوں گا۔ جاؤ گے کہاں، مرزاجی کی کتابیں تم کو مجبور کر رہی ہیں کہ تم مرزا کو خاتم النبیین، آخری نبی مانو۔ خیر اب سنو۔

آپ نے منکم کی آیت میثاق کو پیش کیا تھا۔ ابن کثیر صفحہ ۵۰ میں امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ حضور سے اور انبیاء اولوالعزم سے یہ عہد اللہ کے دین پر قایم رہنے اور تبلیغ کرنے کے لیے لیا گیا ہے۔ بولو اس کا کیا جواب ہے۔

آپ نے نبعث رسولا سے بھی دلیل دیا ہے۔ حالانکہ آپ کو معلوم نہیں مرزاجی نے یہاں رسول کا ترجمہ محدث کیا ہے۔ "ضمیمہ انجام آتھم"۔

آپ نے اھدنا الصراط المستقیم سے اجرائے نبوت ثابت کی۔ خدا کا شکر ہے کہ قل ھواللہ سے ثابت نہ کر سکے۔ اجی جناب اس آیت کے اگر یہی معنیٰ ہیں کہ اے اللہ ہم کو نبی بنا دے تو پھر خود حضور صلعم نبی بن کر یہ دعا کیوں مانگتے تھے۔ کیا ان کو اور نبی بننا تھا۔ عورت، خنثیٰ مشکل، مجنون، پاگل، مراقی، مسلسل بول والا، بچہ بھی اس آیت کو پڑھتے ہیں۔ کیا ان کو نبی بننا ہے؟ سوچ کر جواب دینا، مگر یہ تو لاجواب ہے۔ قرآن پاک کی اس تحریف پر شرم آنی چاہیے

نقد جاء کم سے اسی طرح جن والی آیت سے اجرائے نبوت کا ثبوت! میرے پیارے دوست۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا، جنوں کا خرد
جو چاہے تیرا قلم کرشمہ ساز کرے

کیا یوسفؑ کو خاتم النبیین کا خطاب ملا تھا؟ کیا موسیٰ علیہ السلام کو یہ خطاب ملا تھا؟ ہرگز نہیں لہذا موسیٰؑ کے بعد یا یوسف کے بعد نبوت جاری تھی۔ اس وقت ختم نبوت کا خیال خام تھا، مگر ہمارے سرکار کے سر پر اللہ تعالیٰ نے

دو تاج رکھا۔ ایک رسول اللہ دوسرا خاتم النبیین اس لیئے ان کے بعد نبوت جاری کرنا حماقت ہے سراسر حماقت!
آپ نے بار بار عیسیٰؑ کا نام لیا ہے، بہتر تو یہ تھا کہ عیسیٰؑ کی بحث کل چلی گئی اگر سوال کرتے تو اس کا بہت معقول جواب دیتا۔ آج اس کا موقع نہیں پھر بھی اتنا سن لو کہ حضرت عیسیٰؑ حکم، عدل بن کر آئیں گے۔ اگر آپ کہیں کہ خاتم النبیین کے بعد عیسیٰ کیسے زندہ رہے تو بتلاؤ کہ پھر خاتم الولد کے بعد مرزا صاحب کے بھائی کیسے زندہ رہے۔ اجی جناب آخر کا ذکر ہے اول کا نہیں۔ ہم ختم نبوت کے قائل ہیں اس کے لیے خاتم النبیین ہی ایک کافی دلیل ... ۔ دوست آج مُہر اور خاتم الشعراء وغیرہ کو بھول گئے ہو ذرہ لکھ دینا۔
ابراہیم علیہ السلام کی دعا اپنی ذریت کے لیے تھی جو حضور پر ختم ہو گئی مگر دوست مرزاجی تو ذریت چین ہیں کلوا من الطیبٰت سے اجرائے نبوت ۔ یہاں کھانے کا ذکر ہے نہ کہ نبی بننے کا۔ درود آل ابراہیمؑ کے لیے اور مرزا صاحب آل ابراہیمؑ سے نہیں ہیں۔ وہ یا تو چینی ہیں یا مغل یا فارسی الاصل یا اور کوئی خاندان سے۔ پہلے یہ تو کہو کہ مرزاجی کس کے آل سے ہیں، اس کے بعد درود ابراہیمی کا جواب سنو۔ "ھلک قیصر" کی حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ قیصر کا خاندان ختم ہوا۔ کسریٰ کا خاندان ختم ہوا۔ روم و ایران کو صحابہ کرامؓ نے فتح کر لیا، حضورؐ کی پیش گوئی پوری ہو گئی۔ کل انشاء اللہ مرزاجی کی پیش گوئی کے وقت ہم آپ کو جواب دیں گے۔ آپ نے خلاف شرائط مناظرہ پھر ابن عربی کا نام لیا، الانسان الکامل کا نام لیا، مجمع البحار کے تکملہ کا نام لیا، الیواقیت کا نام لیا اور نہ معلوم کن کتابوں کا نام لیا ہے، ہم ہرگز اس کا جواب نہیں دیں گے۔ میرے دوست ان کتابوں کا حوالہ اس لیے دے رہے ہیں کہ قرآن آپ کے ساتھ نہیں، احادیث آپ کے ساتھ نہیں اس لیے آنحضورؐ متفق طور سے خاتم النبیین ہیں اور تو اور آپ نے مولانا روم کی مثنوی شروع کر دی دوست یہ وعظ کی مجلس نہیں یہ مناظرہ ہے مناظرہ۔ ع

'یہاں پگڑی اچھلتی ہے، اسے میخانہ کہتے ہیں'

آپ نے فتوحات کا بھی نام لیا، یہ کس فن کی کتاب ہے۔ موضوعات کبیر بھی کیا صحاح ستہ ہے، افسوس دنیا والے آپ کے اس موضوعات کبیر کے حوالے کو دیکھ کر کیا کہیں گے؟
تحذیر الناس، دافع الوسواس صـ۱ صـ۱۴ صـ۲۰ صـ۲۱ کو پہلے دیکھ لو وہاں حضرت مولانا قاسمؒ نبوت کو ختم کرتے ہیں یا جاری؟ ہاں "لوعاش ابراھیم" کے "اگر" کی طرح "تحذیر الناس" میں بھی "اگر" ہے۔ اگر سے خبر نہیں ہوتا۔ کسی نے کیا خوب کہا:

اگر را با مگر تزویج کردند
فرزند شد پیدا کاش کہ نام

اگر سے اگر خبر یا حکم نکلتا تو پھر دو خدا بھی قرآن سے ثابت ہو جائیں گے اور ہندوؤں کو کیا دلیل دو گے بلکہ خدا کا بیٹا بھی ثابت ہو جائے گا۔ قرآن کہتا ہے:۔

"ان کان للرحمن ولد فانا اول العبدین"

اگر ہوتا خدا کا کوئی بیٹا تو سب سے پہلے میں اس کی عبادت کرتا تو جس طرح اگر آپ نے دو خدا کا دروازہ بند، خدا کے بیٹے کا دروازہ بند، اسی طرح "لو عاش ابراھیم" سے نبوت کا دروازہ بند۔ اسی طرح "تحذیر الناس" سے نبوت کا دروازہ بند۔ اگر اتنی کھلی دلیل کو بھی تم نہ تسلیم کرو تو تم کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ ہدایت وضلالت اس کے قبضے میں ہے۔ "کان الایمان معلقاً" سے گیا آپ کو یہ ثابت کرنا ہے کہ چونکہ مرزاجی فارسی الاصل ہیں اس لیے "نبی"۔ ہمت کرکے ہاں کرو۔ آیندہ پرچے میں اس کا دنداں شکن جواب سنو۔

"لیس بینی وبینہ نبی" سے یہ ثابت ہوا کہ حضور کے بعد صرف عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں۔ اتنی دھوکہ بازی کی حد ہوگئی۔ ہمت کرکے پوری حدیث اور اس کا باب پڑھو یا لکھو اور قدرتِ خدا کا تماشا دیکھو۔ تم نے مرزاجی کے "تبلیغ رسالت" والے دہلی کی جامع مسجد کے حلف کو پس پشت ڈال دیا، کیا مرزاجی نے جھوٹ حلف اُٹھالیا۔ جواب دو ورنہ مرزاجی کے جھوٹے ہونے کا اقرار کرو۔ اچھا اسی تبلیغ رسالت سے ایک دوسرا حوالہ سُن لو جلد دوم ص۲۰ ۔ سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعیٔ نبوت و رسالت کو کاذب وکافر جانتا ہوں اور میرا یقین ہے۔ وحی رسالت حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی، جس میں شک وشبہ کی مطلق گنجائش نہیں۔ آپ مرزاجی کے اس عظیم الشان اعلان اور فتویٰ کے رو سے کاذب اور . . . . . ہو جائیں گے۔ اجی کم از کم مرزا صاحب کو مفتی تو مان لو۔ جب آپ ان کو مفتی بھی نہیں مانتے تو پھر خواہ مخواہ ان کی نبوت کے ثبوت کے لیے یہاں کیوں تشریف لائے ہو۔

دوسرا حوالہ۔ جیسے حضور خاتم الانبیاء تھے میں خاتم الاولیاء ہوں۔ خطبہ الہامیہ ص۳۵ اور سنو "لا ولی بعدی" وہی صفحہ۔ جب مرزا صاحب آخری نور تو اس کے بعد نبوت کا دروازہ بند اس لیے انبیاء نور لاتے ہیں جب نور ختم تو اب جو آئیں گے وہ ظلمت لائیں گے۔ جب مرزاجی نے اسلام کو بدر بنا دیا تو مرزاجی کے بعد اگر کوئی نبی ہوگا تو پھر اسلام کے چاند کو گھٹائے گا یا بڑھائے گا۔ چودھویں کے بعد چاند گھٹتا ہے یا بڑھتا ہے۔

خطبہ الہامیہ میں مرزا صاحب نے خود کو "فتح اکبر" کہا۔ جب اللہ اکبر کے بعد کوئی اللہ نہیں تو فتح اکبر کے بعد اب نبوت نہیں۔ دیکھا آپ نے اس کو کہا جاتا ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ آپ لوگ مرزاجی کو خاتم النبیین مانتے ہو، مگر دھوکا دینے کے لیے اجرائے نبوت کہتے ہیں۔ حضورؐ کے بعد کسی کو نبوت نہیں ملی، ملی تو ایک مغل خاندان کو ملی پھر اس کے بعد "ڈراپ سین" "ڈور کلوز" ای اللہ کے بندو اللہ کے لیے آنکھیں کھولو، سراجِ منیر کے بعد عیسیٰؑ کیوں آئیں گے۔ آپ کو معلوم نہیں، وہ تو ان کے پہلے کے نبی ہیں۔ اب سمجھے اس حکمت کو۔

پھر میرا مطالبہ دُہراتا ہوں کہ رب العالمین کے بعد رب نہیں۔ رحمۃ للعالمین کے بعد نبی نہیں، لاشریک لہ کے بعد خدا نہیں، لانبی بعدہ کے بعد نبی نہیں۔ میرے دوست میرے سوال کو پڑھ کر جواب دو۔ کل بھی آپ نے آخری

پرچے کو وعظ سے بھر دیا۔ خلاف شرائط مناظرہ نئے حوالے پیش کیا۔ اور کمال یہ ہے کہ خود مرزا جی کے حوالے بھی آپ غلطی سے دے گئے۔ آپ کو کیا معلوم نہ تھا کہ وہ تو خود مدعی ہیں۔ مدعی کا بیان مدعی اپنی گواہی میں نہیں لاسکتا ہاں مجیب کو یہ حق ہے کہ مدعی کی تلوار سے مدعی کا گلا کاٹ دے۔ مدعی کے بیان سے مدعی کے دعوے کو رد کردے۔

علاوہ ازیں آپ نے اس میں یہ بھی لکھ دیا کہ آپ نے قرآن شریف کی آیت کو غلط لکھ دیا۔ میرے دوست تم خود دیکھ رہے ہو کہ میں خود سب کام کرتا ہوں اگر کہیں قلم سے لغزش ہوگئی ہوگی تو اس میں ہرج کیا ہے، کیا میں نے معصوم ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ کیا میں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ جب میں نبوت کا دعویٰ نعوذ باللہ کروں تو اس وقت تم میری تحریر کو لوگوں کو دکھا دینا کہ اس کو تو قرآن بھی معلوم نہیں تھا یہ کیسے نبی ہوگیا۔ مگر تم کو معلوم نہیں کہ مرزا جی نے نبی بن کر معصوم ہوکر، سلطان القلم ہوکر، قلم کی غلطی سے پاک ہوکر بے شمار قرآن کی آیتوں کو غلط لکھا ہے۔ ماجوابکم فھو جوابنا۔

میرے دلائل جو میں نے دونوں پرچوں میں دے دیئے ہیں وہ اس سامنے نظر آنے والے یادگیر کے پہاڑ سے بھی زیادہ مضبوط اور وزنی ہیں۔ اس سے بچنے کے لیے 'مولانا روم' اور 'کنز العمال' اور 'تکملہ مجمع البحار' وغیرہ کا حوالہ خلاف شرائط مناظرہ دیتے چلے جاتے ہو۔ حالانکہ کل ہی میں نے ٹوک دیا تھا۔ مگر آپ مجبور ہیں کہ کسی نہ کسی طرح بھرنا ہے ورنہ دنیا کیا کہے گی۔ اس پرچے میں بھی آپ نے مرزا جی کے حوالے دیئے ہیں۔ دوست مرزا جی مدعی نبوت ہیں گواہ نہیں۔ لہذا میرے بھائیو روز روشن کی طرح ثابت ہوگیا کہ خاتم النبیین کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہوچکا ہے۔ الحمد للہ علی احسانہ۔ لہذا میری خود میرے دوست سے درخواست ہے:

'باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ'

اگر مرزا جی کے بعد بھی نبوت کا دروازہ کھلا ہے تو آپ کی تبلیغ بیکار ہے کیوں کہ لوگ آپ سے پوچھیں گے کہ کیا مرزا جی کے بعد بھی نبی آئیں گے ؟ آپ کہیں گے ہاں تو وہ جواب دے گا کہ خیر آپ تشریف لے جایئے، نبوت کا دروازہ تو بند نہیں، میں مرزا جی کا کلمہ نہیں پڑھوں گا، کیوں کہ ان کی لائف پر مجھے شک ہے کسی دوسرے نبی کا کلمہ پڑھ لوں گا! اس وقت سوائے خاموشی کے آپ کو چارہ نہ ہوگا۔ تبلیغ کا حق اسی کو ہے جو آخری ہے۔

(شرحہ دستخط) احقر محمد اسمٰعیل عفی عنہ

۲۴ر ۱۱

(دستخط صدر مناظرہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اجرائے نبوت کے مسئلے پر جماعت احمدیہ کا تیسرا پرچہ

سامعین کرام!

اجرائے نبوت کے مسئلے پر ہمارے مدمقابل نے نبوت کی نعمت کے ختم ہو جانے کے متعلق جو دلائل دیئے ہیں وہ آپ نے سماعت فرمالیے ہیں۔ ایک موٹی سی بات ہے کہ نیک اور مخیر لوگ اپنی زندگی میں بعض ایسے کام کر جاتے ہیں جو مفید عام ہوتے ہیں۔ کوئی مسجد بنواتا ہے، کوئی سرائے بنواتا ہے کوئی تالاب بنواتا ہے اور کوئی سڑک بنواتا ہے دنیا ایک لمبے عرصے تک ان چیزوں سے فائدہ اٹھاتی ہے۔ ان کے بانیوں کو دعائے خیر سے یاد کرتی ہے۔

حضرت رسول کریم صلعم کے زمانے میں مخالفین آپ کو نعوذ باللہ ابتر کہتے تھے۔ اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے یہ دیا کہ اے ہمارے رسول صلعم کے مخالفو تم جو بات آپ کی طرف منسوب کر رہے ہو وہ غلط ہے بلکہ ایسا کہنے والے خود ابتر ہیں۔ کیونکہ آئندہ زمانے میں ان کا نام ونشان مٹا دیا جائے گا اور رسول کریم صلعم کو اللہ تعالیٰ وہ عظمت دے گا کہ آپ پر درود بھیجنے والے خدام دنیا کے کونے کونے میں پھیل جائیں گے اور آپ کی امت میں لاتعداد فقہا، صلحا، اولیا، اخطاب اور علما پیدا ہوں گے تاآنکہ چودھویں صدی میں چودھویں کا چاند ظاہر ہوگا جو آپ کا عاشق صادق اور بروز کامل بن کر مقام نبوت پر فائز ہوگا۔

چنانچہ اس کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خادم اور آپ کا ایک غلام اصلاح امت کے لیے مامور ہوا اور اس نے اعلان کیا کہ میں آنحضرت صلعم کی غلامی میں اور حضور کے انوار وفیضان سے حصہ پاکر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس زمانے میں ظلی نبوت کے مقام پر فائز کیا گیا ہوں۔

ایک طرف تو ہمارے مدمقابل یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کو جو بلند روحانی مقام دیا گیا وہ کسی اور نبی کو آج تک نہیں مل سکا۔ دوسری طرف یہ کہتے ہیں کہ آپ کے بعد نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہوگیا اور یہ نعمت امت محمدیہ سے چھین لی گئی۔

اب ایک طرف قرآن کریم اور احادیث اور اقوال بزرگان سلف ہیں اور دوسری طرف ہمارے مدمقابل ہیں لیکن ان کے کہنے سے کیا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارادہ پورا ہو چکا اور وہ نعمت جسے ملنی تھی مل چکی۔ آج روئے زمین پر اسلام کی تبلیغ کرنے والی ایک منظم جماعت جو منہاج نبوت پر قائم ہے صرف "احمدیہ جماعت" ہے جو آنحضرت صلعم کی غلام اور اسلام کی خادم ہے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"مسلمانوں میں سخت نادان اور بدقسمت وہ لوگ ہیں جو . . . . . آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے ابدی فیض سے ایسا اپنے تئیں محروم جانتے ہیں کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ زندہ چراغ نہیں بلکہ مُردہ چراغ ہیں، جن کے ذریعے سے دوسرا چراغ روشن نہیں ہو سکتا وہ اقرار رکھتے ہیں کہ موسیٰؑ نبی زندہ چراغ تھا، جس کی پیروی سے صدہا نبی چراغ ہو گئے . . . . مگر ہمارے سید و مولا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کسی کو کوئی روحانی انعام عطا نہ کر سکی۔ آیت خاتم النبیین کے یہ معنیٰ ہیں کہ آپ نبیوں کے لیے مہر ٹھہرائے گئے ہیں یعنی آیندہ کوئی نبوت کا کمال بجز آپ کی پیروی کی مُہر کے کسی کو حاصل نہیں ہوگا۔ یہ معنیٰ تھے جن کو الٹا کر نبوت کے آیندہ فیض سے انکار کر دیا گیا . . . . نبی کا کمال یہ ہے کہ وہ دوسرے شخص کو ظلی طور پر نبوت کے کمالات سے متمتع کر دے اور روحانی امور میں اس کی پوری پرورش کر کے دکھلائے ... اور ماں کی طرح حق کے طالبوں کو گود میں لے کر خدا شناسی کا دودھ پلائے۔ پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ دودھ نہیں تھا تو نعوذ باللہ آپ کی نبوت ثابت نہیں ہو سکتی۔ مگر خدا تعالیٰ نے تو قرآن شریف میں آپ کا نام سراج منیر رکھا ہے جو دوسروں کو روشن کرتا ہے اور اپنی روشنی کا اثر ڈال کر دوسروں کو اپنی مانند بنا دیتا ہے۔" (چشمہ مسیحی صـ ۷۲-۷۵)

حضرات! ہم اپنے سابقہ پرچوں میں ۲۹ دلائل دے چکے ہیں جو قرآن مجید، احادیث اور اقوال بزرگان سلف پر مشتمل ہیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ ہمارے مدمقابل نے ہمارے ان دلائل کو توڑنے کی ذرہ بھر جرأت نہیں کی نہ صرف یہی بلکہ وہ سو آیتیں بھی پیش نہیں کیں بلکہ ان کا عشر عشیر بھی پیش نہیں کیا جن سے بزعم خود باب نبوت کو وہ بند سمجھتے ہیں۔ وہ حوالوں کے لیے اور ان آیتوں کو پیش کرنے کے لیے ہم سے علیحدہ وقت مانگتے تھا اور ہمیں اپنے گھر پر بلاتے ہیں جیسا کہ وہ اپنے سابقہ پرچے میں بڑی بے چارگی سے کہہ چکے ہیں، ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ اگر مناظرہ سے علیحدہ وقت کی ضرورت تھی اور گھر پر بلا کر ہی بات چیت کرنا مقصود تھا تو میدان مناظرے میں اترنے کی جرأت کیا کی تھی۔ میدان مبارزت میں آنے کے بعد حریف سے یہ التجائیں کرنا کہ علیحدگی میں میری بات سنو میرے گھر پر آؤ میں تمھیں نئے سے نیا داؤ بتلاؤں گا اس سے خوب کھل جاتا ہے کہ میدان میں اترنے والا صرف درشتی پہلوان ہے ورنہ مقابلے سے تو اس کی روح فنا ہوتی ہے۔

ہم ایک دفعہ پھر پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمارے پیش کردہ دلائل کا رد کیا جائے اور اگر ہمت ہے تو وہ آیتیں بھی پیش کی جائیں جو آپ کے خیال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند کرتی ہیں۔

ہمارے مدمقابل نے اپنے سابقہ پرچے میں تحریر کیا ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے اپنی کتاب چشمہ معرفت

میں مُہر کو بند کرنے کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔ ہم وہ حوالہ درج کر دیتے ہیں تاکہ سامعین ہمارے مدّمقابل کی امانت و دیانت اور خوش فہمی کی داد دے سکیں۔ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

"وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ وحی الٰہی پر آیندہ کے لیے مہر لگ گئی ہے وہ سخت غلطی پر ہیں . . . . . مکالماتِ الٰہیہ کا دروازہ کھلا ہے اور وہ بھی خود بخود نہیں بلکہ محض پیروی قرآن شریف اور اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوتے ہیں۔"

(چشمۂ معرفت صـ۳۲)

ہمارے مدّمقابل نے اپنے گزشتہ پرچے میں اس بات پر بار بار زور دیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے تئیں آخری نور آخری مجدد اور آخری خلیفہ وغیرہ تحریر فرمایا ہے۔ اس کے بارے میں ہم ایک حوالہ کشتی نوح سے پیش کر چکے ہیں۔ ایک اور حوالہ ملاحظہ ہو۔ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

"ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلۂ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلیٰ درجے کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں، یعنی وہی نبیوں کا سردار، رسولوں کا فخر۔ تمام مرسلوں کا سرتاج، جس کا نام محمد مصطفٰے، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جس کے زیر سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزاروں برس تک نہیں مل سکتی تھی۔" (سراج منیر صـ۸۰)

پھر فرمایا:۔

"ہمارا ایمان ہے کہ آخری کتاب اور آخری شریعت قرآن ہے اور بعد اس کے قیامت تک ان معنوں سے کوئی نبی نہیں ہے جو صاحب شریعت ہو یا بلا واسطہ متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی پا سکتا ہو، بلکہ قیامت تک یہ دروازہ بند ہے اور متابعت نبوی سے نعمت وحی حاصل کرنے کے لیے قیامت تک دروازے کھلے ہیں۔ وہ وحی جو اتباع کا نتیجہ ہے کبھی منقطع نہ ہوگی۔ مگر نبوت شریعت والی یا نبوت مستقلہ منقطع ہو چکی ہے ولا سبیل الیھا الی یوم القیٰمۃ۔"

(ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی صـ۶)

اسی طرح آپ فرماتے ہیں:۔

"اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا، کیوں کہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور

بغیر شریعت کے نبی ہوسکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔"

(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۵)

اسی طرح حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ کا ایک الہام ہے:۔

"کلّ برکۃٍ من محمّد صلی اللہ علیہ وسلم فتبارک من علّم و تعلّم"۔

اس کے معنی آپ نے یہ لکھے ہیں کہ "تمام برکت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے پس بہت برکتوں والا ہے جس نے اس بندے کو تعلیم دی اور بہت برکتوں والا ہے جس نے تعلیم پائی"

(تذکرہ صفحہ ۶۴۷)

اس کے نیچے حاشیہ میں یہ الفاظ تشریحاً درج ہیں کہ:۔

"آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۶)

ان تمام عبارتوں سے ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ اپنی تمام خوبیاں اور اپنے تمام کمالات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے تحصیل کردہ قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں ۔

اس نور پر فدا ہوں، اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

(درثمین)

ہمارے مدمقابل نے ہماری پیش کردہ آیت " ومن یطع اللہ والرسول " پر کوئی جرح نہیں کی۔ البتہ ہم سے دریافت کیا ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اطاعت گزار اس دنیا میں نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے ساتھ ہوں گے یا قیامت کو؟ سو واضح رہے کہ ہم اسی آیت سے یہ استدلال کر رہے ہیں کہ ایسے لوگ علیٰ قدر مراتب نبی، صدیق، شہید اور صالح بن کر ان چاروں گروہوں میں شامل ہوں گے۔ اس دنیا میں بھی اور اگلے جہان میں بھی۔ جیساکہ قرآن مجید کی ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

" اِلّا الّذین تابوا واصلحوا واعتصموا باللہ واخلصوا دینھم للہ فاُولٰئک مع المؤمنین" (نساء ع ۲۰)

کہ جو لوگ توبہ کرلیں، اپنی اصلاح کرلیں اور اللہ تعالیٰ کے دامن کو مضبوطی سے تھام لیں اور اپنا دین اس کے لیے خالص کرلیں " فاولئک مع المؤمنین" سو ایسے لوگ مومنوں میں شامل ہوں گے۔ پس یہ لوگ اس دنیا میں بھی مومنوں

میں شامل ہوں گے اور اگلے جہان میں بھی۔ بس اسی طرح آنحضرت صلعم کی اتباع سے روحانی مراتب پانے والے ان مراتب سے اس دنیا میں بھی متمتع ہوں گے اور اگلے جہان میں بھی۔

آپ ہمارا پرچہ تو پڑھتے نہیں۔ چنانچہ یہ بات آپ نے خود ہی لکھی ہے اور جواب دینا شروع کر دیتے ہیں چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ خاتم المحدثین، خاتم الشعراء اور خاتم الفقہا وغیرہ کے بعد محدث، شاعر اور فقیہہ اس لیے ہو سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو بند نہیں کیا مگر نبوت کو بند کر دیا ہے۔

یہی تو سوال ہے کہ ہر جگہ آپ خاتم کے معنے سب سے اعلیٰ کرتے ہیں، لیکن جب خاتم النبین کے معنوں کا وقت آتا ہے تو آپ پٹری سے اکھڑ جاتے ہیں۔ آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ جب کلمہ ختم، دین ختم اور قرآن ختم تو نبی کیسا؟ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ کلمہ لانے والا، دین لانے والا اور کتاب لانے والا نبی اب کوئی نہیں آئے گا۔ اس قسم کی نبوت کا سلسلہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم نے ہمیشہ کے لیے بند کر دیا۔ اب نہ کوئی نیا کلمہ ہو گا نہ نیا دین اور نہ نئی کتاب۔ البتہ آپ کی غلامی میں نبوت کا دروازہ کھلا ہے اور یہی چیز ہمارے مدِمقابل کو ناگوار گزرتی ہے۔ ورنہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر سے تاجِ رسالت اُتار کر ابنِ مریم کے سر پر رکھنے کو تو ہمہ تن تیار ہیں۔

آپ نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلعم سراج منیر ہیں گویا سورج ہیں تو اس سورج کے بعد کوئی دوسرا نبی کیوں کر آسکتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اس سورج کے باوجود کوئی پہلا نبی کیسے آسکتا ہے؟ جو جواب آپ کا ہو گا وہی ہمارا ہو گا۔

آپ نے مشکوٰۃ کو خلاف شرائط قرار دیا ہے۔ کاش! آپ نے شرائط کا مطالعہ کیا ہوتا، وہاں تو خاص طور پر مشکوٰۃ کو پیش کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ آپ نے تجرید البخاری کو بھی خلاف شرائط کہا ہے۔ حالانکہ یہ تو بخاری کا حوالہ ہے۔ ضرورت ہو تو بخاری جلد ۱۲۵ پڑھ لیجئے۔ تجرید بخاری کا حوالہ تو آپ کی سہولت کے لیے دیا گیا تھا۔

مجمع البحار، فتوحات مکیہ اور موضوعات کبیر کا پیش کرنا عین شرائط کے مطابق ہے، کیونکہ شرائط میں لکھا ہے کہ اقوالِ بزرگان پیش کر سکتے ہیں تو اب اگر ان بزرگوں کے اقوال پیش کرنے کے لیے ان کی کتابیں پیش نہیں کی جائیں گی تو کیا ہوائی حوالے آپ کو مطلوب ہیں۔

آپ نے لکھا ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم کی دعا تو عورتیں وغیرہ بھی پڑھتی ہیں تو اگر یہ دعا قبول ہو گی تو کیا عورتیں بھی نبی بن جائیں گی؟ ہمیں اس عقل و دانش پہ حیرت آتی ہے۔ کیا آپ اتنا بھی نہیں جانتے کہ شادی شدہ جوڑا اولاد کے لیے دعا کرتا ہے اور آپ نے بھی بارہا اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے دعا مانگی ہو گی کہ اے خدا مجھے بچہ دے۔ تو کیا آپ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آپ کی بیوی کے بجائے خود آپ کے پیٹ سے بچہ پیدا ہو جائے؟

بات یہ ہے کہ دعا کی قبولیت وہیں ظاہر ہوتی ہے جو اس کا مورد اور محل ہو۔

آپ نے ہماری پیش کردہ آیت "میثاق النبیین" کا کوئی جواب نہیں دیا صرف یہ کہہ دیا ہے کہ یہ رسول کریم صلعم

کے لیے ہے، اس کے ساتھ ہم نے جو سورہ احزاب رکوع اول کی آیت پیش کی تھی کہ یہی نبیوں والا وعدہ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلعم سے بھی لیا تھا۔ اگر آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں تھا تو آپؐ سے یہ وعدہ کیوں لیا گیا تھا؟ آپ نے اس کا بھی کوئی جواب نہیں دیا۔

اسی طرح ہمارے پیش کردہ دوسرے (۲۹) دلائل کا قرضہ آپ کے ذمہ جوں کا توں باقی ہے۔ ہماری پیش کردہ آیت "یا ایھا الرسل کلوا من الطیبات" (مومنون ع ۳) میں آپ کو کھانا تو نظر آگیا، مگر "رُسُل" کا لفظ نظر نہیں آیا جو جمع کا صیغہ ہے۔ قرآن کریم محمدؐ رسول اللہ صلعم کے مبعوث ہونے کے بعد فرماتا ہے اے رسولو! پاک چیزیں کھاؤ۔ یہ کن رسولوں سے کہا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ قیامت تک آنے والے تمام رسولوں کو یہ حکم دیا گیا ہے ورنہ یہ حکم بے محل ٹھہرتا ہے۔

قیصر اور کسریٰ کا خاندان ختم ہو جانے کے بعد نہ کوئی قیصر ہوا نہ کسریٰ یہ آپ نے دفع الوقتی سے کام لیا ہے۔ حضرت رسول اللہ صلعم نے جس قیصر اور کسریٰ کے بارے میں کہا تھا کہ ان کے مرنے کے بعد کوئی قیصر اور کسریٰ نہیں ہوگا ان کے بعد کئی قیصر اور کسریٰ ہوئے۔ لہذا حدیث کے معنے یہ ہوئے کہ ان کی شان کے قیصر اور کسریٰ نہیں ہوں گے لہذا لا نبی بعدی کے معنی بھی یہ ہوں گے کہ حضرت محمدؐ رسول اللہ صلعم کے بعد آپ کی شان کا کوئی نبی نہ ہوگا۔

ہم نے پیش کیا تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد بھی ان کے ماننے والوں نے یہ غلط عقیدہ گھڑ لیا تھا کہ ان رسولوں کے بعد اور کوئی نبی نہ ہوگا۔ یہی بات آپ کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ صلعم کے بعد نبی نہیں ہوگا۔ آپ میں اور ان لوگوں میں کیا فرق ہے۔

آپ نے حضرت مرزا صاحبؑ کی ایک اردو کتاب سے خاتم الولد کا جملہ پیش کیا ہے، جو آپ کو مفید نہیں ہو سکتا، کیونکہ ایک ہی لفظ جب دو مختلف زبانوں میں استعمال ہو تو اس کے معنی بدل جاتے ہیں۔ جیسا کہ 'مکر' کا لفظ ہے۔ قرآن مجید میں یہ حسن تدبیر کے معنوں میں استعمال ہوا ہے، لیکن اردو میں دھوکہ اور فریب کے معنی دیتا ہے۔

آپ بار بار حدیث نبوی "لو عاش" کے مفروضہ کا ذکر کرتے ہیں، حالانکہ "لو" کی شرط محال مگر اس کی جزا ممکن ہوتی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ اگر زمین و آسمان میں زیادہ خدا ہوتے تو یہ تباہ ہو جاتی۔ یا اگر خدا کا بیٹا ہوتا تو میں اس کا سب سے پہلا پجاری ہوتا۔ ان آیتوں کا مطلب تو صرف یہ ہے کہ زمین و آسمان میں زیادہ خدا نہیں ہو سکتے ورنہ زمین و آسمان کی تباہی ناممکن نہیں۔ اسی طرح خدا کا بیٹا ہونا ناممکن ہے۔ مگر اس کی عبادت ناممکن نہیں۔ ٹھیک اسی طرح حضرت رسول کریم صلعم کے صاحبزادے ابراہیم کا زندہ رہنا ناممکن ہو گیا۔ ورنہ ان کا نبی بن جانا عین ممکن تھا۔

"لیس بینی و بینہ نبیؐ" یہ حدیث ہماری مؤید ہے۔ ہمارا استدلال یہ ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں تھا تو یہ کہنے کی ضرورت کیا تھا کہ میرے اور آنے والے مسیح کے درمیان کوئی نبی نہیں۔

حضرات! ہم نے اپنے مدمقابل کی پیش کردہ تمام باتوں کا جواب دے دیا ہے لیکن ہمیں شکایت ہے کہ وہ ہمارے پیش کردہ انتیس دلائل کے جواب بالکل لاجواب ہیں۔ اگر ان میں ہمت ہے تو ہمارے دلائل کو توڑیں اور ہم انھیں چیلنج

کرتے ہیں کہ جو سو آیتیں انھوں نے تھیلے میں چھپا کر رکھی ہیں، جن سے ان کے خیال میں نبوّت کا دروازہ بند ثابت ہوتا ہے وہ اپنے ساتھ ہی گھر نہ لے جائیں، آج کل کے حکیموں اور ویدوں کی طرح جو صدری نسخے کسی کو نہیں بتاتے ۔ لہذا ان کا فرض ہے کہ وہ ان دلائل کو میدان میں پیش کریں۔

'تا سیاہ روے شود ہر کہ درو غش باشد'

(شرحد ستخط) محمد سلیم عفی عنہ
۲۳/۱۱/۶۳ء

(مولانا محمد سلیم مناظر جماعت احمدیہ)

(شرحد ستخط صدر مناظرہ)

ختم نبوت آخری پرچہ از اہلِ سُنّت و الجماعت یادگیر

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلیٰ خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ وَعَلیٰ آلِہٖ وَاَصحَابِہٖ اَجمَعِینَ

ای اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مولوی سلیم صاحب نے ہمارے اکثر دلائل کا جواب نہیں دیا۔ چونکہ یہ ہمارا آخری پرچہ ہے اس کے بعد اگر وہ ہمارے پہلے پرچہ کا جواب دیں گے تو شرائطِ مناظرہ کے مطابق کسی عقلمند کے نزدیک قابلِ قبول نہ ہوگا۔ مگر میری پیشگوئی ہے کہ وہ ضرور ایسا کریں گے، کیونکہ ان کو تو کاغذ بھرنا ہے خواہ مرزاجی کے کلام سے ہی ہو چنانچہ ابھی سے شروع کر دیا کہ مرزاجی نے کہا ہے کہ جو کچھ مجھے فیض ملا ہے وہ حضورؐ ہی کے دربار سے ملا ہے جی ہاں میں تسلیم کرتا ہوں کہ مرزاجی نے بیشمار جگہ اس قسم کی باتیں کی ہیں جن کا آپ نے حوالہ دیا ہے مگر مرزاجی کی یہ عادتِ قدیمہ ہے کہ ابھی تعریف ابھی توہین؛ ابھی کچھ ابھی کچھ۔ جو کچھ حوالے مرزاجی کے آخری نبی ہونے کے میں نے مرزاجی کی کتابوں سے دیا اس پر آپ خاموش ہو گئے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ واقعی مرزاجی نے خاتم النبیین ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ یہ تو ان کی عادت ہے کہ ہر جگہ اختلاف اور تضاد سے کام لیتے ہیں اسی لیے آپ نے بار بار ہم سے حوالہ لیتے ہیں مگر خاموش۔ آپ نے اپنے دوسرے پرچے میں یہ لکھا ہے کہ حضورؐ کی غلامی سے غیر تشریعی نبوت مل سکتی ہے مگر مرزا صاحب نے اربعین ۴ ص۶ پر اپنی نبوت کو تشریعی قرار دیا ہے۔ بطورِ اتمامِ حجت کے میں صرف اسی ایک حوالہ پر آپ کو "اسکرو" کرتا ہوں ہمت ہے تو اس اربعین کے تضاد کو ہٹاؤ۔ مرزا صاحب نے یہاں سے شروع کہ ماسوا اس کے یہیں سے صرف دس سطر اربعین کا آپ اپنے قلم سے لکھ دیں اردو عبارت ہے یادگیر کے بھولے بھالے بھائی اور طباعت کے بعد دُنیا کے مسلمان خود سمجھ جائیں گے۔ آپ نے دوسرے پرچے میں مسلم کی ایک حدیث کا حوالہ دیا ہے مگر ازالہ ص۲۴۲ میں مرزا صاحب اس کو محدثت تک پہنچاتے ہیں آگے نہیں۔ اور ایک حوالہ سنئے۔ قرآن کو ماننے والا خاتم النبیین کے بعد نبوت کا دعویٰ نہیں کر سکتا 'انجام آتھم' ص۲۷ آپ نے چشمہ معرفت کے "مہر لگ گئی" پر اعتراض کیا ہے خدا کا شکر ہے کہ ہمارے صدرِ محترم ریڈی صاحب اردو داں ہیں چشمہ معرفت کی "مہر لگ گئی" کو خوب سمجھ سکتے ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ یہاں مرزا صاحب نے "مہر لگ گئی" کس معنی پر بولا ہے، بند ہو گئی یا کھل گئی؟ خاتم کے معنی مہر بالکل ٹھیک قرآن نے مہر کو بند کرنے کے معنی میں لیا ہے نَختِمُ عَلیٰ اَفوَاهِهِم (قرآن) مُنہ پر ہم نے مہر لگا دی یعنی اندر کی بات باہر نہیں آسکتی۔ خَتَمَ اللّٰہُ عَلیٰ قُلُوبِهِم (قرآن) اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی یعنی باہر کی ہدایت اندر نہیں جا سکتی۔ یہ تو ایک معمولی آدمی بھی سمجھتا ہے کہ ڈاک کا تھیلا بند کر کے جب مہر لگا دی جاتی ہے تو جس طرح اس کو توڑ کر کوئی چیز نکالے تو مجرم اسی طرح اس کو توڑ کر اپنی طرف سے اُس تھیلے میں ہزار روپیہ ڈال دو تب بھی مجرم

نہ نکالو نہ ڈالو ۔ صرف توڑ دو تب بھی مجرم ۔ اب معلوم ہوا آپ کو جو مہر ہر جگہ کام کرتی ہے اُسی مہر نے ختم نبوت کو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا ۔ آپ نے پھر تذکرہ کا حوالہ دے دیا حالانکہ وہ خود مرزا جی کی کتاب ہے ۔ بار بار کہنے کے باوجود کہ مدعی کی کتاب مدعی کے لیے دلیل نہیں بن سکتی مگر آپ ہیں کہ ڈٹے ہوئے ہیں ۔ آپ نے اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا والی آیت ایک نئی دی ہے مگر آپ خود دیکھ رہے ہیں کہ اُس میں مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ ہے ۔ دعویٰ یہ کہ نیک عمل سے نبوت ملتی ہے دلیل یہ دیتے ہیں کہ وہ قیامت کے دن مومنوں کے ساتھ ہوں گے ۔ میں قربان جاؤں میرے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ مولوی سلیم نے مع النبیین کی دلیل سے عاجز آکر مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ کا حوالہ دیا گویا اقرار کر لیا کہ توبہ کرنے والے اور نیک لوگ مخلص لوگ مومن ہوں گے، مومنین کے ساتھ ہوں گے ۔ جو معنی بھی آپ کریں ہمارا مطلب حاصل کہ یہ لوگ جنت میں مومن کے ساتھ رہیں گے ۔ یہ سب ذکر قیامت کے بعد کا ہے ۔ جنت کا ہے، دنیا کا نہیں ۔ میں نے اس سے قبل بڑی وضاحت سے لکھ دیا تھا کہ تمھارا دعویٰ تو یہ ہے کہ دنیا میں نبوت جاری اور دلیل یہ دیتے ہو کہ قیامت میں وہ نبیوں کے ساتھ ہوں گے ۔ دُنیا کا کوئی عقلمند اس دعوی کو اس دلیل سے تسلیم کر لے گا؟ شکر ہے کہ آپ نے اقرار کر لیا کہ قرآن اور کلمہ اور دین لانے والا اور کوئی نہ ہوگا لہٰذا آپ نے اپنے پہلے پرچہ میں جتنی آیاتِ قرآنی اور احادیث کو اپنے مطلب کے مطابق سمجھ کر لکھ ڈالا تھا اس پرچہ میں خود ہی اس پر قلم تنسیخ پھیر دیا مگر ذرا سنو تو سہی کہ خود مرزا جی 'اربعین' میں تو شریعت والا نبی اپنے آپ کو کہتے ہیں بڑی مشکل ہے آپ کے لیے کہ ادھر نکلے تو اُدھر پھنسے ۔ آپ نے اسلامی تاریخ کا شاید مطالعہ کم کیا ہے ورنہ قیصر و کسریٰ کی سلطنت کی تباہی و بربادی کب ہوئی وہ قیصر کب ہلاک ہوا، اُس کی حکومت کب گئی معلوم ہو جاتا ۔ سنو ایک فارسی کا شعر ۔

پردہ داری می کند بر قصر قیصر عنکبوت
بُوم نوبت می زند بر گنبد افراسیاب

مرزا صاحب کی اُردو کتاب میں خاتم الولد کا میں نے حوالہ اس لیے دیا تھا کہ دُنیا کے اُردو داں سمجھ جائیں کہ جب خاتم الولد کے بعد ولد نہیں تو خاتم النبیین کے بعد نبی کیسا؟ دوسرا حوالہ خاتم الاولاد کا بھی تو دیا اس کو تو آپ نے منگا کر دیکھ بھی لیا ہے ۔ وہ اُردو ہے کہ عربی " اَلْوَلَد " اُردو لفظ ہے یہ آج ہی معلوم ہوا اور " اَلْاَوْلَاد " بھی اُردو ہی ہے ۔ افسوس میرے پیارے دوست آج تم کو کیا ہو گیا ہے ؟ اس قسم کی باتیں کیوں کہتے ہو ؟ کتاب طبع ہونے کے بعد دُنیا والے کیا کہیں گے ؟

ع۱ اگر ابراہیم زندہ ہوتے نبی ہوتے ۔
ع۲ اگر خدا کا بیٹا ہوتا تو میں اس کی پہلی عبادت کرتا

ع۱ ایک مقولہ ہے ع۲ قرآن کی آیت کا ترجمہ ہے ۔ اگر "اگر" ابراہیم سے امکانِ نبوت نکلتا ہے اگر خدا کے بیٹے سے امکان تثلیث و ابنیت نکلتا ہے تو کیا آپ یہاں عیسائیوں میں تائید میں دلیل دینے آئے ہیں یا مرزا جی کو نبی بنانے ۔ دوست ذرا سوچ سمجھ کر لکھا یا کرو یہ ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والی تحریر ہے ۔ یہ تقریر نہیں کہ جو مُنہ میں آیا کہہ دیا ۔ "بدر" نے لکھ دیا کلکتہ میں

پانچ گھنٹے ختمِ نبوت کا مناظرہ ہوا مولانا سلیم نے جو دلائل دیا اس کا جواب مولوی اسماعیل نہیں دے سکے مگر یہ تحریر خود بتا دے گی کہ مولانا سلیم نے کیا لکھا یا اور مولانا اسماعیل نے کیا لکھا۔ مشکوٰۃ شریف کا حوالہ قبول ہے۔ اس میں آتا ہے کہ حضور نے فرمایا کہ میرے بعد کذاب آئیں گے دجّال آئیں گے اس لیے کہ میں آخری نبی ہوں لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔ آپ نے رب العالمین اور رحمۃٌ للعالمین اور لَا شَرِیْكَ لَهٗ اور لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔ وغیرہ جو میں نے بے شمار دلائل قرآنی دیا تھا اس کا کوئی معقول جواب تو اب تک دیا نہیں اور آئندہ دیں تو اس کا جواب میرے ذمّہ نہیں کیونکہ یہ میرا آخری پرچہ ہے۔

سراجِ مُنیر جب نکلتا ہے تو دن ہوتا ہے یا رات؟ چراغ کی ضرورت رات کو ہوتی ہے یا دن کو۔ خدا نے ہمارے حضورؐ کو سُورج کہا۔ سراج، سُورج، س۔ر۔ج دونوں کا مادّہ ہے۔ج۔ ر۔غ نہیں ہے ذرا سوچ کر جواب دیا ہوتا سراج کا لفظ قرآن میں جہاں جہاں سراج کہا وہاں سُورج ہی کے معنی ہے چراغ کا نہیں۔ جَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا (سورۂ نوح) وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا (عم) دیکھا آپ نے سراج سُورج کو کہتے ہیں چراغ کو نہیں چراغ رات کو جلتا ہے اور دن کو تمام روشنیاں بے کار ہیں۔ کیوں لوگوں کو اِدھر اُدھر کی اُردو فارسی لُغت دکھا کر دھوکہ دیتے ہو۔ ابنِ کثیر اور شہادت القرآن کے دو حوالے پر آپ کی جماعت نے اعتراض کیا ہے۔ ای۔ اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میرے فریق مخالف نے میرے ان گنت حوالوں کو صحیح تسلیم کر لیا صرف دو پر اعتراض کیا۔ ایک میں صفحہ غلط لکھ گیا تھا اور ایک پہ مرزا جی کی کتاب سے دوسری کتاب کا نام لکھ دیا تھا مگر انھوں نے یہ تو سوچا کہ یہ دونوں ہی کتابیں مرزا جی کی ہیں کیا اپنے نبی کی کتاب میں سے شہادت القرآن کو شمار نہیں کیا۔ ابن کثیر مستند تفسیر ہے مگر جن حوالوں کو آپ نے خود دیکھا حوالہ منگا کر ہم سے دیکھا تو کیا یہ حوالے پہلے آپ کی نظر میں نہیں آئے تھے۔ آپ نے مرزا جی کی کتابوں کو دیکھ کر اُن کا مذہب قبول کیا تھا یا نہ دیکھ کر خیر اگر نہیں دیکھ کر کیا تھا تو ان دو تین حوالوں کو سرِدست ملتوی رکھ کر باقی جو حوالے مرزا جی کے میں نے دیا ہے اُن تمام کو تو آپ نے آٹو میٹک لی صحیح تسلیم کر لیا اب آپ ہی کہیں کہ مرزا جی اپنی کتابوں کے حوالے سے آخری نبی آپ کے لیے ہوئے یا نہیں۔

مرزا جی کی ایک آخری تحریر پیش کرتا ہوں "تمام مسلمانوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس عاجز کے رسالے "فتح الاسلام" و "توضیح المرام" و "ازالۃ الاوہام" میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے یا یہ کہ محدثیت جزوی نبوت ہے یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے، یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں میں محمول نہیں ہیں بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں کی رُو سے بیان کئے گئے ہیں ورنہ حاشا وکلّا (قسم سخت۔ اسماعیل) مجھے نبوت حقیقی کا دعویٰ نہیں ہے بلکہ جیسا کہ میں کتاب "ازالہ اوہام" کے صفحہ ۱۳۷ میں لکھ چکا ہوں میرا اس بات پر ایمان ہے کہ ہمارے سیّد و مولیٰ محمّد مصطفٰےؐ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیأ

ہیں۔ سو میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ اِن لفظوں سے ناراض ہیں اور اُن کے دلوں پر یہ الفاظ شاق ہیں تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصوّر فرما کر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں" (تبلیغ رسالت جلد ۲ صفحہ ۹۵)

اے اللہ کے بندو! اللہ کے لیے سوچو کہ مرزا جی نے کتنا کھُلا فیصلہ فرما دیا کہ میں جہاں بھی نبی کہا ہوں وہاں محدث سمجھو پھر تضاد بیانی بھی ملاحظہ ہو یعنی میں نے آخری نور خاتم الولد وغیرہ سے ثابت کر دیا ہے کہ مرزا اِدھر محدث بنتے ہیں اُدھر آخری نبی ان دونوں میں سے کسی ایک کو مانو اجرائے نبوت کو نہیں۔

ثبت دستخط احقر محمد اسماعیل عفی عنہ

۲۴/۱۱

(ثبت دستخط صدر مناظرہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ اجرائے نبوت پر جماعت احمدیہ کا چوتھا پرچہ

یہ ایک سنتِ الٰہی اور قانونِ قدرت ہے کہ جب زمین کے سوتے خشک ہونے لگتے ہیں تو دنیا ایک بے چینی اور اضطراب کے ساتھ آسمان کی طرف نگاہ اٹھاتی ہے۔ آخر جب بارانِ رحمت نازل ہوتی ہے تو زمین میں روئیدگی کی بے پناہ قوت پیدا ہوجاتی ہے اسی کے مطابق نظام روحانی بھی اپنے دائرے کے اندر کام کر رہا ہے، چنانچہ جب زمینی لوگوں کے اندر ہر قسم کے بگاڑ پیدا ہوجاتے ہیں اور وہ آسمانی تعلیمات سے سخت منحرف ہونے لگتے ہیں تو خدا تعالیٰ کمال رحمت سے اپنے کسی فرستادہ کو بھیجتا ہے جو گم گشتوں کے لیے شمع ہدایت کا کام دیتا ہے۔

یہ دونوں قسم کی سنتِ الٰہی ازل سے جاری ہے اور ابد تک جاری رہے گی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ روحانی اور جسمانی خشک سالی کے ازالہ کا انتظام کیا گیا ہے اور یہ انتظام ہر قوم میں ہوتا رہا ہے اور دنیا کی ہر قوم میں نبی برپا ہوئے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر (سورہ فاطر ع ۳)

اس طرح تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنی روحانی رحمت کی بارشیں برسائیں جن سے اپنے اپنے وقت تشنہ لب دنیا سیراب ہوتی رہی۔ پس نبوت خدا تعالیٰ کی ایک بہت بڑی رحمت ہے بدقسمت ہے وہ انسان جو اس نعمتِ عظمیٰ سے منہ پھیرتا اور اپنے گھر کے دروازے بند کر کے اپنے لیے تاریکی پیدا کر لیتا ہے۔

انہی روحانی بارشوں میں سے آخری بارش حضرت محمدؐ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ ہے اور ہمارا عقیدہ ہے کہ جب کبھی دنیا میں بگاڑ حد سے بڑھ جائے گا اسی محمدی بارش کے پانی سے سیراب کرنے والے برپا ہوتے رہیں گے۔

آج کل مسلمانوں کی کیا حالت ہے؟ اس کے لیے مولانا حالی کا مرثیہ اور ڈاکٹر اقبال کا شکوہ اور جوابِ شکوہ دیکھ لینا کافی ہے کہ وہ ان کی حالتِ زار کا آئینہ دار ہے۔

اے زمین اور اے آسمان! گواہ رہنا کہ جماعت احمدیہ یہ ثابت کرنا چاہتی ہے کہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلعم ہی سب سے افضل نبی ہیں اور حضور صلعم کی امت میں سے ہی اس آخری زمانے میں ایک شخص امتی نبی بن کر ظاہر ہونے والا تھا۔ اس کے برعکس ہمارے مدمقابل گویہ تو تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت رسولِ کریم صلعم کے بعد بھی نبی کی ضرورت ہے جو امتِ محمدیہ کی اصلاح کرسکے مگر وہ محمدی نبی نہیں ہوگا بلکہ ایک گزشتہ پرانا اسرائیلی نبی آسمان سے نازل ہوگا۔ ع

'بسوخت عقل ز حیرت ایں چہ بوالعجبی ست'

ہمارے مدِمقابل نے بار بار حضرت مرزا صاحبؑ کو آخری نبی قرار دے کر ہمارا دل دکھایا ہے۔ حالانکہ حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ تمام احمدیوں کو یوں خطاب فرماتے ہیں:-

"تمہارے لیے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآنِ شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے، جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوعِ انسان کے لیے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن، اور تمام آدم زادوں کے لیے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو، تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔" (کشتی نوح صفحہ ۱۳)

حضرات! ہم ایک بار پھر توجہ دلاتے ہیں کہ خدارا غور فرمائیے کہ ہمارے مدِمقابل نے ہمارے پیش کردہ (۲۹) دلائل کا کیا جواب دیا جو قرآنِ مجید، احادیث اور اقوالِ بزرگانِ سلف پر مشتمل ہیں۔ ہمارے مدِمقابل نے مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانیٔ مدرسۂ دیوبند کے حوالے پر بڑے طمطراق سے فرمایا تھا کہ ان کی کتاب "تحذیر الناس" کا صفحہ ۱۰ اور ۱۴ پڑھ لیجئے۔ ان کا فرض تھا کہ یہ دونوں حوالے درج کرتے مگر وہ اس کی جرأت نہیں کر سکے، کیوں کہ وہ دونوں حوالے ہماری تائید اور ان کی تردید کر رہے ہیں۔ چنانچہ مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی فرماتے ہیں:-

"ابوت معروفہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی مرد کی نسبت حاصل نہیں پر ابوت معنوی امتیوں کی نسبت بھی حاصل ہے اور انبیا کی نسبت بھی حاصل ہے انبیاؑ کی نسبت تو فقط خاتم النبیین شاہد ہے۔" (تحذیر الناس صفحہ ۱۰)

یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو خاتم النبیین ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ نبیوں کے باپ ہیں۔ پھر فرمایا:-

"اگر فرض کیجئے کہ آپؐ کے زمانے میں بھی اس زمین میں یا کسی اور زمین یا آسمان میں کوئی نبی ہو تو وہ بھی اسی وصفِ نبوت میں آپ کا محتاج ہوگا۔" (تحذیر الناس صفحہ ۱۴)

اس حوالہ میں بھی صاف مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اسی زمین یا کسی اور زمین یا آسمان پر نبی کا پایا جانا ممکن ہے۔ البتہ یہ ماننا پڑے گا کہ اس کی نبوت حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے فیض کی محتاج ہے اور یہی وہ حقیقت ہے جس پر ہم اس سارے مناظرے میں زور دیتے چلے آئے ہیں۔

ہم تہِ دل سے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانیٔ مدرسہ دیوبند کی اس خدا لگتی گواہی پر ان کے شکر گزار ہیں اور اپنے مدِمقابل سے بھی امید رکھتے ہیں کہ وہ اپنے اس روحانی جدِ امجد کی گواہی کے بعد یہ کہنا چھوڑ دیں کہ رسولِ کریم صلعم کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

ہمارے مدِمقابل نے سراسر بے محل اور بے موقعہ یہ راگ الاپا ہے کہ آلِ ابراہیمؑ سے مُراد اولادِ ابراہیمؑ ہے، حالانکہ مفردات راغب جو قرآنِ مجید کی بہترین لغت ہے اس میں لفظِ آل کے معانی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:-

" اذا قاموا بشرائط شریعته آله "

کہ جو لوگ کسی نبی پر ایمان لائے ہیں وہ اس کی آل کہلاتے ہیں۔ اس کے علاوہ خود قرآن مجید میں آیا ہے کہ " واغرقنا آل فرعون " جس کے صاف یہ معنیٰ ہیں کہ فرعون کے پیروؤں کو غرق کیا گیا تھا۔ گویا آل کے لفظ کے معانی متبع اور فرمانبردار کے بھی ہیں۔ لہٰذا حضرت مرزا صاحب ان معنوں کی رو سے آلِ ابراہیمؑ اور آلِ محمدؐ میں شامل ہیں۔

ہمارے مدِمقابل نے یہ کہہ کر ہمارے درودِ شریف والے استدلال کو رد کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت مرزا صاحب اولادِ ابراہیمؑ میں شامل نہیں، اس کو کہتے ہیں:-

' سوال گندم جواب چینا '

ہمارا استدلال تو یہ ہے کہ درودِ شریف میں آلِ محمدؐ یعنی اُمتِ محمدیہ کے لیے وہ برکتیں مانگی جاتی ہیں جو آلِ ابراہیمؑ کو ملی تھیں اور ان میں دُنیوی لحاظ سے سب سے بڑی برکت بادشاہت اور دینی لحاظ سے سب سے بڑی برکت نبوت تھی۔ سو اگر نعمت نبوت کا دروازہ بند ہو گیا ہے تو درودِ شریف میں اس نعمت کا استثنا ہونا چاہیئے تھا کہ اے خدا امتِ محمدیہ کو آلِ ابراہیمؑ والی برکات عطا کر۔ مگر اتنا خیال رہے کہ کہیں نبوت نہ دے دینا۔ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ۔

ہم نے 'میثاق النبیین' والی آیت پیش کر کے پوچھا تھا کہ اگر حضرت رسول کریم صلعم کے بعد نبوت کا دروازہ بند تھا تو آنحضرت صلعم سے اللہ تعالیٰ نے وہ وعدہ کیوں لیا جو تمام نبیوں سے لیا گیا تھا، اس کا مفاد یہ ہے کہ بعد میں آنے والے نبی پر ایمان لانا اس میثاق سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی آنے کا امکان ہے۔

ہمارے مدمقابل نے بڑی مشکل سے ابنِ کثیر کے حوالے سے یہ بات کہی ہے کہ وعدہ یہ تھا کہ دین کو قائم کیا جائے اور خدا کا پیغام پہنچایا جائے، کوئی ان حضرت مناظر سے اتنا تو پوچھے کہ جب وعدہ کی تفصیل خود قرآن مجید میں موجود ہے تو ابنِ کثیر کے دامن میں پناہ لینے کی کیا ضرورت ہے؟ قرآنِ کریم میں اس وعدہ کی تفصیل موجود ہے، جو چاہے ملاحظہ فرما سکتا ہے اور ہم بھی اپنے پرچوں میں اور اس پرچے میں بھی اس کا ذکر کر چکے ہیں۔

ہمارے مدمقابل نے ہم پر الزام لگایا ہے کہ ہم نے بعض کتابیں خلافِ شرائط پیش کر دی ہیں۔ اس کا جواب ہم پہلے دے چکے ہیں۔ مکرر عرض ہے کہ مولانا عبدالکریم جیلی، حضرت ابنِ عربی، امام ملّا علی قاری، امام شعرانی اور حضرت مولانا رومؒ اور حضرت عرباض بن ساریہ کے اقوال پیش کرنے کے لیے: الانسان الکامل، فتوحات مکیہ، موضوعات کبیر، مجمع البحار، الیواقیت والجواہر، کنز العمال اور مثنوی مولانا روم پیش نہ کرتے تو کیا بقول آپ کے صرف "خلائی حوالوں" پر اکتفا کرتے؟

حضرت مرزا صاحب نے خاتم النّبیّین ہونے کا کبھی دعویٰ نہیں کیا اور ہم تفصیل سے پہلے بیان کر چکے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے اپنے تئیں کبھی شرعی نبی نہیں کہا، چنانچہ آپ واضح طور پر فرماتے ہیں:۔

"خدا نے میرا نام نبی رکھا مگر بغیر شریعت کے، شریعت کا حامل قیامت تک قرآن ہے۔"

(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۶)

اور اربعین میں حضرت مرزا صاحبؑ نے الزامی طور پر جواب دیا ہے، جیسا کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی نے اپنی کتاب حجۃ الاسلام صفحہ ۱۷ پر تحریر فرمایا ہے کہ:۔

"اے حضرات مسیحی! ہمارا کام فقط عرض معروض ہے۔ سمجھانے کی بات سمجھ لینا تمہارا کام ہے۔ خدا سے التجا کرو کہ حق کو حق کر دکھلائے اور باطل کو باطل کر دکھلائے۔ بُرا نہ مانو تو سچ ہے کہ سچے عیسائی ہم ہیں۔"

تو کیا اس حوالے کی رُو سے آپ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانیٔ مدرسہ دیوبند کو جو آپ کے رُوحانی جدّ امجد ہیں آیندہ عیسائی کہا کریں گے؟

آپ نے "نختم علی افواھھم" اور "ختم اللہ علیٰ قلوبھم" وغیرہ آیات پیش کی ہیں اور بزعم خود سمجھا یہ ہے کہ اس مہر کے بعد نہ کوئی چیز ان کے دلوں کے اندر داخل ہو گی نہ اندر سے باہر نکلے گی اسی لیے آپ نے اس مہر کی مثال دال کے تھیلے سے دی ہے کہ جب تھیلا بند کر دیا جاتا ہے تو نہ کچھ باہر آسکتا ہے نہ کچھ اندر جا سکتا ہے مگر جس مہر کا مندرجہ بالا آیات میں ذکر ہے ان کے بارے میں تو قرآن شریف میں لکھا ہے:

"یَوْمَ تَشْهَدُ عَلَیْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ"

(سورۂ نور ع ۳)

نیز وہ کافر کہیں گے:۔

وقالوا لجلودھم لِمَ شھدتم علینا۔

یعنی وہ اپنے چمڑوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی، علاوہ ازیں جن لوگوں کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر کر دی تھی، کیا ان کے دلوں کی گندگی اور ناپاکی ہر وقت باہر نہیں آتی رہتی تھی؟

آپ شکایت کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کی کتابوں کے حوالے کیوں دیئے جاتے ہیں؟ بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ خود تراش تراش کر حضرت مرزا صاحب پر الزام لگاتے ہیں اور جب آپ کی اس سازش کا بھانڈا چوراہے میں پھوڑنے کے لیے خود حضرت مرزا صاحب کے اقوال ہم پیش کرتے ہیں تو آپ کو تکلیف ہو جاتی ہے۔ گویا ؎

نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے
گھُٹ کے مر جاؤں یہ مرضی مرے صیّاد کی ہے

آپ نے حضرت مرزا صاحب کی ایک لمبی تحریر پیش کی ہے کہ آپ نے فرمایا تھا کہ میری کتابوں میں نبی اور رسول کے الفاظ کو ترمیم شدہ سمجھو۔ یاد رہے کہ حضرت مرزا صاحب نے آپ حضرات کی تکلیف کا خیال کر کے ایسا فرمایا تھا ورنہ آپ اپنے دعوے پر از ابتدا تا انتہا بدستور قائم رہے۔ اس کی مثال تو بالکل ایسی ہی ہے کہ جب صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے معاہدہ کی شرائط تحریر فرمائیں تو کفار مکہ کو "رسول اللہ" کے الفاظ پر اعتراض پیدا ہوا اور انھوں نے کہا کہ ہم حضرت محمدؐ صلعم کو رسول نہیں مانتے اس لیے محمدؐ بن عبد اللہ لکھا جائے، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار مکہ کی ضد، ہٹ دھرمی اور ان کی تکلیف کے خیال سے حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ یہ الفاظ مٹا دو مگر حضرت علیؓ اس کے لیے تیار نہ ہوئے، تب

"محاہ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِیَدِہٖ"

(بخاری جلد ۲ صفحہ مصری)

یعنی آنحضرت صلعم نے اپنے ہاتھ سے اپنے نام سے رسول اللہ کے الفاظ مٹا دیئے اب اگر کوئی کج فہم اس سے یہ نتیجہ نکالے کہ حضرت رسول کریم صلعم نے اپنے دعویٰ رسالت سے رجوع کر لیا تو اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ ۔

اُلٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے

دے آدمی کو موت پہ یہ بد ادا نہ دے

آپ نے لکھا ہے سراج کے معنی سورج ہیں چراغ نہیں، حالانکہ ہم نے اپنے گزشتہ پرچے "تبیین القرآن" کا حوالہ دیا ہے کہ سراج سے مراد چراغ بھی ہے مگر آپ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کے علاوہ "مفردات راغب" جو قرآن کریم کی بہترین لغت ہے اس میں بھی سراج کے معنی چراغ لکھے ہیں۔

ہم نے "مع المومنین" والی آیت تو اس لیے پیش کی تھی کہ ایمان کے تقاضوں کو پورا کرنے والے اس دنیا میں بھی مومن ہوتے ہیں، قیامت کو بھی مومن ہوں گے، اسی طرح حضرت رسول کریم صلعم کے فرمانبردار اعلیٰ قدر مراتب اس دنیا میں بھی نبی، صدیق، شہید اور صالح ہوں گے اور قیامت کو بھی نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے زمرے میں اُٹھائے جائیں گے۔

اب آپ نے حدیث مشکوٰۃ کا حوالہ قبول کر لیا ہے۔ شکریہ! مگر پچھلے پرچے میں تو بڑے جزبز ہوئے تھے کہ اس کتاب کا نام کیوں لے دیا ہے۔ اسی طرح اگر سمجھ سوچ کر پرچہ لکھا کریں تو شبکی کا بہت کم موقع آئے گا۔

آپ کہتے ہیں کہ مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ امتِ محمدیؐ میں دجال آئیں گے! بجا ارشاد ہوا مگر اس میں یہ بھی تو لکھا ہوا ہے کہ مسیح اور مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی آئیں گے۔ اب یہ اپنی اپنی قسمت ہے کہ کسی کے حصے میں مسیح و مہدی آجائیں اور کسی کے حصے میں دجال آجائیں!!

آپ نے لکھا ہے کہ یہ تحریر باقی رہنے والی ہے۔ پرچے چھپ جائیں گے یہ بڑی خوشی کی بات ہے اور ہم بھی ایسا ہی

سمجھتے ہیں کلکتہ میں آپ کے ساتھ تقریباً پانچ گھنٹے میرا مناظرہ ہوا تھا، جس کا ذکر آپ نے خود ہی کیا ہے اور جسے آپ کے آدمیوں نے ٹیپ ریکارڈ کیا تھا اور ہم سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس ٹیپ ریکارڈ کی نقل ہمیں دے دیں گے، لیکن ہمارے اصرار کے باوجود انھوں نے اپنا وعدہ پورا نہ کیا اور کہہ دیا کہ ان کے اجلاسِ خاص میں یہ طے پایا گیا ہے کہ اس ریکارڈ کو تلف کر دیا جائے۔

حضرات! سوچئے پانچ گھنٹے مناظرہ ہوا اسے ٹیپ ریکارڈ کیا جائے۔ ٹیپ ریکارڈ کرنے والے ہمارے مدِمقابل کے ہم پیالہ و ہم نوالہ ہوں، اس کی نقل دینے کا ہم سے وعدہ کیا جائے، مگر مناظرہ سننے کے بعد جب ان کو ہمارے مدِمقابل کی علمی قابلیت اور مناظرانہ صلاحیت کا پتہ چلا تو وہ ریکارڈ ہی تلف ہو گیا۔ اور ہمیں تعجب ہے کہ ہمارے مدِمقابل کس طرح دیدہ دلیری سے آئے دن اس مناظرہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ اگر ان میں دیانت اور امانت ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس مناظرے میں انھیں کامیابی نصیب ہوئی تھی تو ذرا اپنے حواریوں سے اس ٹیپ ریکارڈ کی نقل تو دلوا دیں۔

حضرات! آپ نے دیکھا کہ ہمارے مدِمقابل نے کوئی ایک آیت قرآن سے یا کوئی ایک حدیث یا کوئی ایک قول کسی بزرگ کا بھی ایسا پیش نہیں کیا جس سے یہ ثابت ہو سکتا کہ حضرت رسولِ مقبول صلعم کے بعد ہر قسم کا دروازہ نبوت کے لیئے بند ہے۔ مزید برآں وہ ہمارے دلائل کو توڑنے اور ان کا رد لکھنے پر بھی قادر نہیں ہو سکے اور یہ ان کی بے بضاعتی اور علمی کم مائیگی کا روشن ثبوت ہے۔

انھوں نے بار بار الزام لگایا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے نعوذ باللہ آخری نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے، صاحبِ شریعت ہونے کا دعویٰ کیا ہے، حالانکہ یہ افترا اور بہتان ہے۔ ان الزامات کی تردید میں ہم حضرت مرزا صاحب کی ہی تحریر پیش کرتے ہیں، چنانچہ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں :-

"ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفٰے صلعم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشرِ اجساد حق اور روزِ حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جل شانہٗ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان مذکورۂ بالا حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعتِ اسلام میں سے ایک ذرہ کم کرے یا ایک ذرہ زیادہ کرے یا ترکِ فرائض یا اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ :

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اور اسی پر مریں اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف

سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لاویں اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالح کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنّت کی اجماعی رائے سے اسلام کہتے ہیں ان سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے اور جو شخص مخالف اس مذہب کے کوئی اور الزام ہم پر لگاتا ہے وہ جھوٹا ہے۔"

(ایام الصلح ص ۹۵، ۹۶)

(دستخط) محمد سلیم عفی عنہ
۲۴/۱۱/۶۳
(مولانا محمد سلیم، مناظر جماعت احمدیہ)

(دستخط صدر مناظرہ)

حصّہ سوّم

صداقت و عدم صداقت

حضرت مرزا غلام احمدؑ قادیانی مسیح موعود علیہ السلام

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
اما بعد فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى عبده المسيح الموعود
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مسئلہ پر

جماعتِ احمدیہ کا پہلا پرچہ

سامعینِ کرام! حضرت بانیٔ جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی صداقت کے متعلق جماعتِ احمدیہ کا یہ پہلا پرچہ ہے۔ آج سے تقریباً اسّی سال قبل مسلمانانِ عالم پر ایک جمود طاری تھا۔ ان کے عقاید میں ایک فتور برپا تھا۔ بے عملی اور بے حسی نے ان کے اعضاء و قویٰ کو مضمحل اور یکسر مفلوج کر دیا تھا۔ ان کے دل خلوص سے خالی تھے اور ان میں تعلیم کا وجود برائے نام رہ گیا تھا۔ اسلام کا صرف نام اور قرآن کی صرف رسم رہ گئی تھی۔ مسجدیں ویران اور مرثیہ خواں تھیں۔

مسلمانوں کی اس بے عملی اور جمود کو دیکھ کر اغیار کے حوصلے بڑھ گئے اور یہ سمجھ کر کہ اسلام ان کا صید زبوں ہے، اس پر حملہ آور ہو گئے۔ یوں تو سارے مذاہب نے اس پر یکبارگی حملہ کیا۔ مگر سب سے زیادہ منظم اور بڑا حملہ عیسائیت کا تھا۔ عیسائی مصنفین اور مستشرقین نے اسلام کے خلاف وہ گند اچھالا کہ الاماں والحفیظ!!
وہ دین جو بڑی شان و شوکت کے ساتھ جزیرۂ عرب سے نکل کر کرۂ ارض کی ایک چوتھائی آبادی کا مذہب بن چکا تھا بے یار و مددگار ہو کر رہ گیا، اسلام کی اس کس مپرسی اور مظلومیت کو دیکھ کر ایک دل تڑپا اور بے چین ہوا۔ اس نے صرف ایک شعر میں اس میدانِ جہاد کا یوں نقشہ کھینچا ؎

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواجِ یزید
دینِ حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین (درثمین فارسی)

بایں ہمہ آپ نے ببانگِ بلند اعلان فرمایا:-

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے ؎ کوئی دیں، دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلاوے ؎ یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا ؎ نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے
اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا ؎ کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے

(دُرِّثمین اردو)

اور فرمایا:۔

"مجھے خدا تعالیٰ کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی و بیرونی اختلافات کا حکم ہوں۔"

(اربعین ۲ صفحہ ۲)

نیز فرمایا:۔

"میں اسی خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں، جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیثِ صحیحہ میں خبر دی ہے، جو بخاری اور مسلم اور دوسری صحاح ...... میں درج ہیں۔ وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا ۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۱۳)

پھر فرمایا:۔

"جب تیرھویں صدی کا آخر ہوا اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے لگا تو خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعے مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے۔"

(کتاب البریہ صفحہ ۱۶۸ حاشیہ)

نیز فرمایا:۔

"میں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں جس کا نام سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی اللہ رکھا ہے۔"

(نزول المسیح صفحہ ۴۸)

اور پھر آپ نے اپنی تمام تر توجہ مدافعتِ اسلام کی طرف پھیر دی اور مخالفین اسلام کا ایسا تعاقب کیا کہ ان کو میدان چھوڑتے ہی بنی۔ آپؑ کو خدمتِ اسلام کا کتنا درد تھا اور آئے دن اسلام اور حضرت بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر ہونے والے حملوں سے آپ کس قدر دکھی تھے اس کے لیے آپ کی مندرجہ ذیل تحریر قابلِ غور ہے۔ آپ نے عیسائی پادریوں کی دل آزار کارروائیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

"ان لوگوں نے ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بیشمار بہتان گھڑے ہیں اور اپنے اس دجل کے ذریعے ایک خلق کثیر کو گمراہ کر کے رکھ دیا ہے۔ میرے دل کو کسی چیز نے کبھی اتنا دکھ نہیں پہنچایا، جتنا کہ ان لوگوں کے اس ہنسی ٹھٹھا نے پہنچایا ہے جو وہ ہمارے رسول پاک صلعم کی شان میں کرتے رہتے ہیں۔ ان کے دل آزار طعن و تشنیع نے جو وہ حضرات خیر البشر صلعم کی ذات والاصفات کے خلاف کرتے ہیں میرے دل کو سخت زخمی کر رکھا ہے۔ خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں اور خود میرے اپنے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور میں اپنی تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لیے یہ صدمہ بھاری ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں۔ پس اے میرے آسمانی آقا! تو ہم پر اپنی رحمت اور نصرت کی نظر فرما اور ہمیں اس ابتلائے عظیم سے نجات بخش۔"

(آئینہ کمالات اسلام کی عربی عبارت کا ترجمہ از ص۱۵)

حضرات! آپ نے سن لیا ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ کیا تھا اور یہ بھی کہ آپ کون سا مقدس مشن لے کر کھڑے ہوئے تھے۔ اب یہ آپ کا کام ہے کہ احمدیت کی تقریباً اسی سالہ تاریخ پر نظر ڈالیں عدل و انصاف سے کام لیں اور اندازہ لگائیں کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ اور اس کے بانی علیہ السلام کو کتنی شاندار کامیابی عطا فرمائی ہے۔

اب ہم ذیل میں قرآن مجید اور احادیث نبویہ کی روشنی میں حضور علیہ السلام کی صداقت کے دلائل پیش کرتے ہیں:۔

۱۔ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝

(سورۂ یونس ع ۲)

یعنی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار مکہ کے سامنے اپنی دعوے سے پہلی زندگی کی پاکیزگی کو اپنی صداقت کے طور پر پیش کیا تھا۔ اسی معیار کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی پرکھا جا سکتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"اب دیکھو خدا تعالیٰ نے اپنی حجت کو تم پر اس طرح پر پورا کر دیا ہے کہ میرے دعوے پر ہزارہا دلائل قائم کر کے تمہیں یہ موقع دیا ہے کہ تا تم غور کرو کہ وہ شخص جو تمہیں اس سلسلے کی طرف بلاتا ہے وہ کس درجہ کی معرفت کا آدمی ہے اور کس قدر دلائل پیش کرتا ہے اور

تم کوئی عیب افترا یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے تا تم یہ خیال کرو کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ اور افترا کا عادی ہے یہ بھی اس نے جھوٹ بولا ہوگا۔ کون تم میں ہے جو میری سوانح زندگی میں کوئی نکتہ چینی کر سکتا ہے۔ پس یہ خدا کا فضل ہے جو اس نے ابتدا سے مجھے تقویٰ پر قایم رکھا اور سوچنے والوں کے لیے یہ ایک دلیل ہے۔"

(تذکرۃ الشہادتین صـــ۶۲)

آپ کی اس تحدّی کے مقابلے میں ہم احمدیت کے ایک شدید مخالف مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی حسبِ ذیل تحریرات پیش کرتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں:-

"مؤلف براہینِ احمدیہ کے حالات و خیالات سے جس قدر ہم واقف ہیں ہمارے معاصرین سے ایسے واقف کم نکلیں گے۔ مؤلف صاحب ہمارے ہم وطن ہیں بلکہ اوائل عمر کے ہمارے ہم مکتب۔"

(اشاعت السنہ جلد ۷ نمبر ۹ صـــ۱۷۶)

پھر لکھا ہے:-

"مؤلف براہین احمدیہ مخالف و موافق کے تجربے اور مشاہدے کے رو سے اور اللہ حسیبہٗ شریعت محمدیہ پر قایم و پرہیزگار اور صداقت شعار ہیں"۔

(اشاعت السنہ جلد ۷ نمبر ۹ صـــ۲۸۴)

اسی طرح مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی سب سے پہلی اور عظیم الشان تصنیف "براہین احمدیہ" پر نہایت ہی شاندار ریویو لکھا تھا۔ یہ تحریریں اس بات کا ثبوت ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی قبل از دعویٰ زندگی یگانوں اور بیگانوں کی نظر میں ہر قسم کے جھوٹ اور افترا سے پاک تھی۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت کفارِ مکّہ کے سامنے یہ دلیل پیش کی تھی اور ان سے پوچھا "أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ" کہ کیا تم مجھے سچا سمجھتے ہو؟ تو لوگوں نے جواب دیا "مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ إِلَّا صِدْقًا" یعنی ہم نے تجھے ہمیشہ صادق پایا ہے۔ (بخاری جلد ۳ صـــ۱۰۶ تفسیر سورۃ الشعراء)، لیکن جب حضورؐ نے اس اقرار کے بعد اپنا دعویٰ نبوت پیش کیا تو ان لوگوں نے آپؐ کو ساحر اور کذّاب کہا۔ (سورہ ص ع ۱)

اسی طرح حضرت نوحؑ، حضرت ہودؑ، حضرت صالحؑ، حضرت لوطؑ، حضرت شعیبؑ جیسے عظیم الشان نبیوں نے بھی قوم کے سامنے اپنے تئیں رسولٌ امین کہہ کر پیش کیا جیسا کہ قرآن مجید میں صاف لکھا ہوا موجود ہے۔

(ملاحظہ ہو سورۃ الشعراء)

پس یہ نہایت ہی شاندار کسوٹی ہے، کسی مدعی کی سچائی کو پرکھنے کی۔ ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ بعد دعویٰ مدعی یا

کوئی عیب پیدا ہو جاتا ہے بلکہ یہ بتانا مقصود ہے کہ بعد دعوے کچھ دوست ہو جاتے ہیں اور کچھ دشمن، اس لیے دونوں کی گواہی اپنا اثر کھو دیتی ہے، اس لیے قرآن مجید نے صرف قبل از دعویٰ زندگی کو ہی معیار صداقت کے طور پر پیش کیا ہے، ورنہ ہمارا تو ایمان ہے کہ اگر پہلی زندگی نور ہوتی ہے تو دوسری نورٌ علیٰ نور ہوتی ہے۔ مشہور مقولہ ہے ع

"در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری است"

قرآن مجید نے اسی دلیل کو ایک اور رنگ میں بھی پیش کیا ہے فرمایا:-

یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَ ھُمْ ط

(البقرہ ع ۱۷)

یعنی اگر لوگ چاہیں تو ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کو اسی طرح پہچان سکتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اولاد کی جائز ولادت پر بجز اس کے کوئی گواہی نہیں ہوتی کہ اس کی ماں کی پہلی زندگی کو باعصمت زندگی سمجھا جائے۔ تو اگر ایک عورت بچہ جننے سے قبل اپنی پاک زندگی کی وجہ سے عصمت مآب اور عفیفہ مانی جا سکتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ ایک مدعی نبوت کی قبل از دعویٰ چالیس سالہ پاک زندگی اس کے دعوے کی صداقت پر دلیل نہ مانی جائے۔

۲۔ قرآن مجید نے فرمایا ہے:-

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِیْلِ ۙ لَاَخَذْنَا مِنْہُ بِالْیَمِیْنِ ۙ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْہُ الْوَتِیْنَ ۙ ط

(الحاقہ ع ۲)

کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جھوٹا الہام بنا لیتے تو اللہ تعالیٰ آپ کو پکڑ لیتا اور آپ کی رگ جان کاٹ دیتا۔ علمائے اسلام ہمیشہ اس آیت سے یہ استدلال کرتے چلے آئے ہیں کہ جھوٹا الہام بنانا ایسی جعلسازی ہے جسے اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا اور اگر کوئی ایسا شخص دنیا میں پایا جائے جو الہام کا دعویٰ کرتا ہو اور وہ اپنے اس دعوے میں جھوٹا ہو تو دعوئے الہام کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح تئیس ۲۳ سال کی مہلت نہیں پا سکتا۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ہے:-

"اگر یہ بات صحیح ہے کہ کوئی شخص نبی یا رسول اور مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کر کے اور کھلے کھلے طور پر خدا کے نام پر کلمات لوگوں کو سنا کر پھر باوجود مفتری ہونے کے برابر تئیس برس تک جو زمانہ وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے زندہ رہا ہے تو میں ایسی نظیر پیش کرنے والے کو بعد اس کے جو مجھے میرے ثبوت کے موافق یا قرآن کے ثبوت کے موافق ثبوت دے دے پانچ سو روپیہ نقد دوں گا ــــــ پندرہ روز تک ان کو مہلت ہے کہ دنیا میں تلاش کر کے ایسی نظیر پیش کریں۔"

(اربعین ۳ صفحہ ۱۸)

شرح عقائد نسفی میں جو اہل سنت والجماعت کے عقاید کی کتاب ہے لکھا ہے:۔

"فان العقل یجزم بامتناع اجتماع ھذہ الامور فی غیر الانبیاء۔۔۔۔

فی حق من یعلم انہ یفتری علیہ ثم یمھلہ ثلاثا وعشرین سنۃ"

(شرح عقائد نسفی ص۱۰)

کہ عقل اس بات کو ناممکن قرار دیتی ہے کہ یہ باتیں ایک غیر نبی میں جمع ہو جائیں اور وہ خدا تعالیٰ پر افترا کرتا ہو۔ پھر اس کو تیئیس ۲۳ سال کی مہلت مل جائے۔

اسی طرح مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری لکھتے ہیں:۔

"نظام عالم میں جہاں اور قوانین خداوندی ہیں، یہ بھی ہے کہ کاذب مدعی نبوت کی ترقی نہیں ہوا کرتی بلکہ وہ جان سے مارا جاتا ہے"

(مقدمہ تفسیر ثنائی ص۱۷)

نیز لکھا ہے:۔

"واقعات گزشتہ سے بھی اس امر کا ثبوت پہنچتا ہے کہ خدا نے کبھی کسی جھوٹے نبی کو سرسبزی نہیں دکھائی، یہی وجہ ہے کہ دنیا میں باوجود غیر متناہی مذاہب ہونے کے جھوٹے نبی کی امت کا ثبوت مخالف بھی نہیں بتلا سکتے۔۔۔۔ مسیلمہ کذاب اور عبداللہ عنسی نے۔۔۔۔۔ دعوے نبوت کے کئے اور کیسے کیسے خدا پر جھوٹ باندھے، لیکن آخر کار خدا کے زبردست قانون کے نیچے آکر کچلے گئے۔۔۔ ۔۔۔ تھوڑے دنوں میں بہت کچھ ترقی کر چکے تھے مگر تابکے"

(مقدمہ تفسیر ثنائی ص۱۷)

۳۔ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ط قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَیٰتٍ" الآیہ

(ھود ع۲)

یعنی سچا مدعی اگر معجزانہ کلام پیش کرے اور لوگ اس کی مثل بنانے سے عاجز رہ جائیں تو ان کا یہ عجز مدعی کی سچائی کی دلیل ہوگا، چنانچہ قرآن مجید نے اپنی سچائی کے لیے بڑے زور کے ساتھ اس دلیل کو پیش کیا ہے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے بھی اپنی مختلف کتابوں میں تمام علماء کو مقابلہ کا چیلنج دیا مگر کوئی مقابلہ نہ کر سکا، حضرت مرزا صاحب نے فرمایا تھا۔

"خدا تعالیٰ ان کے قلموں کو توڑ دے گا اور ان کے دلوں کو غبی کر دے گا"۔

(اعجاز احمدی ص۳۷)

آپ نے اعجاز احمدی کا مقابلہ کرنے والوں کے لیے دس ہزار روپیہ اور اعجاز المسیح کا مقابلہ کرنے والوں کے لیے پانچ سو روپیہ انعام بھی مقرر کیا تھا۔

۴۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ ... الآیہ

(سورۂ جمعہ ع ۱)

اس آیت کا مفاد یہ ہے کہ جھوٹا آدمی اپنے لیے کبھی بددعا نہیں کر سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے:-

اے قدیر و خالق ارض و سما — اے رحیم و مہربان و رہنما
اے کہ می داری تو بر دلہا نظر — اے کہ از تو نیست چیزے مستتر
گر تو می بینی مرا پر فسق و شر — گر تو دیدہ استی کہ ہستم بد گہر
پارہ پارہ کن من بدکار را — شاد کن ایں زمرۂ اغیار را
آتش افشاں بر در و دیوار من — دشمنم باش و تبہ کن کار من
ور مرا از بندگانت یافتی — قبلۂ من آستانت یافتی
در دل من آں محبت دیدۂ — کز جہاں آں راز را پوشیدۂ
با من از روئے محبت کار کن — اندکے افشائے آں اسرار کن

(حقیقۃ المہدی و درثمین فارسی)

۵۔ قرآن مجید میں لکھا ہے:-

فَاَنْجَیْنٰهُ وَاَصْحٰبَ السَّفِیْنَةِ وَجَعَلْنٰهَآ اٰیَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝

(عنکبوت ع ۲)

یعنی حضرت نوح علیہ السلام کا کشتی میں بیٹھ کر طوفانِ نوح سے نجات پا جانا اور باقی لوگوں کا غرق ہو جانا، حضرت نوحؑ کی سچائی کی دلیل ہے۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب کا الہام ہے:

"اِنّی احافظ کلّ من فی الدار و احافظك خاصّة"

(تذکرہ ص۵۱۸)

جس کا مطلب یہ ہے کہ تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر رہنے والے طاعون سے بچائے جائیں گے اور تو بھی طاعون سے محفوظ رہے گا۔ گویا اللہ تعالیٰ نے آپ کے گھر کو نوحؑ کی کشتی بنا دیا۔ نوحؑ کشتی میں بیٹھ کر طوفانِ نوحؑ سے بچ گئے تھے اور حضرت مرزا صاحب پر ایمان لانے والے آپ کے مکان میں رہ کر طاعون سے محفوظ ہو گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب دافع البلاء کے صفحہ ۱۸ پر لکھا ہے جس کا مفاد یہ ہے کہ اگر کوئی مردِ میدان ہے

تو میری طرح قبل از وقت اپنے مقام کے طاعون سے محفوظ رہنے کی پیشین گوئی کرے، پھر اگر وہ مقام سب سے پہلے طاعون میں مبتلا نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں۔

۶۔ قرآن مجید میں بڑی کثرت کے ساتھ یہ مضمون بیان ہوا ہے کہ جھوٹے کبھی کامیاب نہیں ہوتے بلکہ مفتری تباہ و برباد کر دیئے جاتے ہیں۔ اس معیار کے رو سے بھی حضرت مسیح موعودؑ صادق ٹھہرتے ہیں۔ آپ کا مقصد یہ تھا کہ اسلام کا بول بالا ہو اور غیروں کی طرف سے جو حملے اسلام پر کئے جاتے ہیں ان کا دفع کیا جا سکے اور آپ ایک ایسی جماعت قایم کرنے میں کامیاب ہو جائیں، جو آپ کے اس مشن کو ہمیشہ جاری رکھ سکے۔ سو دوست اور دشمن گواہ ہیں کہ حضرت مرزا صاحب اپنے اس مقصد میں ہر طرح کامیاب اور کامران ہوئے ہیں اور یہ آپ کی سچائی کی علامت ہے۔

۷۔ قرآن مجید میں لکھا ہے:-

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (روم ع۵)

پھر فرمایا:-

وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝

(سورۂ جمعہ)

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی زمانہ مامور الٰہی کے ظہور کا ہوتا ہے۔ اقتراب الساعۃ ص۱۳ پر لکھا ہے:-

"اب اسلام کا صرف نام قرآن کا فقط نقش باقی رہ گیا ہے مسجدیں ظاہر میں تو آباد ہیں، لیکن بالکل ویران۔ علماء اس امت کے بدتر ان کے ہیں۔"

غرض یہ زمانہ پکار پکار کر کہہ رہا تھا کہ اس وقت کسی کو ظاہر ہونا چاہیئے تھا، اس لیے حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ہے:-

"وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا"

(درثمین اردو)

۸۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ ۚ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُونَ ۝

(سورۂ یونس ع۲)

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سچے اور جھوٹے کا مقابلہ ہوگا تو ہمیشہ سچے ہی غالب آئیں گے۔

اب ظاہر ہے کہ موجودہ زمانے کے مولوی اور دوسرے مخالفین قدم قدم پر روڑے اٹکاتے رہے اور انھوں نے کوشش کی کہ کوئی مرزا صاحب کو مان نہ سکے مگر

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

ان کی کچھ پیش نہ گئی اور احمدیت چار دانگ عالم میں پھیل گئی اور دنیا کے بہت سے ممالک میں اسلام کا پرچم لہرانے لگا ہے :-

۹- اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے :-

یٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ

(ھود ع ۶)

یعنی صالحؑ کی قوم ان سے بڑی بڑی امیدیں وابستہ کئے ہوئے تھی۔ مگر جب صالحؑ نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا تو ان کی تمام آرزوؤں پر پانی پڑ گیا، گویا دعوے سے پہلے تو صالحؑ سے ان کو بڑی بڑی امیدیں تھیں دعویٰ سننے کے بعد ان کو نکما اور حقیر جاننے لگے اور کاذب قرار دیا۔ اسی طرح حضرت مرزا غلام احمدؑ صاحب کے ساتھ واقعہ پیش آیا جو آپ کی سچائی کی دلیل ہے۔

شد دستخط
محمد سلیم عفی عنہ
۶۳/۱۱/۲۵
(مولانا محمد سلیم مناظر جماعت احمدیہ)

(شد دستخط صدر مناظرہ)

کذبِ مرزا پر پہلا پرچہ

منجانبِ اہلِ سُنّت والجماعت یادگیر ۲۵ نومبر ۶۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد

برادرانِ اسلام! — السلام علیکم

آج آخری موضوع شروع ہوا، حالانکہ یہ پہلے دن شروع ہونے کا تھا، کیونکہ اگر ایک شخص کی صداقت ثابت ہو جاتی ہے تو وہ جو بھی کہے سچ ہی ہوگا۔ مگر یہاں اُلٹی منطق ہے۔ خیر مولوی سلیم صاحب نے جو دلائل مرزائی کی صداقت پر دیا ہے وہ دلائل معیارِ نبوت کے ہیں حالانکہ مرزاجی نے "آئینہ کمالاتِ اسلام" صفحہ ۲۷۵ پر خود ہی فیصلہ فرمادیا ہے کہ انبیاء کی طرح میری آزمائش کرنا ایک قسم کی ناسمجھی ہے تو مولانا سلیم آپ نے خواہ مخواہ ناسمجھی مول لیا۔ مدعی کہتا ہے مجھے اس طرح آزمائش نہ کرو اور آپ زبردستی آیاتِ قرآنی اور احادیث کو توڑ مروڑ کر اپنے حسبِ منشاء مرزاجی پر چسپاں کرتے چلے جاتے ہیں۔ حالانکہ کل میں نے تبلیغ رسالت کے تین حوالے تین پرچے پر دیا تاکہ آپ یقین کریں کہ مرزاجی خود اپنے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ ان کا فرمان ہے کہ نبی کو کاٹو۔ محدث مانو۔ آپ کو دہلی کی جامع مسجد کے حلف پر بھی یقین نہیں آیا یا ان کے اعلان کاذب و کافر پر بھی یقین نہیں آیا۔ جب آپ کو ہی خود مرزاجی کی ہدایت پر یقین نہیں تو پھر خواہ مخواہ دوسروں کو ان کے مذہب پر چلنے کی کیوں تبلیغ کرتے ہو، لہٰذا پہلے ہم آپ کی چند دلیل کی خبر لیتے ہیں۔ آپ نے 'لو تقول' والی آیت کو پیش کر کے تیئس سال کی مدت کو معیار قرار دیا ہے۔ حالانکہ آپ کو معلوم نہیں یہ خوش قسمتی سے یہ علاقہ (یادگیر) بھی پنجاب سے نبی سازی میں کم نہیں یہاں بھی ایک نبی عبداللہ تیماپوری پیدا ہوئے۔ آج اسی مجلس میں ان کے دیکھنے والے بے شمار موجود ہیں۔ وہ کم از کم نوّے سال جئے اور نبوت کو وراثت پر چھوڑ گئے۔ اگر تیئس سالہ میعادِ نبوت ہو تو دنیا میں کسی نبی کو اپنی اُمت دیکھنی نصیب نہ ہو، کیونکہ سب انتظار کریں گے دیکھو مدت گزرتی ہے یا نہیں، قتل ہوتا ہے یا مرتا، جب نبی مدت گزار کر اپنی موت مرے گا اس وقت اُمت کہے گی افسوس افسوس وہ تو نبی تھا۔ بھلا قرآن ایسا بھی معیار مقرر کرسکتا ہے؟ اسی لیے عبداللہ تیماپوری کافی دن زندہ رہے اور مرزاجی دعویٰ نبوت کے بعد کل زیادہ سے زیادہ چھ سال۔ مولوی سلیم ناراض نہ ہونا ایک بڑے پتہ کی بات کہتا ہوں، کیونکہ یہ جنت دوزخ کا معاملہ ہے۔ آج تک دُنیا میں ہم نے کہیں نہیں دیکھا کہ مال لانے والا اپنے مال کی پہچان کا طریقہ مقرر کرے بلکہ گاہک کو یہ حق ہر جگہ

حاصل ہے۔ ہم کو حضور کی نبوت چھوڑ کر مرزا قادیانی کا کلمہ۔ دین۔ قرآن۔ نماز۔ حج وغیرہ اختیار کرنے کی آپ دعوت دیتے ہیں۔ آپ یا تو بیوپاری ہیں یا میزبان اور ہم یا تو گاہک ہیں یا مہمان، لہذا ہم کو حق ہے کہ آپ جس چیز کو ہم کو دیتے ہیں اس کو پرکھیں کہ سونا ہے یا پیتل، اپنا اطمینان اپنے قاعدے سے ہر گاہک کرتا ہے۔ مگر آپ کہتے ہیں کہ اس سونے کو کسوٹی پر مت کسو، ایسڈ ٹسٹ مت کرو، آگ پر مت تپاؤ، مت کوٹو، تو اگر دنیا کا کوئی گاہک بیوپاری کے شرائط صداقت پر مال خریدتا ہوتا تو ہم بھی خریدتے، مگر دنیا میں ہر چیز نقلی بھی ہے اور اصلی بھی اسی طرح اصلی و نقل کا پہچان بھی ہے، یہاں تک کہ جب دنیا پر نقلی خدا ہوئے ہیں تو نقلی نبی نہیں ہو سکتے۔ تو کیا آپ عبد اللہ تیما پوری کو یا قادیان کے نور احمد کابلی کو اصلی نبی مانتے ہیں۔ لہذا اشرافت اور پیش گوئی، اسی دو کو معیار قرار دو۔ خود مرزا جی "استفتاء صـ۳" پر فرماتے ہیں کہ توریت اور قرآن نے نبوت کا بڑا ثبوت پیش گوئی کو قرار دیا۔ لہذا پہلے مرزا جی کو پیش گوئی کے معیار پر ان کے کہنے کے مطابق جانچتے ہیں۔ مرزا صاحب نے محمدی بیگم کی شادی کی پیش گوئی کو اپنی صداقت کا معیار قرار دیا ہے، بہت ہی عظیم الشان نشان مانا ہے "شہادت القرآن صـ۷۵" اس پر مرزا جی نے محمدی بیگم کی دوسری جگہ شادی ہو جانے کے باوجود بھی اپنے نکاح میں دوبارہ آنے کی پیش گوئی کی ہے، بلکہ "انجام آتھم" صـ۳۱ و صـ۲۱۶ وغیرہ میں تو عربی میں تو عربی سجی کی بھرمار کردی ہے۔ "الحق" میں ایک

"فلا تکونن من الممترین سیردھا الیک"

اس کو چھ جزو قرار دیا ہے۔ "آئینہ کمالات صـ۲۶۲" پر جزو ۱ میرا زندہ رہنا ۲ نکاح کے وقت تک اس کے باپ کا زندہ رہنا کہا ہے۔ "شہادت القرآن صـ۷۵" پر ۳ جزو یہ ہے احمد بیگ تا روز شادی دختر کلاں فوت نہ ہو۔ غرضیکہ بے شمار جگہ بڑی طاقت سے صرف اسی ایک پیش گوئی کو مسلمانوں کے لیے بہت ہی عظیم الشان نشان اور معیار صدق و کذب قرار دیا ہے۔ مگر آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ پیش گوئی برائے نام بھی پوری نہ ہوئی بلکہ چھ کے چھ جزو میں سے ایک بھی پورا نہ ہوا۔ آپ شاید نوٹ بک دیکھ کر فوراً یہ جواب دے دیں کہ احمد بیگ میعاد کے اندر مر گیا۔ گھر والے ڈر گئے تو ہی تو ہی اشرطا بھی اس لیے یونس کی پیش گوئی کی طرح یہ معاملہ ٹل گیا۔ مگر دوست آپ کے احمدیہ نوٹ بک نے یہاں صریح دھوکا دیا ہے۔ احمد بیگ کی موت کو مرزا صاحب اس وقت تک موقوف کرتے ہیں جب تک کہ وہ اپنی لڑکی کی شادی مرزا جی سے نہیں کر دیتا۔ غور سے "شہادت القرآن" کو دیکھو۔ لہذا اگر احمد بیگ میعاد کے اندر مر گیا تو یہ تو مرزا جی کا ایک ساتواں کمال ہوا یعنی پہلے کی چھ جزو ابھی پورے تو کیا ہوتے کہ ایک ساتواں جھوٹ ثابت ہو گیا مرزا جی جس کو اپنی شادی تک بچانا چاہتے تھے وہ چل بسا۔

۲۔ میں مکہ میں مروں گا یا مدینہ میں۔ "تذکرہ صـ۵۳۶" تم بتاؤ مرزا جی کہاں مرے لہذا یہ پیش گوئی بھی غلط۔

۳۔ مولوی محمد حسین بٹالوی ایمان لائیں گے "استفتاء صـ۲۲" افسوس کہ مرزا جی کی یہ آرزو بھی پوری

نہ ہو سکی ۔ وہ اللہ کے شیر اسلام پر قایم رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے ہاں چل دیئے ۔

۴ ۔ چوتھی پیش گوئی میاں منظور محمد کے یہاں لڑکے کی ہے ۔ بڑی زوردار ہے سُنئے ۔ الہام الٰہی سے معلوم ہوا کہ میاں منظور محمد کے یہاں محمدی بیگم کا ایک لڑکا پیدا ہوگا "تذکرہ ص۵۶۳"۔ لڑکا ضرور ہوگا، بعد میں ہوگا مگر ضرور ہوگا کیونکہ وہ خدا کا نشان ہے " دی ورڈ اینڈ ٹو گرلز " دو لڑکیاں پہلے سے موجود ہیں اب ورڈ آئے گا۔ "تذکرہ ص۵۱۴" لڑکے کے نام سن لیجئے شاید آپ کو کچھ جواب سمجھ میں آجائے کہہ دیجئے کہ اس لڑکے سے مُراد خلیفہ محمود صاحب اور اس کی ماں سے مُراد خلیفہ صاحب کی والدہ۔ دوست اگر اس قسم کی تاویل سے مرزاجی کی پیش گوئی اور نبوت ثابت ہوتی تو پھر ہمارے تیما پوری تو علاقائی نبی تھے۔ ان کو چھوڑ کر یادگیر والوں کو پنجاب تک جانے کی ضرورت نہیں۔ وطن پرستی ایمان کی نشانی ہے۔ ہاں تو لڑکے کا نام سُن لو کلمۃ العزیز۔ کلمۃ اللہ خاں۔ ورڈ ۔ بشیر الدولہ ۔ شادی خاں۔ عالم کباب ۔ ناصر الدین ۔ فاتح الدین ۔ ھذا یوم مبارک ۔ تذکرہ ص۵۶۸ ۔

مگر اتنے زور شور کے دعوے کے بعد منظور محمد کا لڑکا ہوا؟ یا لڑکی ہوئی۔ محمدی بیگم لڑکے کی ماں کا کیا ہوا؟ زندہ رہی یا مُردہ؟ پھر اس لڑکی کا کیا ہوا ۔ افسوس کہ مرزاجی کی اتنی زوردار پیش گوئی اس طرح ختم ہوگئی۔ اور ایک پیشگوئی سُن لو۔ قادیان میں طاعون نہیں آئے گا اس لیے کہ یہ نبی کا مقام ہے۔ دارالامن ہے "ایام الصلح ص۱۰۱" ۔ ستر برس بھی طاعون رہے قادیان محفوظ رہے گا "دافع البلاء ص۱" ۔ کیا ہوا کیا قادیان میں طاعون نہیں آیا اور زوروں سے آیا۔ خود مرزاجی نے اپنے گھر کو کشتیٔ نوح بتایا تھا۔ چندہ کی اپیل کی تھی۔ اس کشتیٔ نوح کے اندر بھی طاعون آیا۔ حتیٰ کہ مرزا صاحب جس کھاٹ پر تشریف فرما ہیں اس پر بھی طاعون۔ ہمت ہے تو حوالہ مانگو۔ قدرتِ خدا کا تماشا دیکھو۔

طاعون سے عام لوگ مرے یا کچھ خاص بھی مرے؟ مرزاجی کے ماننے سے طاعون آیا تھا یا نہ ماننے سے۔ جب نہ ماننے سے آیا تھا تو پھر مرزاجی نے ڈھائی ہزار روپے خرچ کر کے دوا تریاقِ الٰہی کیوں بنائی۔ "ایام الصلح ص۱۰۱" اس دوا کو کون کھائیں گے ماننے والے یا نہ ماننے والے۔ سوچ کر جواب دو بڑا کٹھن مرحلہ ہے۔

مرزاجی کے ایک مُرید ڈاکٹر عبدالحکیم تھے۔ یہ اصحابِ بدر میں سے ہیں دیکھو "ضمیمہ انجام آتھم ص۴۳"۔ مرزاجی نے ان کی بہت تعریف کی ہے۔ دیکھو "ازالہ ص۳۲۵" یہ مرزاجی کے آئے دن کے نئے نئے دعووں سے تنگ آکر مرزاجی کے خلاف ایک کتاب لکھا "کانا دجّال" اس میں مرزاجی کی موت کی پیش گوئی کرتا ہے۔ آسانی کے لیے نقشہ دیتا ہوں تاکہ آسانی سے سمجھ لو۔

عبدالحکیم کے جواب میں مرزاجی کی وحی	عبدالحکیم کا الہام ۱۲ر جولائی ۱۹۰۶ء مرزا
اب فرق بین صادق و کاذب	صرف کذاب ہے تین سال زندہ رہے گا۔
اس کے جواب میں مرزاجی ۵ر نومبر ۱۹۰۶ء میں تیری عمر کو بھی بڑھا دوں گا۔	یکم جولائی ۱۹۰۷ء ۔ مرزا کی میعادِ موت سے دس ماہ گیارہ دن اور کم کیا۔

مرزاجی نے جواب دیا۔
خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ خدا اس کو (عبدالحکیم) کو ہلاک کرے گا

۱۶ر فروری ۱۹۰۸ء۔ مرزا ۴ر اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جائے گا۔

نتیجہ

مرزاجی ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء کو رخصت عبدالحکیم زندہ

تو مرزا جی کو جو خدا نے وعدہ کیا تھا اس کو دائیں طرف دیکھ لیں۔ وہ سب کہاں گیا "تک" اور "کو" کا جواب نہ دیں۔ خود مرزاجی نے "چشمۂ معرفت" میں تک لکھا ہے۔ جواب اسی پر اکتفا ہے۔ آپ نے کچھ آیات نقل کئے جواب آہستہ آہستہ دوں گا۔ لقد لبثت فیکم کا جواب کا عدالت کی کارروائی یا مختاری کا امتحان اور فعل یا محمدی بیگم کی پیشگوئی یا عبدالحکیم کی پیشگوئی۔ کسی ایک کو مقرر کرو اور قدرت خدا کا تماشا دیکھو۔

"ظہر الفساد فی البر" کا جواب یہ کہ جب ست جگ آگیا مرزاجی رودر گوپال۔ اور جے سنگھ اور آریوں کے بادشاہ وغیرہ بن کر چلے گئے مگر فساد بڑھتا ہی گیا گرانی بڑھتی گئی۔ گاڑی آئی بھی اور چلی بھی گئی مگر سگنل ابھی تک ڈاؤن ہے۔ اب اس کے بعد مرزا صاحب کو ہم دوسرے معیار سے جانچیں گے۔ مولوی سلیم ہم گاہک ہیں معیار اصلی ونقلی مقرر کرنا ہمارا کام ہے تمہارا نہیں۔ تم پنجاب سے ایک مذہب لائے ہو۔ ہمارے پاس مکہ اور مدینہ منورہ کا چودہ سو سال کا مذہب موجود ہے۔ ہم دونوں مذہب کا دونوں ہی کا مقابلہ اپنے عقل سے اور نقل سے کر کے اطمینان کریں گے۔ مگر یار تم عجب بیوپاری ہو کہ مال بھی تم ہی لائے اور معیار اصلی ونقلی بھی تم مقرر کرو گے۔ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔

دستخط۔ احقر محمد اسمعیل عفی عنہ
۲۵ ۱۱/۶۳

مناظر اہل سنت والجماعت۔ فاضل دیوبند۔ صدر جمعیۃ العلماء اڑیسہ۔ رکن مرکزی عاملہ جمعیۃ علماء ہند دہلی۔ رکن اڑیسہ مسلم وقف بورڈ۔ مہتمم مدرسہ عربیہ اسلام سونگڑہ۔ ڈاکخانہ کوڈ۔ ضلع کٹک اڑیسہ۔

نوشتہ بماند سیاہ بر سفید   فرسندہ را نیست فسردہ آید

سوچ کر جواب دو

(دستخط صدر مناظرہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جماعت احمدیہ کا دوسرا پرچہ

معزز سامعین!

آپ حضرات نے ہمارے مدمقابل کا جواب سن لیا ہے۔ ہم کو اس جواب پر کوئی تعجب نہیں کیونکہ وہ ہمارے لیے نیا نہیں ہے۔ بھلا دنیا میں وہ کون سا نبی ہوا ہے جس کی مخالفت نہیں کی گئی اور اس کا مذاق نہیں اڑایا گیا اور اس پر بہتان نہیں باندھے گئے۔ پس ہمیں اس جواب پر ذرہ بھی حیرت نہیں ہوئی "الاِنَاءُ یَترَشّح بمافیہ"۔ برتن میں سے وہی ٹپکتا ہے جو اس کے اندر ہوتا ہے۔ تقریباً اسی۸۰ سال سے احمدیت کے مخالفین ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں تاکہ کسی طرح اس کی ترقی کو روک سکیں مگر وہ بری طرح ناکام و نامراد اور خائب و خاسر رہے ہیں۔

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

"اے نادانو اور اندھو! مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا جو میں ضائع ہو جاؤں گا، کس سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتھ ہلاک کر دیا جو مجھے ہلاک کرے گا۔ یقیناً یاد رکھو اور کان کھول کر سنو کہ میری روح ہلاک ہونے والی روح نہیں اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں۔ مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں میں کسی کی پروا نہیں کرتا۔ میں اکیلا تھا اور اکیلا رہنے پر ناراض نہیں۔ کیا خدا مجھے چھوڑ دے گا۔ کبھی نہیں چھوڑے گا۔ کیا وہ مجھے ضائع کر دے گا۔ کبھی نہیں ضائع کرے گا۔ دشمن ذلیل ہوں گے اور حاسد شرمندہ اور خدا اپنے بندے کو ہر میدان میں فتح دے گا۔ میں اس کے ساتھ وہ میرے ساتھ ہے۔ کوئی چیز ہمارا پیوند نہیں توڑ سکتی اور مجھے اس کی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے دنیا اور آخرت میں اس سے زیادہ کوئی چیز بھی پیاری نہیں کہ اس کے دین کی عظمت ظاہر ہو، اس کا جلال چمکے اور اس کا بول بالا ہو، کسی ابتلا سے اس کے فضل کے ساتھ مجھے خوف نہیں اگرچہ ایک ابتلا نہیں کروڑ ابتلا ہوں ابتلاؤں کے میدان میں اور دکھوں کے جنگل میں مجھے طاقت دی گئی ہے ؎

من نہ آنستم کہ روز جنگ بینی پشت من
آں منم کاں درمیانِ خاک وخوں بینی سرے

(انوار الاسلام ص ۲۱، ۲۲)

حضرات! ہم اپنے گزشتہ پرچے میں قرآن مجید میں سے نو دلائل پیش کر چکے ہیں، جن سے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعودؑ کی سچائی روزِ روشن کی طرح ثابت ہے۔ ہمارے مدِمقابل نے ان کو چھوا تک گوارا نہیں کیا اور عذر یہ کیا ہے کہ صاحب! مال بھی آپ کا اور پرکھنے کا طریقہ بھی آپ مقرر کریں؟ ہمیں ان کی عقل پر تعجب آتا ہے۔ اگر کفارِ مکہ یہی بات حضرت رسول پاک صلعم سے کہتے تو آپ کیا جواب دیتے۔ بلکہ حد تو یہ ہے کہ انھوں نے یہی بات کہی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے کوئی پروا نہ کی۔ کیا آپ نے سورہ بنی اسرائیل میں یہ نہیں پڑھا کہ مکہ کے کافر آنحضرت صلعم کے پیش کردہ دلائل پر توجہ کرنے کی بجائے اپنی طرف سے من گھڑت طریقے پیش کیا کرتے تھے، چنانچہ انھوں نے کہا تھا:

"اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ۭ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ۭ"

یعنی اگر آپ سچے ہیں تو آسمان پر چڑھ کر دکھایئے۔ مگر ہم کو آپ کے آسمان پر چڑھنے کا یقین اس وقت آئے گا جب کہ آپ وہاں سے کوئی تحریر بھیجیں گے جو آپ کے وہاں پہنچنے کی رسید ہو گی۔

ہم اپنے گزشتہ پرچوں میں مندرجۂ بالا حقیقت پر کافی سے زیادہ روشنی ڈال چکے ہیں اور آج پھر اپنے مدِمقابل کے ذکر چھیڑنے پر ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ اگر ان میں ہمت ہے، کوئی دم خم ہے تو اس کا جواب دیں اور لگے ہاتھوں یہ بھی بتا دیں کہ قرآنِ مجید میں آنحضرت صلعم کی سچائی کے جو دلائل پیش کیے گئے ہیں وہ کافروں کے تجویز کردہ ہیں یا اللہ تعالیٰ کے، جن کو اللہ کے رسول نے مخالفین کے سامنے اپنی صداقت پرکھنے کے لیے پیش فرمایا تھا؟ اسی طرح ہم نے کئی سابقہ نبیوں کے نام لے لے کر آپ کو توجہ دلائی تھی مگر آپ نے اس کو بھی نظر انداز کر دیا ہے۔ وہ تمام نبی جو اپنے تئیں رسول، امین کہہ کر اپنی سچائی کا ثبوت دے رہے ہیں۔ یہ کسوٹی ان کی طرف سے پیش کی گئی ہے یا ان کے گاہکوں کی طرف سے؟

سامعین کرام! صداقت حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے سلسلے میں ہماری طرف سے پیش کردہ نو دلائل کے علاوہ اب آپ مزید چند دلائل سماعت فرمائیں:۔

۱۰۔ قرآنِ مجید میں علیحدہ طور پر اس معیار پر زور دیا ہے کہ اے مخالفو! جب تم اپنی بیویوں کی پاک دامنی پر یقین کر کے ان سے پیدا ہونے والے بچوں کو اپنی اولاد یقین کر لیتے ہو تو ہمارے نبی کی قبل از دعویٰ چالیس سالہ لمبی مگر پاک اور مطہر زندگی کو دیکھ کر اس کی سچائی پر کیوں یقین نہیں لاتے؟

یہ مضمون

"یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم" (آل عمران)

کی آیت قرآنیہ میں مذکور ہے۔

۱۱۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:۔

"لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ؕ" (سورۂ واقعہ ع ۳)

کہ قرآن مجید کے حقایق و معارف پاک لوگوں کے سوا دوسروں پر نہیں کھولے جاتے۔ سو اگر اس باب میں حضرت مرزا صاحبؑ تمام مولویوں پر غالب آگئے ہوں تو یہ آپؑ کی سچائی کی بہت بڑی دلیل ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ کے تائیدی نشانوں میں سے ایک یہ نشان بھی مجھے دیا گیا ہے کہ میں فصیح بلیغ عربی میں قرآن شریف کی کسی سورۃ کی تفسیر لکھ سکتا ہوں اور مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے علم دیا گیا ہے کہ میرے مقابل اور بالمواجہ بیٹھ کر کوئی دوسرا شخص خواہ وہ مولوی ہو یا کوئی فقیر گدی نشین ایسی تفسیر ہرگز نہیں لکھ سکے گا۔" (نزول المسیح صفحہ ۵۳ حاشیہ)

پھر فرمایا:۔

"میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر کوئی مولوی اس ملک کے تمام مولویوں میں سے معارف قرآنی میں مجھ سے مقابلہ کرنا چاہے اور کسی سورۃ کی ایک تفسیر میں لکھوں اور ایک کوئی اور مخالف لکھے تو وہ نہایت ذلیل ہوگا اور مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ اور یہی وجہ ہے کہ باوجود اصرار کے مولویوں نے اس طرف رُخ نہیں کیا۔ پس یہ ایک عظیم الشان نشان ہے، مگر ان کے لیے جو انصاف اور ایمان رکھتے ہیں۔"

(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۴۸)

۱۲۔ قرآن مجید نے فرمایا:۔

"وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ" (سورۂ جمعہ)

بخاری کتاب التفسیر جلد ۳ میں اس آیتِ قرآنی کی تشریح میں یہ بیان ہوا ہے کہ حضرت رسول کریم صلعم نے صحابہ سے فرمایا کہ آخری زمانے میں جبکہ ایمان دُنیا سے اُٹھ جائے گا اور آسمان پر چلا جائے گا تو ایک فارسی الاصل اُس ایمان کو پھر دُنیا میں قایم کرے گا۔

اُس کے مطابق ہمارا دعویٰ ہے کہ بانیٔ سلسلۂ احمدیہ حضرت مسیح موعودؑ اس زمانے میں آسمان پر گئے ہوئے ایمان کو پھر دُنیا میں قایم کرنے کے لیے آئے ہیں۔ اور یہ خدا کا فضل ہے کہ آپؑ نے حصارِ اسلام کی ایسی حفاظت کا سامان کر دیا ہے کہ اب دُنیا کا کوئی حملہ آور اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

۱۳۔ حضرت رسولِ کریم صلعم نے فرمایا ہے کہ مسیح و مہدی کے ظہور کی نشانیاں بارھویں صدی کے گزرنے پر ظاہر ہوں گی۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے:

"الآیات بعد المأتین" (مشکوٰۃ مجتبائی ص۴۷۱)

حضرت امام ملّا علی قاری فرماتے ہیں:

"ویحتمل ان یکون اللّام فی المأتین بعد الالف وھو وقت ظھور المھدی"۔

کہ بارہ سو سال کے بعد مہدی کا ظہور ہوگا۔ (حاشیہ مشکوٰۃ ص۴۷۱)

اسی طرح نواب صدیق حسن خاں صاحب نے اپنی کتاب "حجج الکرامہ" طبع ، ص۳۹۴ ۔ اور ص۳۹۵ پر یہی لکھا ہے کہ مہدی کو تیرھویں صدی میں ظاہر ہوجانا چاہئے۔ پھر لکھتے ہیں:۔

"اس حساب سے ظہور مہدی علیہ السلام کا تیرھویں صدی پر ہونا چاہئے تھا مگر یہ صدی پوری گزرگئی تو مہدی نہ آئے۔ اب چودھویں صدی ہمارے سر پر آئی ہے۔ اس صدی سے اس کتاب کے لکھنے تک چھ ماہ گزر چکے ہیں۔ شاید اللہ تعالیٰ اپنا فضل و عدل و رحم و کرم فرمائے۔ چار چھ سال کے اندر مہدی ظاہر ہوجاویں۔"

(اقتراب الساعۃ ص۲۲۱)

حضرات! یہ حوالہ قابل غور ہے۔ گویا آج سے ۷۷ برس پہلے مہدی کو ظاہر ہوجانا چاہئے تھا مگر ہمارے مدِ مقابل اب تک بھی ظہورِ مہدی کو تسلیم کرنے سے گریز کر رہے ہیں۔

۱۴۔ خسوف و کسوف:۔ حضرت رسول کریم صلعم نے فرمایا کہ آخری زمانے میں ماہ رمضان میں چاند گہن کی راتوں میں سے پہلی رات کو چاند گہن اور سورج گہن کے دنوں میں سے درمیانی دن کو سورج گہن ہوگا اور یہ مہدی کا نشان ہوگا یعنی اس وقت مہدی موجود ہوگا۔ یہ گہن ۱۸۹۴ء میں وقوع میں آچکا ہے اس وقت سوائے بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے کوئی دوسرا مدعی میدان میں موجود نہ تھا۔

(حجج الکرامہ ص۳۴۴)

۱۵۔ حضرت رسول کریم صلعم نے فرمایا ہے کہ آخری زمانے میں جب اسلام کا صرف نام اور قرآن کی صرف رسم رہ جائے گی اور علمائے بدترین خلایق ہوجائیں گے، مسجدیں ہدایت سے خالی ہوجائیں گی تو دینِ اسلام کو تازہ کرنے کے لیے ایک مجدّد برپا ہوگا۔ الفاظ یہ ہیں:۔

"انّ اللّٰہ یبعثُ لِھٰذِہ الْاُمّۃِ علیٰ رأسِ کُلِّ مائۃِ سنۃ من یُجدّدُ لھا دینھا" (مشکوٰۃ ص۳۶ کتاب العلم)

(مشکوٰۃ ص۳۸ کتاب العلم)

کہ اللہ تعالیٰ امّتِ محمّدی کی بھلائی کے لیے ہر سو سال کے شروع میں مجدّد بھیجا کرے گا تاکہ وہ دین کو تازہ کردیا کریں۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہر صدی کے سر پر ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے ہیں اور چودھویں صدی کے سر پر سوائے حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ کے اور کوئی میدان میں نہیں آیا۔

۱۶۔ قرآن مجید نے ہمیں یہ اصل بتایا ہے کہ ہر صادق مبعوث ہونے کے بعد اللہ کے گزشتہ رسولوں کی تصدیق کیا کرتا ہے، چنانچہ یہ کام بھی حضرت بانی سلسلۂ احمدیہ نے باحسن وجوہ سرانجام دیا ہے۔ قرآنِ مجید میں لکھا ہے کہ ہر قوم میں نبی آئے ہیں:۔

وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ۝

(سورۂ فاطر)

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اِسی آیت کی روشنی میں حضرت کرشن اور حضرت رام چندر جی کو اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول قرار دیا ہے۔

۱۷۔ اللہ کے سچے ماموروں کی ایک بڑی علامت یہ ہوتی ہے کہ ان کی دعاؤں کو قبولیت کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں بھی بانی سلسلہ احمدیہ کا شاندار نمونہ ہمارے سامنے ہے۔ لیکن ہم مثال کے طور پر صرف ایک حوالہ پیش کرتے ہیں جو خاص یادگیر سے تعلق رکھتا ہے۔ یعنی مرحوم عبدالکریم شحنہ یادگیری اپنے بچپن میں بسلسلۂ تعلیم قادیان میں مقیم تھے کہ ان کو سگِ دیوانہ نے کاٹ لیا۔ ان کے کتبے کے لئے جو عبارت ہمارے مرکز نے تجویز کی ہے وہ حسبِ ذیل ہے:۔

”حضرت مولوی عبدالکریم شحنہ صاحب ولد عبدالرحمٰن صاحب سکنہ یادگیر
محلہ آثار شریف حیدرآباد دکن

بزمانہ طالب علمی بمقام قادیان آپ کو باؤلے کتے نے کاٹ لیا علاج سے بظاہر اچھے ہوگئے مگر دوبارہ سگِ دیوانگی کے آثار بشدت ظاہر ہوگئے۔ ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دیا۔ حضرت مسیح الزماں علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی غربت اور بے وطنی پر رحم کھا کر دعا فرمائی جس کے نتیجے میں ان کو اللہ تعالیٰ نے شفائے کامل بخشی اور اس کے بعد ۲۸ سال تک زندہ رہے۔ بہت نیک سیرت منکسر المزاج، سادہ طبع اور تنہائی پسند تھے۔ کثیر اولاد یادگار چھوڑی۔“

حضرات! اب ہم اپنے مدِمقابل کے پیش کردہ سوالات کا جواب دیتے ہیں۔ آپ نے پھر اسے دُہرایا ہے کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ میری تحریرات میں لفظ ”نبی“ کو کاٹا ہوا سمجھو۔ ہم کل اس کا جواب دے چکے ہیں کہ اِسی طرح تو صلح حدیبیہ کے موقع پر آنحضرت صلعم نے بھی کافروں کے اصرار پر اپنے نام سے ”رسول اللہؐ“ کے الفاظ کاٹ دیئے تھے تو کیا آپ کا خیال یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر حضور صلعم نے اپنے دعوئے نبوت سے توبہ کر لی تھی؟ نعوذ باللہ من ذالک۔

(بخاری جلد ۲ صفحہ مصری)

ہمارے مدِمقابل نے عبداللہ تیماپوری وغیرہ کو مدعیٔ نبوت کے خطاب سے یاد کیا ہے۔ بہت اچھا کیا۔ اسی سے حق پسند

لوگ خود ہی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ سچے اور جھوٹے میں کیا فرق ہوتا ہے۔ جماعت احمدیہ کے قیام پر تقریباً اسّی سال گزر رہے ہیں اور آپ حضرات ابتدا ہی سے پنجے جھاڑ کر ہمارے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ آپ عبد اللہ تیماپوری کی مخالفت کیوں نہیں کرتے؟ اصل بات یہ ہے کہ جہاں گل و گلزار پیدا ہوتے ہیں وہاں کئی قسم کی مکروہ جڑی بوٹیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔

آپ نے کہا ہے کہ مرزا صاحب دعوئے نبوت کے بعد صرف چھ سال زندہ رہے۔ حالانکہ ہم نے جو آیت پیش کی ہے اس میں دعوئے نبوت نہیں بلکہ دعوئے الہام کا ذکر ہے، جس کی طرف لفظ "تقوّل" اشارہ کر رہا ہے۔ دعوئے الہام کے بعد تو حضرت مرزا صاحبؑ قریباً ۳۴ برس تک زندہ رہے۔

آپ نے لکھا ہے کہ مرزا صاحبؑ نے پیش گوئی کی تھی کہ محمد حسین بٹالوی ان پر ایمان لے آئے گا۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ پیش گوئی یہ تھی کہ "یؤمن بایمانی" یعنی وہ میرے مومن ہونے کو تسلیم کر لے گا۔ یاد رہے کہ مولوی محمد حسین نے سارے ہندوستان میں پھر کر حضرت مرزا صاحبؑ کے خلاف کفر کا فتویٰ تیار کروایا تھا۔ لیکن آخر ۱۲-۱۹۱۱ء میں لالہ دیو کی نندن مجسٹریٹ درجہ اول وزیر آباد کی عدالت میں مقدمہ نمبر ۱۳۰ میں بٹالوی نے حلفاً بیان کیا کہ میں احمدی جماعت کو مسلمان سمجھتا ہوں۔ سو پیش گوئی پوری ہو گئی۔

"ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں"۔ حضرت مرزا صاحب نے خود اس کی تشریح بیان فرمائی ہے کہ یہ کلمہ کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینے میں، اس کے یہ معنی ہیں کہ قبل از موت مکی فتح نصیب ہو گی، جیسا کہ وہاں دشمنوں کو قہر کے ساتھ مغلوب کیا گیا تھا۔ اسی طرح یہاں بھی دشمن قہری نشانوں سے مغلوب کئے جائیں گے۔ دوسرے معنے یہ ہیں کہ قبل از موت مدنی فتح نصیب ہو گی، خود بخود لوگوں کے دل ہماری طرف مائل ہو جائیں گے۔"

(تذکرہ ص۵۲۶)

محمدی بیگم کی پیش گوئی کے بارے میں ہمارا جواب یہ ہے کہ یہ پیش گوئی لفظاً لفظاً پوری ہوئی ہے۔ تفصیل یہ ہے کہ اگر یہ رشتہ کسی دوسری جگہ کیا جائے گا تو

۱۔ احمد بیگ (محمدی بیگم کا والد) روز نکاح سے تین سال کے اندر اندر مر جائے گا اور دنیا جانتی ہے کہ وہ چھ ماہ کے اندر مر گیا۔

۲۔ محمدی بیگم کا خاوند اڑھائی سال کے اندر مر جائے گا، بشرطیکہ توبہ نہ کرے اور دنیا جانتی ہے کہ اس نے توبہ کی، چنانچہ اس کے خط کا چربہ ہمارے پاس موجود ہے جو چاہے دیکھ سکتا ہے۔

ان دونوں موتوں کے بعد محمدی بیگم کا نکاح ہونا مقدر تھا ورنہ یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

منظور محمد کے ہاں لڑکا پیدا ہونے کے متعلق جو پیش گوئی تھی اس کے متعلق حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ہے معلوم نہیں کہ منظور محمد کے لفظ سے کس کی طرف اشارہ ہے لہذا کسی کو کوئی حق نہیں کہ اپنے نام کی بنا پر منظور محمد کے ہاں بیٹا پیدا ہونے پر اصرار کرے۔

آپ نے لکھا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ قادیان میں طاعون نہیں آئے گی یہ بالکل جھوٹ ہے۔ اصل پیش گوئی یہ تھی کہ قادیان میں "طاعون جارف" نہیں آئے گی، یعنی جھاڑو دینے والی، جس سے لوگ جابجا بھاگتے ہیں۔ لکھا ہے، کچھ ہرج نہیں کہ انسانی برداشت کی حد تک کبھی قادیان میں بھی کوئی واردات شاذونادر کے طور پر ہو جائے جو بربادی بخش نہ ہو۔

(دافع البلاء ص حاشیہ)

آپ کو اعتراض ہے کہ طاعون سے بچنے کے لیئے "تریاق الہٰی" دوائی کیوں تیار کی گئی۔ اگر کوئی آپ سے پوچھے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ آپ دشمنوں پر غالب آئیں گے تو اس غلبہ کو حاصل کرنے کے لیے آپ نے دن رات کوششیں کیوں کیں ؟

حضرت مرزا صاحب چونکہ تمام قوموں کے موعود ہیں اس لیئے وہ "رُدّر گوپال" "جے سنگھ بہادر" اور "آریوں کا بادشاہ" کہلانے کے حق دار ہیں۔ آپ کو رُدّر گوپال اور جے سنگھ بہادر پر کیا اعتراض ہے! اور کیا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام دُنیا کے بادشاہ نہیں ہیں۔ جس میں مسلم اور غیر مسلم سب شامل ہیں۔

آپ نے لکھا ہے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم جو بعد میں مُرتد ہو گیا، مرزا صاحب نے اس کی بہت تعریف کی تھی، وہ مُرتد کیوں ہو گیا۔ شاید آپ کو یاد نہیں رہا کہ

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل

آپ خُوب جانتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کا کاتبِ وحی مُرتد ہو گیا تھا تو کیا عبدالحکیم کاتبِ وحی سے بھی زیادہ مُقرّب تھا ؟

ہم نے اپنے مدِمقابل کے تمام سوالات کا جواب دے دیا ہے اگر کوئی بات رہ گئی تو آیندہ ذِکر کر دیں۔

(شُد دستخط) محمد سلیم عفی عنہ

۲۵ / ۱۱ / ۶۳ء

(مولانا محمد سلیم ۔ مناظر جماعت احمدیہ)

(شُد دستخط صدر مناظرہ)

کذبِ مرزا پر دُوسرا پرچہ

از اہلِ سُنّت و الجماعت یادگیر ۲۵-۱۱-۶۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادرانِ اسلام! آپ نے دیکھا کہ کل تک قادیانی مرزا کو نبی مانتے تھے۔ آج کے پہلے پرچے میں نبی کی رٹ تھی مگر میری گرفت سے مجبور ہو کر مجدد بنانے پر راضی ہو گئے، چنانچہ مشکوٰۃ کی "علیٰ رأس کل مائۃ سنۃ" الحدیث۔ کو نقل کیا۔ مولوی سلیم، جب جھوٹے ہونے کے باعث تم نے گھبرا کر مرزاجی کو مجدد پر اُتار دیا تو کیا اس سے تمھاری جان بچ جائے گی۔ بھلا جھوٹے کو مُجدد بھی کون مانے گا، جو جھوٹا ثابت ہو گیا تو وہ صرف جھوٹا ہی ہوگا، نہ مجدد، نہ محدث، نہ نبی نہ ولی۔ دوست ابھی ابھی ایک نئے نبی خواجہ اسمٰعیل کے ۱۱ رسائل بذریعہ رجسٹری موصول ہوئے ہیں۔ یہ آپ کی خوش قسمتی ہے کہ ہماری، میں کہہ نہیں سکتا مگر اس مناظرے کی خوش قسمتی ضرور ہے، خواجہ صاحب کو آپ بھی جانتے ہیں، یہ لندن میں رہتے ہیں رہنے والے اسی پنجاب کے ہیں، رسالوں کو ضرور ایک نظر دیکھ لو کس شان کا دعویٰ ہے۔ یہ یورپین نبی ہے۔ کہو ہم کس کس نبی کو مانیں اور حقیقت یہ ہے کہ تم نے مرزاجی کی صداقت کے جس قسم کے دلائل دیئے ہیں، یہ بھی اسی قسم کے دلائل ہیں۔ اب مشکل تم کو ہوگی، کیونکہ مہرِ نبوت کو توڑ کر یہ وبال تم لائے ہو۔ ہم کو کیا ہمارا تو وہی کہنا ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہہ دیا کہ یہ سب کذاب ہیں دجّال ہیں ہرگز ان کے جال میں نہ آنا۔ تم نے لکھ دیا کہ محمدی بیگم کی پیش گوئی پوری ہو گئی تو بتاؤ احمد بیگ کو مرزاجی شادی نہ کرا کے مر گیا تو مرزاجی سچے ہوئے یا جھوٹے۔ کیوں تم نے وہ اپنا پُرانا جواب نہیں دیا کہ جس طرح مریم سے اور امرأۃ فرعون سے حضور کا نکاح ہوا، اسی طرح محمدی بیگم سے مرزا صاحب کا ہو گیا۔ مگر چونکہ مدِ مقابل اُڑیسہ کا شیر بیٹھا ہے اس لیے جواب بھول جاتے ہو مگر یہ جواب تم دے نہیں سکو گے کیونکہ حضور نے اس کو میعار صدق اور کذب نہیں کہا تھا اور انجام کار آخر کار سب روک دُور ہو جانے کے بعد اس عاجز کے نکاح میں آنے کو نہیں کہا تھا۔ ہاں ہاں ایک نیا حوالہ سنو۔ مرزاجی کو اپنے انتہائی نازک وقت میں بھی محمدی بیگم کی شادی کا یقین تھا اس وقت احمد بیگ مر چکا مگر داماد اس کا زندہ ہے حوالہ دیکھا دوں۔ ہاں ہمت کر کے دیکھ لو مگر اس کے ساتھی ساتھ مرزاجی کے مذہب سے بھی تائب ہو جاؤ۔ جب مرزاجی جھوٹے ثابت ہو گئے۔ محمدی بیگم کا شوہر کب مرا؟ محمدی بیگم کب مری؟ اور مرزاجی کب مرے؟ اور ہاں ڈاکٹر عبدالحکیم کی پیش گوئی کا زائچہ بنا کر میں نے دیدیا تھا تاکہ جواب دینے آسانی ہو۔ اللہ نے کس کی زندگی کو بڑھایا، مرزاجی کب مرے اور ڈاکٹر عبدالحکیم کب۔

منظور محمدؐ کے بیٹے پیر منظور محمدؐ کون۔ معلوم نہیں مرزاجی نے اس کو دوسری محمدی بیگم شوہر کہاہے۔ اسی سابق حوالے کو غور سے دیکھو۔ طاعون جارف۔ سنو حقیقۃ الوحی، جبکہ قادیان میں طاعون زوروں پر تھا، جارف کے کیا معنی؟ کشتی نوح والے بچ گئے؟ مرزا کے سب ماننے والے بچ گئے۔ اجی میں بھول گیا ہاں وہ جو مرزا نے قادیان کو دارالامن اور رسول کی تخت گاہ کہہ کر ستر سال تک طاعون کو روکا تھا وہ کیا ہوا۔ دوست یہ کتاب چھپے گی، جارف کہہ کر دھوکہ مت دو۔ آپ نے اپنے دونوں پرچوں میں مرزاجی کے کم از کم دس کتابوں سے حوالہ نقل کردیاہے اس کا ہم جواب ہی نہیں دیں گے، کیونکہ مرزاجی مدعی ہیں۔

تمہیں قاتل ، تمہیں شاہد تمہیں منصف ٹھہرے
اقربا لائیں گے مرے قتل کا دعویٰ کس پر

آخر تم کو یہ فاش غلطی کرتے میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ یادگیر میں تم کو کیا ہوگیا ہے۔

'یعرفون' کا جواب بہت آسان ہے۔ مرزاجی کی بڑی بیوی جن کو حوّا بنا کر جنت ساتھ لے جانے والے تھے اوران کا لڑکا۔ ڈاکٹر عبدالحکیم، میر عباس علی، بابو الٰہی بخش، خواجہ کمال الدین یم۔ اے، فخرالدین ملتانی جس بے چارے نے نوٹ بک لکھ کر دیا، جس کو دیکھ کر آج تھا، بے مبلغ لوگوں کو دھوکا دے کر مذہب بدلاتے ہیں اس کے علاوہ کم از کم ایک درجن نام 'یعرفون' کے جواب میں پیش کرسکتا ہوں۔ حجج الکرامہ، اقتراب الساعۃ وغیرہ کا حوالہ خلاف شرائط مناظرہ ہے۔ اسی طرح مرزاجی کی کتابوں کا حوالہ خلاف شرائط مناظرہ ہے۔ مرزاجی نے مسلمانوں کو کیا ترقی دی۔ 'المائدہ' کر بیچین پرچہ نے پرسوں کیا کہا۔ مرزاجی کے بعد عیسیٰ پرستی بڑھی یا گھٹی۔ کم از کم مردم شماری کی رپورٹ ہی دیکھ لیتے، میں نے پرسوں بتادیا تھا۔

'لا یفلح الظالمون' کا جواب محمدی بیگم کا نکاح فلاح نہیں پایا۔ نکاح نہیں ہوا اس لیے کہ ظالم فلاح نہیں پاتا۔

'یا ایھا الذین ھادوا' کا جواب ڈاکٹر عبدالحکیم کی موت کی پیش گوئی اور اسی پیش گوئی کے اندر مرزاجی کا مرجانا، عبدالحکیم نے کہا مرزاصاحب اگست تک مرجائے گا، مرزاصاحب مئی میں مرگئے۔ اب اگست پہلے آتا ہے کہ مئی اس کو کسی لغت سے دیکھو کیونکہ متوفیك اور خاتم کے طرح بڑا مشکل لفظ آگیاہے۔ جھٹ کہہ دوگے عبدالحکیم نے خط لکھا تھا کہ اگست کو میں نے تمھارے وحی مقدس سے تک دیکھا یا اب اگر کسی اخبار میں کو چھپ گیا تو پیش گوئی غلط ہوگی مگر اللہ نے جو مرزاجی کو تسلی دی کہ تیری عمر کو بھی بڑھادوں گا وہ کہاں گیا۔

شرح عقائد وغیرہ کا حوالہ خلاف شرائط مناظرہ ہے۔

بخاری شریف سے ماجرۂ بنا الاصدق قا لکھ دیا اور ہم نے مرزا کو ماجرۂ بنا الاکذب ثابت کردیا اسی لئے تم گھبرا کر "ننگو شیسن" کے لئے تیار ہوگئے کہ نبی نہیں تو نہیں مجدد ہی بن کر یہ مذہب زندہ رہ جائے۔

مرزاجی کی ذاتِ گرامی جھوٹ کی پوٹ ہے ان کو تم نے مسیح موعود لقب دیا۔ موعود مفعول کا صیغہ ہے دنیا میں کوئی ایسی گرامر نہیں کہ فعل نہیں فاعل نہیں مفعول موجود۔ ہم پوچھتے ہیں، کس نے وعدہ کیا تھا، کہاں وعدہ کیا تھا کہ مسیح آئے گا۔ اسی پرچے میں وعدہ اور وعدہ کرنے والا دیکھا دو گے تاکہ ہم آئندہ پرچے میں پوری قصر مسیحیت کو ڈینامٹ کردیں گے۔ آپ نے صرف سورۃ الشعریٰ کا نام لکھ دیا ہے۔ آیت نقل کرو تاکہ ہم تمھارا دھوکہ ثابت کردیں۔

اور ایک نیا حوالہ سُن لو کہ لو تقوّل کی تاویل میں تمھاری مدد شاید کردے۔ اربعین ۳ ص ۵ "مفتری سے مراد دعویٰ نبوت ہے"۔ کہیں دعویٰ الہام سمجھ کر جواب لکھنا شروع کردو۔ مرزاجی نے کب دعویٰ کیا تھا۔ ۱۹۰۲ء میں۔ کب مرے ۱۹۰۸ء میں۔ کتنا دن ہوا۔ تیئیس سالہ مدت کہاں۔ تیاپوری کا جواب کہاں ابھی وہ تو خود نبی رہے ان کے بعد ان کے صاحبزادے بھی نبی رہے۔ تمھارے مرزا صاحب تو اپنے صاحبزادے کو نبی نہیں بنا سکے ہاں میں مانتا ہوں کہ وہ اپنے لڑکے کو کان اللہ نزل من السماء (تذکرہ) کہہ کر خدا بنا گئے۔ یادگیر والو مرزا صاحب کو تو ان مولویوں نے نبی تک پہنچانے کی بڑی کوشش کی مگر میرے سرکار کی مہر خاتمیت نے لا نبی بعدی کی سدِ سکندری نے کذاب و دجال بنا دیا مگر اتنا ضرور ہوا کہ مرزاجی اپنے صاحبزادے کو اللہ بنا گئے گویا خود خدا آسمان سے اتر آیا دیکھا آپ نے وحی مقدس ص ۲۷۔

ای یادگیر کے بھولے بھالے بھائیو خدا کے لئے آنکھیں کھولو اس مذہب کی حقیقت کو سمجھو، رات کو رو رو کر دعائیں مانگو کہ ای اللہ تیرا نام حق ہے تو حق کو ہم پر ظاہر کردے انشاء اللہ تم کو ہدایت مل جائے گی۔

میں تو ہمارے صدرِ محترم جناب لیشوناتھ ریڈی صاحب کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے بہت بڑا کام کیا کہ آج دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ ہوگیا۔ اب ایک نیا زائچہ ملاحظہ کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نشانی قرآن و حدیث سے۔	جناب مرزا صاحب آنجہانی کی نشانی ان کی کتابوں سے۔
بے باپ	باپ کا نام غلام مُرتضیٰ
ان کی والدہ مریم صدیقہ	چراغ بی بی
بنی اسرائیل	چینی
آسمان سے اُتریں گے	ماں کی پیٹ سے بی بی جنت بہن کے بعد خاتم الولدین کر پیدا ہوئے
دمشق کی مسجد میں اُتریں گے	کبھی دمشق دیکھا بھی نہیں

منارۂ شرقی پر اُتریں گے	منارۃ المسیح مرزا صاحب کی موت کے بہت دن بعد تیار ہوا
زرد رنگ کا حلہ لباس ہوگا دجال کو قتل کریں گے	دو بیماری دوران سر اور کثرت پیشاب دجال قوم کی حمایت میں کہ مدینہ اور تمام دوسری حکومتوں میں اپنا مبلغ بھیجا اور پچاس الماری کتاب لکھا اور ملکہ وکٹوریہ کے لئے سجدہ کیا اور انگریز کو اپنا سرپرست بنائے۔
دُنیا میں ایک ہی مذہب اسلام ہوگا	اسلام کے علاوہ قادیانی اور ایک مذہب زیادہ کیا۔ دوسرے مذاہب تو موجود ہی ہیں۔
امام مہدی ان کے وزیر ہوں گے	یہ خود عیسیٰ، خود مہدی خود رُدر گوپال خود کرشن خود جے سنگھ خود آریوں کے بادشاہ اور نہ معلوم کیا کیا بنے۔
مدینہ شریف میں وصال ہوگا	لاہور میں مرے قادیان کو لاش دجال کے گدھے پر واپس لائی گئی کیونکہ لاہور پھر بھی مدینہ کے طرف تھا۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقبرے میں دفن ہوں گے۔	قادیان میں بہشتی مقبرہ خود ہی بنا لیا جو دس حصے کا ایک حصہ دے جہاں مرے اس کی تختی لگا دی جائے گی وہ قطعی جنتی بن جائے گا۔

بھائیو! میں نے تمہارے سمجھ کی آسانی کے لئے مسیح موعود علیہ السلام اور مرزا جی کا حُلیہ نقل کر دیا اب خدا کے لئے تمہیں بتاؤ کہ کیا واقعی حدیثِ شریف کی نشانی کی رو سے مسیح موعود بن سکتے ہیں۔ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ اے پروردگار جو بھائی اصل اسلام سے بھٹک گئے ہیں اس مناظرے کے بعد ان کو اسلام پر واپس لادے۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین

صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ واھل بیتہ رحیمن برحمتک یاارحم الراحمین۔

احقر

(شرحد ستخط) محمد اسمٰعیل عفی عنہٗ

۲۵ ۱۱/۶۳

مولوی سلیم اب جواب دینا مشکل ہوگیا۔ آئے تھے مرزا کو سچا ثابت کرنے مگر یہ اُلٹا معاملہ ہوگیا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت اور ناموس کا صدقہ ہے نہ۔

(شرحد ستخط) محمد اسمٰعیل عفی عنہٗ

(شرحد ستخط صدر مناظرہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر

جماعت احمدیہ کا تیسرا پرچہ

معزز حضرات!

آپ نے ہمارے مدِمقابل کے دونوں پرچے سُن لیئے ہیں اور آپ نے یہ بھی محسوس کر لیا ہے کہ اس جواب میں کون سی زبان استعمال کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ مقامی پبلک یہ بھی جانتی ہے کہ روزانہ رات کو تقریروں میں کیا گوہر افشانی کی جاتی ہے تاہم چونکہ ہم بفضلہ تعالیٰ تہذیب و اخلاق کی تمام قدروں کو جانتے ہیں اور ہمیں تعلیم بھی یہ ملی ہے ؎

گالیاں سُن کر دعا دو پا کے دُکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار (درثمین)

اس لیے فریقین کی تہذیب و شائستگی کا جائزہ لینا ہم اپنے معزز حاضرین کے سپرد کرتے ہیں۔

ہم اپنے پہلے پرچے میں لکھ چکے ہیں کہ آج تک دُنیا میں کوئی مامور ایسا نہیں آیا جسے لوگوں نے خوش آمدید کہا ہو بلکہ ہمیشہ ہی اُس کی دشمنی میں ان کے زمانے کے لوگ کمربستہ رہے لیکن خدا کے نوشتے پورے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے فرستادے ہر میدان میں مظفر و منصور اور کامیاب و کامگار ہوئے اور ان کے دشمن عمر بھر چاند پر تھوکنے کی کوشش کرتے رہے مگر اس سے چاند کا کیا بگڑ سکتا تھا۔

ہم اپنے گزشتہ پرچے میں حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر قرآنِ کریم اور حدیث سے سترہ دلائل پیش کر چکے ہیں مگر آپ حضرات شاہد ہیں کہ ہمارے مدِمقابل نے ہماری کسی دلیل کا جواب دینے کی کوشش تک نہیں کی بایں ہمہ ہم ذیل میں کچھ مزید دلائل پیش کرتے ہیں:-

۱۸- یہ ایک نفسیاتی دلیل ہے کہ دُنیا میں کوئی شخص اپنی اولاد کا بُرا نہیں چاہتا اگر خود بدچلن اور بدروش ہے تو وہ پھر بھی یہی تمنا رکھتا ہے کہ اس کی اولاد نیک چلن ہو اور بزبانِ حال و قال پکار پکار کر کہتا ہے کہ

من نہ کردم شما حذر بکنید

اب آیئے اس نفسیاتی نقطۂ نگاہ سے حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ کی سچائی کو پرکھئے آپ فرماتے ہیں ؎

میرے مولا مری یہ اک دُعا ہے تیری درگاہ میں عجز و بکا ہے

وہ دے مجھ کو جو اس دل میں بھرا ہے — زباں چلتی نہیں شرم و حیا ہے
مری اولاد جو تیری عطا ہے — ہر اک کو دیکھ لوں وہ پارسا ہے
تری قدرت کے آگے روک کیا ہے — وہ سب دے ان کو جو مجھ کو دیا ہے

(دُرِّثمین اُردو)

مقامِ غور ہے کہ اگر حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ واقعی ایسے ہی تھے جیسے کہ ہمارے مدِّمقابل ظاہر کرتے ہیں تو علم النفس کی روشنی میں سوچیئے وہ اپنی اولاد کے لئے یہ دُعا کیونکر کر سکتے

"وہ سب دے ان کو جو مجھ کو دیا ہے"

۱۹ - قرآن مجید کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر آنے والے راست باز نے پہلے راست بازوں کی تصدیق فرمائی اور دشمنوں کے الزامات اور اتہامات کا تار و پود بکھیرا۔ ان کا یہ کارنامہ بذاتِ خود ان کی سچائی کی بہت بڑی دلیل ہے اس نقطۂ نگاہ سے اگر حضرت مرزا صاحب کی سچائی کو پرکھا جائے تو بھی آپ راست باز ٹھہرتے ہیں۔

آپ کے آنے سے پہلے علمائے زمانہ نے خدا، اس کے فرشتوں اور نبیوں پر ایسے ایسے گندے الزامات لگا رکھے تھے کہ جنھیں سُننا بھی گوارا نہیں کیا جا سکتا مثلاً خدا تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو اپنی قسم پورا کرنے کے لئے ایک چال سکھائی۔ خدا کے فرشتے ایک فاحشہ پر عاشق ہو گئے اور سزا کے طور پر چاہ بابل میں اُلٹے لٹکائے گئے۔ حضرت آدم علیہ السلام شیطان کے جھانسے میں آ گئے (معالم التنزیل صـ۲۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جھوٹ بولے (بخاری جلد ۲ صـ۱۴۶) حضرت یوسف علیہ السلام نے زنا کا ارادہ کیا (معالم التنزیل صـ۴۶۱) حتیٰ کہ حضرت رسول کریم صلعم پر بھی الزام لگایا کہ وہ اپنے ایک جانثار خادم زید کی منکوحہ پر عاشق ہو گئے (معالم التنزیل صـ۷۷۶ و جلالین و کمالین) اور حضرت کرشن اور حضرت رامچندر کو تو یہ ملاں اتنا بُرا جانتے تھے کہ ان کا نام تک لینے کے لئے تیار نہ تھے حضرت مسیح موعودؑ نے دُنیا میں آتے ہی فرمایا:

زندہ شد ہر نبی بآمدنم
ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم

(درِّثمین فارسی صـ۱۷۶)

نیز فرمایا ؎

گر بدنیا نامدے ایں خیل پاک
کارِ دیں ماندے سراسر ابترے

(درِّثمین فارسی)

پھر فرمایا ؎

سب پاک ہیں پیمبر، اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے (درثمین اُردو)

آپ لکھتے ہیں :-

" اس اندھی دُنیا میں جس قدر خدا کے ماموروں اور نبیوں اور رسولوں کی نسبت نُکتہ چینیاں ہوتی ہیں اور جس قدر ان کی شان اور اعمال کی نسبت اعتراض اور بدگمانیاں ہوتی ہیں . . . . وہ دنیا میں کسی کی نسبت نہیں ہوتیں اور خدا نے ایسا ہی ارادہ کیا ہے تا ان کو بدبخت لوگوں کی نظر سے مخفی رکھے اور ان کی نظر میں جائے اعتراض ٹھیر جائیں کیونکہ وہ ایک دولت عظمیٰ ہے اور دولت عظمیٰ کو نااہلوں سے پوشیدہ رکھنا بہتر ہے۔ اسی وجہ سے خدا تعالیٰ ان کو جو شقیٔ ازلی ہیں اس برگزیدہ گروہ کی نسبت طرح طرح کے شبہات میں ڈال دیتا ہے تا وہ دولت قبول سے محروم رہ جائیں یہ سُنت اللہ ان لوگوں کی نسبت ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے امام اور رسول اور نبی ہو کر آتے ہیں ۔"

(براہین احمدیہ حصۂ پنجم ص۲۲)

۲۰ - اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے :

لا یظہر علی غیبہ احداً الّا من ارتضیٰ من رسول (سورۃ الجن)

یعنی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو شاندار پیش گوئیاں عطا کرتا ہے۔ اس لحاظ سے بھی حضرت مسیح موعودؑ کی سچائی واضح ہے، چنانچہ جو پیش گوئیاں پوری ہو چکی ہیں اور دشمن کو بھی مجال دم زدن نہیں بطور نمونہ درج ذیل ہیں :-

اوّل - انقلابِ افغانستان (آہ نادر شاہ کہاں گیا)
دوّم - انقلابِ ایران (تزلزل در ایوان کسریٰ افتاد)
سوّم - جنگِ عظیم کے متعلق پیش گوئی
چہارم - ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت - اس وقت اکثر لوگ کوریا کے نام سے بھی ناواقف تھے۔
پنجم - آپ نے فرمایا کہ :-
مجھے ایک وجیہہ اور پاک لڑکا دیا جائے گا جو زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔

ششم ۔ جلسہ اعظم مذاہب بمقام لاہور کے انعقاد سے پہلے آپ نے اپنے مضمون کے متعلق خدائی وحی سے پیشگوئی کی کہ "مضمون بالا رہا"

ہفتم ۔ ڈاکٹر الکزنڈر ڈوی امریکن جو آپ کے مقابلہ میں عیسائیت کا پہلوان بن کر آیا تھا اس کی ہلاکت کی پیش گوئی ۔

ہشتم ۔ تقسیم بنگالہ کی تنسیخ کی پیشگوئی ۔

نہم ۔ یأتیک من کلّ فجّ عمیق ویأتون من کلّ فجّ عمیق کہ تمھارے مخالف ملاں جتنا چاہیں زور لگالیں دور دور سے لوگ تیرے پاس آئیں گے ۔ تجھے تحائف بھیجیں گے اور تجھ پر ایمان لاکر تیری صداقت کا باعث بنیں گے ۔

دہم ۔ I shall give you a large party of Islam
(تذکرہ)

یازدہم ۔ دلیپ سنگھ کے متعلق پیشگوئی کہ وہ کبھی ہندستان نہ آسکے گا ۔ حالانکہ وہ لندن سے عدن تک آپہنچا تھا ۔ مگر پھر ایسے حالات پیدا ہوگئے کہ اسے واپس جانا پڑا ۔ اور مرتے دم تک ہندوستان نہ آسکا ۔

دوازدہم ۔ فرمایا آنے والی جنگ میں شاہ روس کا یہ حال ہوگا کہ "زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار"۔

سیزدہم ۔ "کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کشتیاں" اس وقت جب یہ الہام آپ نے شائع کیا تو کسی کو آبدوزوں کا وہم وگمان بھی نہ تھا ۔

چہاردہم ۔ ۱۸۹۸ء میں فرمایا کہ ملک میں ایک خوفناک طاعون پھیلے گی ۔ وغیر ذالک

۲۱ ۔ آپ کا الہام ہے کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچا دوں گا" (تذکرہ) ۔ آج کیا دوست اور کیا دشمن ہر شخص اس بات کا معترف ہے کہ دنیا کے کونے میں حضرت مرزا صاحبؑ کے ماننے والے ایک فعال جماعت کی حیثیت سے خدمتِ اسلام کر رہے ہیں ۔ متذکرہ بالا جملہ الہامات وپیش گوئیاں حضرت مرزا صاحب کی کتب اور مجموعہ الہامات "تذکرہ" میں درج ہیں ملاحظہ فرمالیں ۔

ان دلائل کو پیش کرنے کے بعد ہم اپنے مدمقابل کے اعتراضات کا جواب دیتے ہیں ۔

آپ نے اپنے پہلے پرچے میں ڈاکٹر عبدالحکیم کا ایک زائچہ بناکر بھیجا تھا جس میں اس کی آخری پیش گوئی

۱۶ ؍ فروری ۱۹۰۸ء کی بایں الفاظ درج کی ہے :-

" مرزا ۴ ؍ اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جائے گا "

ہمیں افسوس ہے کہ ہمارے مدِمقابل نے امانت اور دیانت کا بُری طرح خون کیا ہے، کیوں کہ اس نے ۸ ؍ مئی ۱۹۰۸ء کو لکھا تھا ۔

" مرزا قادیانی کے متعلق میرے جدیدہ الہامات شائع کر کے ممنون فرماویں اور وہ جدید الہام یہ ہے کہ " مرزا ۲۱ ؍ ساون ۱۹۶۵ سمبت یعنی ۴ ؍ اگست ۱۹۰۸ء کو مرض مہلک میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جائے گا "

ناظرین کو یاد رہے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم نے حضرت مرزا صاحب کے بارے میں کئی پیشگوئیاں کی تھیں اور تھوڑے تھوڑے عرصے کے بعد اپنی ہر پیشگوئی کو منسوخ کر دیا کرتا تھا، چنانچہ اس نے اپنی پیشگوئی ۴ ؍ اگست ۱۹۰۸ء تک کو منسوخ کر دیا اور جیسا کہ اوپر ذکر ہوا لکھا کہ :-

" مرزا صاحب ۴ ؍ اگست ۱۹۰۸ء تک نہیں بلکہ ۴ ؍ اگست ۱۹۰۸ء کو مرض مہلک میں مبتلا ہو جائے گا "

دُنیا جانتی ہے کہ عبدالحکیم کی یہ پیشگوئی بالکل جھوٹی نکلی اور اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو اس کی شرارت سے محفوظ رکھا ۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے " چشمۂ معرفت " صفحہ ۳۲۲ پر اس کی " تک " والی پیشگوئی کے مقابلے میں لکھا تھا کہ " میں اس کے شر سے محفوظ رہوں گا "

حضرات ! مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری نے بھی عبدالحکیم کی اس پیشگوئی کے جھوٹا ہونے کی تصدیق کی ہے، حالانکہ وہ جماعت احمدیہ کے شدید دُشمن تھے ۔ وہ لکھتے ہیں :-

" ہم خدا لگتی کہنے سے رُک نہیں سکتے کہ ڈاکٹر صاحب اگر اسی پر بس کرتے یعنی ۱۴ ؍ باینہمہ پیشگوئی کر کے مرزا کی موت کی تاریخ مقرر نہ کر دیتے جیسا کہ انھوں کیا چنانچہ ۱۵ ؍ مئی ۱۹۰۸ء کے اہل حدیث میں ان کے الہامات درج ہیں کہ ۲۱ ؍ ساون یعنی ۴ ؍ اگست کو مرزا مرے گا تو آج وہ اعتراض نہ ہوتا جو معزز اڈیٹر پیسہ اخبار نے ڈاکٹر صاحب کے اس الہام پر چبھتا ہوا کیا ہے کہ ۲۱ ؍ ساون کو، کی بجائے ۲۱ ؍ ساون تک ہوتا تو خوب ہوتا "

آپ بار بار کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کے آنے سے عیسائیت کی اشاعت بڑھ گئی ہے آپ نے پہلے بھی یہ اعتراض کیا تھا اور ہم اسی وقت مفصل جواب دے چکے ہیں ۔ خلاصہ یہ ہے کہ پہلے مسلمان عیسائی ہوا کرتے تھے اور مرزا صاحب کے آنے کے بعد پس ماندہ قومیں عیسائی ہونے لگی ہیں ۔ اس سے ہمارا کیا نقصان ہے ۔ ہمیں عیسائیت کی

ترقی سے بحث نہیں، غرض تو یہ تھی کہ اسلام کے خلاف عیسائیت کی یہ یلغار رُک جائے اور یہ مقصد حضرت مرزا صاحبؑ کی بعثت سے پورا ہو گیا ہے۔ الحمد للہ۔

آپ نے ایک نیا زائچہ بنا کر بھیجا ہے کہ آنے والے مسیح کے متعلق حدیثوں میں یہ یہ نشانیاں بیان کی گئی ہیں مگر یہ نشانیاں مرزا صاحب میں پائی نہیں جاتیں۔ ان میں سے ایک نشانی آپ نے یہ بھی تحریر کی ہے کہ آنے والا مسیح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقبرہ میں دفن ہوگا۔

ہمارا چیلنج ہے کہ آپ حدیث میں مقبرہ کا لفظ دکھائیں ہم سامعین کو یقین دلاتے ہیں کہ یہ نرا دھوکا اور فریب ہے۔ حدیث میں مقبرہ کا لفظ ہرگز نہیں ہے۔ مزید برآں جہاں آنحضرت صلعم دفن ہوئے ہیں وہ آپؐ کی زوجۂ محترمہ اُم المومنین حضرت عائشہؓ کا حجرہ ہے اور حضرت عائشہؓ نے رسول اللہؐ کی وفات سے پہلے ایک خواب دیکھا تھا جو "ثلاثة اقمار" کے نام سے مشہور ہے کہ میرے حجرہ میں تین چاند گرے ہیں۔ جب حضرت رسول کریم صلعم کی وفات ہوئی اور آپ اسی حجرے میں دفن کئے گئے تو رسول کریم صلعم کے پہلے خلیفہ حضرت صدیقِ اکبرؓ نے اپنی بیٹی حضرت عائشہؓ سے فرمایا "هذا احد اقمارك وهو خيرها" (موطا امام مالک) یہ تیرے تین چاندوں میں سے پہلا چاند ہے اور یہ بہترین ہے۔

آپ نے حضرت مرزا صاحب کا الہام "كَانَّ الله نزل من السماء" پیش کر کے کہا ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے بیٹے کو خدا بنا دیا۔ حالانکہ حضور نے جہاں یہ الہام درج کیا ہے وہاں یہ بھی لکھا ہے:

"یظهر بظهوره جلال رب العالمين"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۷۸)

یعنی اس کے آنے سے خدا کا جلال ظاہر ہوگا۔

آپ نے "رسول امین" کے سورۃ الشعراء کے حوالے پوچھے ہیں کہ قرآن کے حوالے دیجئے۔ حضرت نوحؑ کے لئے سورہ شعراء رکوع ۶، حضرت ہودؑ کے لئے رکوع ۷، صالحؑ کے لئے رکوع ۸، لوطؑ کے لئے رکوع ۹ اور شعیبؑ کے لئے رکوع ۱۰ دیکھئے۔

ہم نے جس قدر کتابیں پیش کی ہیں وہ سب شرائط کے مطابق ہیں اور بزرگان سلف کی کتابیں ہیں اور از روئے شرائط ہمیں اقوال بزرگان پیش کرنے کا حق ہے۔

کیا آپ نواب صدیق حسن خاں صاحب کو یا شرح عقاید نسفی کے مصنّف کو بزرگ نہیں مانتے؟

آپ نے اپنے تئیں "شیر اڑیسہ" کہا تھا۔ اپنے مُنہ میاں مٹھو کا محاورہ سُنا تو تھا مگر تجربہ نہیں ہوا تھا، سو آج یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ایسے لوگ واقعی دُنیا میں ہوتے ہیں، جن کو میاں مٹھو کہا جا سکتا ہے۔

آپ لکھتے ہیں ہم کس کس نبی کو مانیں، کیا خوب! ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی کو مانتے ہیں مگر اب جو

اللہ تعالیٰ کا نبی ظاہر ہوا اور وہ بھی رسول اللہ صلعم کی غلامی میں، اس کا انکار کرنے کے لئے آپ بہانے بنا رہے ہیں۔

آپ نے پہلے پرچے میں عبداللہ تیماپوری اور اس پرچے میں اسماعیل لنڈنی کے نام سے پیش کئے ہیں۔ ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں یہ تو اپنا اپنا نصیب ہے، جو صادق تھا اس کو ہم نے مان لیا ہے۔ آپ چونکہ ان کے دامن سے وابستہ نہیں ہوئے اس لئے آپ کو آئے دن ایسے ہی نبیوں سے سابقہ پڑتا رہے گا۔

آپ نے اس پرچے میں پھر محمدی بیگم کے نکاح کی پیش گوئی پر اعتراض کیا ہے۔ حالانکہ ہم اپنے پہلے پرچے میں بہ وضاحت اس کا جواب دے چکے ہیں۔

چونکہ آپ نے اشارہ کیا ہے اس لئے آپ کی تسکین کے لئے ہم یہ حوالہ بھی پیش کر دیتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرعون کی بیوی آسیہ، موسیٰ علیہ السلام کی بہن کلثوم اور عیسیٰؑ کی والدہ مریم سے میرا نکاح کر دیا ہے سو اگر شرائط ضروریہ کا لحاظ کئے بغیر ایک ہی بات کی رٹ لگائے جانا کوئی کمال ہے تو آپ کو اس کا جواب دینا ہوگا کہ آیا یہ نکاح ہو گئے تھے!

آپ نے یہ کیا کچا جواب دیا ہے کہ رسول خدا صلعم نے ان نکاحوں کو اپنے صدق اور کذب کا معیار تو نہیں بتایا تھا تو کیا آپ کا مطلب یہ ہے کہ اگر حضورؐ کی یہ بات غلط بھی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

آپ نے اس پرچے میں پھر کئی ایسے لوگوں کے نام لئے ہیں جو احمدیت سے مرتد ہو چکے ہیں۔ آپ اس سے کیا فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ دنیا میں وہ کون سا نبی آیا ہے، جس کے ماننے والوں میں سے کچھ نہ کچھ لوگ مرتد نہ ہوئے ہوں۔ ہم اپنے سابقہ پرچے میں رسولِ کریم صلعم کے کاتبِ وحی کے ارتداد کا ذکر کر چکے ہیں اور اس حقیقت پر تو قرآنِ مجید احادیث اور تاریخ عالم گواہ ہے۔ ان کے ارتداد سے یہ کیونکر لازم آگیا کہ احمدیت برحق نہیں۔

ہم اپنے سابقہ پرچے میں بھی دریافت کر چکے ہیں کہ اگر آپ کی کوئی بات جواب کے بغیر رہ گئی ہو تو اس کی نشان دہی کیجئے ورنہ حاضرین گواہ رہیں کہ ہم نے اپنے مدمقابل کی ہر بات کا پورا پورا جواب دے دیا ہے مگر وہ ہمارے دلائل کے پاس تک نہیں پھٹکے اور نہ پھٹک سکتے ہیں۔ کیوں کہ قرآن، حدیث، بزرگان وغیرہ سب ہمارے ساتھ ہیں۔ خدارا ان سب باتوں کو سوچئے!!

محمد سلیم عفی عنہ
۶۳/۱۱/۲۵
(مولانا محمد سلیم مناظر جماعت احمدیہ)

(شرحدستخط صدر مناظرہ)

آخری پرچہ بر کذابیت مرزا صاحب

از اہل سنت والجماعت یادگیر ۲۵/۱۱/۶۳

مسلمان بھائیو یہ میرا آخری پرچہ ہے۔ اس تین دن کے مناظرے نے ثابت کردیا کہ مرزا جی نبی تو کیا ہوتے سچے بھی ثابت نہیں ہوسکے۔ اس پرچے میں آپ نے درثمین مرزا صاحب کے اشعار شروع کردیا۔ مرزا صاحب کی صداقت مرزا صاحب ہی سے۔ اشعار انھیں کی کتابوں سے اگر ثابت ہوجاتی ہے تو ان یادگیر کے بھائیوں کے یہاں مرزا صاحب کی بہت سی کتابیں تھیں پھر آپ کو کلکتہ سے، مدراس سے، دہلی سے، ملابار سے اور نہ معلوم کہاں کہاں سے کیوں بلایا تھا۔ آپ اپنے دوسرے پرچے کے دھوکوں کو سن لیجئے۔ لن نومن لرقیک۔ پرسوں تو آپ نے اسی آیت کو پڑھ کر لکھا تھا کہ کوئی انسان آسمان پر نہیں جاسکتا۔ آج آسمان پر جانا تسلیم کرلیا شکر ہے آپ کی تسلیم پر۔ بے شک قرآن میں آنحضرتؐ کی صداقت کی دلیلیں ہیں۔ مرزا جی کی نہیں کیونکہ قرآن حضورؐ پر اترا ہے ہاں تمھارا یہ عقیدہ ہے کہ بقول مرزا صاحب قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منھ کی باتیں ہیں۔ "تذکرہ" ص ۵۸۴۔

آپ کی اور مرزا صاحب کی دونوں کی قرآن دانی معلوم ہوچکی ہے۔ سورہ جمعہ میں آخرین کا لفظ آیا ہے آخری کا نہیں کل تو آپ مرزا صاحب کو آخری نبی ماننے کو تیار نہ تھے۔ آج فوراً مان لیا، شکر ہے پروردگار جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔

آپ نے فارسی الاصل بھی مرزا صاحب کو کہا ہے حالانکہ میں کل سے کہہ رہا ہوں کہ مرزا صاحب چینی ہیں۔ چینی جو آج ہمارے ہندوستان کے لئے عظیم انسان خطرہ ہیں۔ جس طرح چینی ہندوستان کے لئے خطرہ ہیں مرزا صاحب اسلام کے لئے ٹھیک اسی طرح خطرہ ہیں کہ اسلام کو جڑ سے اکھیڑ کر ایک نقلی عمارت کا نام اسلام دے کر دنیا کو دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ بہشتی مقبرہ، منارۃ المسیح، مسجد اقصیٰ وغیرہ بہت سی باتیں ہیں۔ تحفہ گولڑویہ ص ۲۵ چینی ہونے کا اقرار۔

آپ نے مشکوٰۃ کے حاشیہ سے مہدی کا ثبوت دیا ہے کیا حاشیہ بھی آنحضرتؐ کی حدیث ہے۔ ابھی آپ آخری نبی کہہ رہے تھے ابھی مہدی ابھی مجدد، آخر کیا بات ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یادگیر کے مناظرہ نے آپ کو سخت گڑبڑی میں ڈال دیا ہے۔ مرزا جی کو کسی ایک گدی پر بٹھانا

نہیں چاہتے۔ آکاش بیل کی طرح اُلجھ رہے ہو مگر مجھ کو الجھا نہیں سکو گے۔ آنحضرت نے کفار قریش کے عہد نامے سے لفظ رسول کاٹا تھا صرف اس لئے کہ وہ کافر تھے وہ حضور کو رسول نہیں مانتے تھے مگر مرزا صاحب کا حکم ہے کہ جہاں لفظ نبی ہے ہر جگہ سے نبی کا لفظ کاٹ کر محدث بنایا جائے۔ کتنا کھلا دھوکا دے کر بھاگنا چاہتے ہو مگر نکل نہیں سکتے۔

آپ نے یادگیر کے کسی بزرگ کا واقعہ بتا کر مرزاجی کی صداقت ثابت کی ہے، حالانکہ مرزاجی کہتے ہیں میری صداقت کی بہت ہی عظیم الشان نشانی محمدی بیگم سے میری شادی ہے۔ دوسری کوئی نشانی کو مرزا صاحب نے اتنے طاقت سے نہیں کہا ہے۔

اعجاز احمدی صفحہ ۵ پر مولوی محمد حسین بٹالوی کے ایمان لانے کی پیشگوئی موجود ہے۔ تیسرے پرچے کو آپ نے مرزاجی کے اشعار سے پُر کیا ہے یا وعظ سے۔ اس میں آپ نے معالم التنزیل اور بخاری شریف کی توہین کر رہے ہو حالانکہ شہادت القرآن صفحہ ۴۱ میں مرزا صاحب نے اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہا ہے۔ افسوس تم پر اگر تم مرزا صاحب کو آج سچا نہیں ثابت کر سکے تو تمام تفاسیر اور بخاری کو جھوٹا بنا رہے ہو۔ یہ کتابیں تو مرزا صاحب کے پیدائش سے کئی سو سال پہلے کی ہیں۔ یہ تو کیا غلط ہوئی۔ مرزا صاحب کی صداقت ہی غلط ہو جاتی ہے۔ اس کو دنیا طبع ہونے کے بعد جان لے گی کہ کس نے کیا دلیل دی۔

تم نے نفسیات کا عجب اصول نکالا کہ رسولوں کی نکتہ چینی کی جاتی ہے یہ تو ٹھیک ہے مگر یہ تمہاری نرالی منطق ہے کہ جس کی نکتہ چینی، عیب جوئی کی جائے وہی رسول ہو جائے گا۔ خواجہ اسمٰعیل لندن کے نبی نے جو کتابیں آج روانہ کی ہیں میں نے آپ کے مطالعہ کے لیے روانہ کیا تھا اگر یہی اصول مان لیا جائے جس کی کہ نکتہ چینی کی جائے وہ نبی اور سچا اور رسول بن جاتا ہے تو پھر مرزاجی ہی نہیں بلکہ گنا چوری، تیما پوری، لندنی اور چین بشو لشتوری یہ اور مرزاجی سب ہی ایک ہی ساتھ نبی اور سچے بن جاتے ہیں اسی طرح سمجھ لو کہ نبی کی مخالفت تو ہوئی ہے مگر جس کی مخالفت ہوگی وہ نبی ہے تو آج میں تمہاری مخالفت کرتا ہوں لہذا تم نبی اور تم میری مخالفت کرتے ہو لہذا میں نبی نعوذ باللہ۔ آپ نے بہت ساری پیش گوئیاں نقل کر دیں، آپ سمجھے کہ میں اسی کے جواب میں لگ جاؤں گا اور آپ کے آخری پرچے میں آپ مرزا صاحب کی صداقت ثابت کریں گے۔ میں نے کچی گولی نہیں کھیلی ہے۔ پہلے محمدی بیگم کی شادی، ڈاکٹر عبدالحکیم کی موت منظور محمد کے بیٹا وغیرہ کو ثابت کیا ہوتا تو ہم ضرور اس جھوٹی پیشگوئیوں کی بھی قلعی کھول دیتے۔ پہلے میرا قرض ادا کرو اس کے بعد تمہارا مطالبہ سنوں گا۔ یہ کھیل نہیں مناظرہ ہے۔ لائے نہ عبدالحکیم کے "تک" اور "کو" کو۔ مگر مرزا صاحب نے جو کہا تھا کہ اللہ نے مجھے کہا کہ عبدالحکیم ہلاک ہوگا تو بچ جائے گا وہ پیش گوئی کہاں غائب ہو گئی۔ قسم کھا کر کہتا ہوں، آپ لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ مرزا صاحب کی پیش گوئیاں پوری نہیں ہوئیں مگر ہٹ دھرمی پر قائم ہیں۔

آپ نے حدیث میں مقبرہ کا لفظ مانگا ہے۔ حدیث سے تکلف کرنے کی ضرورت نہیں مرزا صاحب نے خود ازالہ اوہام ص۱۹۶ میں اس حدیث کو تسلیم کر لیا ہے۔ خیر الاخلا فیہا نذیر سے مرزا صاحب کی صداقت ثابت نہیں ہوتی اس سے بقول آپ کے کل کے ترجمہ کے خلا بمعنی 'موت' مرزا صاحب کی موت ثابت ہوتی ہے۔ چونکہ میرا یہ آخری پرچہ ہے، لہذا میں نے پیش گوئی کے ذریعہ پرکھ لیا کہ مرزا صاحب کاذب ہیں۔

اب عام اخلاق ان کے کیا تھے۔ کیونکہ قرآن میں آتا ہے کہ انبیاء کے اخلاق بہت بلند ہوتے ہیں مگر مرزا صاحب نے اپنی گالی سے نہ ہندو کو چھوڑا نہ مسلمان کو۔ ہندو کی گالی کے لئے ازالہ اوہام ص۱۵ دیکھ لو۔ عیسیٰؑ کو تو یہاں تک کہہ دیا کہ خدا عیسیٰؑ کو دوبارہ لا نہیں سکتا، جس کا پہلا فتنہ ہی نے دنیا کو تباہ کر دیا ہے۔ دافع البلا ص۱۵۔ نعوذ باللہ مسلمانو مولوی سلیم تو کیا سوچیں گے تم ہی سوچو خدا کو بھی اختیار نہیں کہ دوبارہ عیسیٰؑ کو لا سکے۔ ایسا خدا مرزا صاحب کو اور ان کے کلمہ گو کو مبارک۔ کیا کوئی مسلمان خدا کو مجبور مان کر مسلمان رہ سکتا ہے۔ پھر یہ بھی کہ عیسیٰؑ کا پہلا آنا فتنہ تھا۔ توبہ توبہ استغفر اللہ۔ نبی تو رحمت بن کر آتے ہیں۔ اب معلوم ہوا کہ نبی کا آنا بھی فتنہ ہوتا ہے۔ افسوس یا دگیر کے مرزائی دوستو، صرف اسی حوالے پر تم لوگ مرزائی مذہب سے توبہ کر لو۔ ہاں مرزا صاحب کا آنا تو واقعی فتنہ ہی فتنہ ہے، کیونکہ یہ خدا کی طرف سے نہیں آئے ہیں مگر عیسیٰؑ کو تو قرآن کہتا ہے کہ خدا نے بھیجا تھا۔ افسوس خدا نے ایک ایسے شخص کو نعوذ باللہ نبی بنا دیا اور جان نہیں سکا کہ یہ نبی زمین پر صلح کرے گا یا فتنہ، رحمت بنے گا یا فتنہ۔ دوسرا حوالہ سنو انجام آتھم ص۴۱، 'مریم کے بیٹے کو کشلیا کے بیٹے پر کوئی زیادت نہیں توبہ توبہ استغفر اللہ۔ اے خدا تو اس گندے عقیدے سے ہر مسلمان کو پناہ دے۔ حضرت ابوہریرہؓ کو جو صحابی ہیں، جن کے مرتبہ کو دنیا کا کوئی ولی اور قطب، غوث نہیں پا سکتے مرزا جی نے غبی کہا ہے۔ اعجاز احمدی ص۱۸۔ اسی طرح دوسرے جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو معمولی انسان کہا۔ ازالہ ص۲۴۲۔ حضورؐ کے جگر گوشہ شہید کربلاؓ کو کیا کہا ہے۔ وہ بھی کلیجہ پر پتھر لا کر سن لو۔ تم نے اس کشتہ سے نجات چاہی کہ جو نا امید سے مر گیا۔ پس تم کو خدا نے جو غیور ہے ہر ایک مراد سے نا امید کیا وہ خدا جو ہلاک کرنے والا ہے اور بخدا اسے مجھ سے کچھ زیادت نہیں اور میرے پاس خدا کی گواہیاں ہیں پس تم دیکھ لو اور میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے۔ پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔ اعجاز احمدی ص۸۱۔ دوسری جگہ کہتا ہے۔ اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔ مگر حسین پس تم دشت کربلا کو یاد کر لو۔ اب تک تم روتے ہو پس سوچ لو۔ اعجاز احمدی ص۶۹۔

مسلمانوں مرزا جی یہ گالیاں کس کو دیتے ہیں، تم کو معلوم ہے حضرت حسینؓ کو اور ان کو تمہارا حسین کہتے ہیں اگر ان کے نانا جان کی تابعداری سے مرزا صاحب کو نبوت ملتی تو حضرت حسینؓ کو وہ اپنا حسین کہتا تمہارا حسین ہرگز ہرگز نہیں کہتا۔ مجنوں کو تو لیلیٰ کی گلی کا کتا بھی پسند تھا اور مرزا صاحب حضرت حسینؓ سے نفرت

اور آنحضرت کی تابعداری۔ یہ ہاتھی کے دانت تھے جو یہ مولوی دھوکہ دینے کے لئے آکاش بیل کی طرح چلا رہے تھے جس کی خود جڑ نہیں ہوتی مگر دیکھنے کو عجیب غریب ملا قنوز معلوم ہوتی ہے۔ اب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی توہین اور بے عزتی کو برداشت کرلو۔ براہین حصہ چہارم ص۵۰۳ پر مرزا جی لکھتا ہے کہ میں عین بیداری میں حضرت فاطمہ کی ننگی ران پر سر رکھ کر سو رہا۔ ای اللہ تو اس فتنہ عظمیٰ سے نجات دے اس کو سننا بہت مشکل ہے اچھا اور آگے چلو اب سرکار والا تبار صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین سن لو۔ اس کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا اب کیا تو انکار کرے گا۔

اور ان کے معجزات میں سے معجزانہ کلام بھی تھا اور اسی طرح مجھے وہ کلام دیا گیا جو سب پر غالب ہے۔

اعجاز احمدی ص۷۱

مسلمانو! خدا کے لئے غور کرو کہ جب حضور کے کہ ایک چاند گہن تو تابعدار نبی کے لئے چاند اور سورج دونوں کا کیسے ہوگا۔ یہ تو کل کہتے تھے کہ مرزا کو جو کچھ ملا حضور کی تابعداری سے ملا ہے اس مقابلے پر غور کرو "اس کے لئے" "میرے لئے" ابھی تم سن لوگے کہ مولوی سلیم بہت جگہ سے نظم و نثر نقل کر کے یہ ثابت کریں گے کہ مرزا جی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت تعریف کی ہے۔ ہاں دوسرے جگہوں پر تعریف بھی کی ہے اسے میں تسلیم کرتا ہوں۔ تو چونکہ مرزا نے بہت سی جگہوں میں آنحضرت کی تعریف بھی کیا ہے اس لئے اس کو بطور کاپی رائٹ یہ حق بھی پہنچ گیا کہ بہت جگہ گالی بھی دے دے۔ دوستو بس اسی پر اکتفا کرتا ہوں یہ مرزا جی کی تابوت پر یا دگیر کے لئے یادگیری گیل سمجھو ابھی فدایان خاتم النبیین اور کل ہندو مسلمان قادیانی بھائیوں کا شکریہ اب تمہارا کام غور کرنا ہے کہ کون دین حق ہے مرزا کا یا آنحضرت کا۔ فقط والسلام

احقر

(شرحد ستخط) محمد اسمٰعیل عفی عنہ

۲۵/۱۱/۶۳ء

ای اللہ تو ان بھائیوں کے دل کو مولوی لوگوں کے دل کو کھول دے تاکہ وہ نور محمدی سے فیض حاصل کریں پنجابی نور سے نہیں، جبکہ اعجاز احمدی ص۵۲ میں انھوں نے خود گوبر کہا ہے تو کیا سر گیں کی یعنی گوبر کی تابعداری کروگے۔ گوبر کو چھوڑو، رحمت اللعالمین کا دروازہ ابھی کھلا ہے لوٹ آؤ لوٹ آؤ۔

(شرحد ستخط) احقر محمد اسمٰعیل عفی عنہ

(شرحد ستخط صدر مناظرہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جماعت احمدیہ کا آخری پرچہ

سامعین کرام!

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موضوع پر ہمارا یہ آخری پرچہ ہے۔ آپ نے ہمارے مدمقابل کا تیسرا پرچہ سن لیا اور ان کا انداز تحریر دیکھ لیا ہے اور ان کی زبان کی تہذیب و شائستگی کا بھی خوب اندازہ کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بالکل سچ فرمایا:-

یحسرۃ علی العباد ما یأتیھم من رسول الّا کانوا بہ یستھزءون
(سورہ یٰسین)

یعنی دنیا میں کوئی ایک نبی بھی ایسا نہیں آیا جس کا مذاق نہ اڑایا گیا ہو اور تمسخر اور استہزا سے کام نہ لیا گیا ہو۔ ہم اپنے گزشتہ پرچے میں کئی نبیوں کے نام لے کر بتا چکے ہیں کہ ان مولویوں نے ان پر ایمان لانے کے باوجود ان پر نہایت ہی گندے الزامات لگائے ہیں، چنانچہ ہمارے مدمقابل نے ان تمام حوالوں کو دیکھ اور پڑھ کر ایسی چپ سادھی ہے کہ گویا ہوش و حواس گم ہو گئے ہیں۔ تو جب ان عظیم الشان نبیوں کے ساتھ ان کا یہ ظالمانہ سلوک ہے، جن پر ایمان لانے کا انہیں دعویٰ ہے تو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے تو یہ دشمن ہیں۔ ان کے متعلق یہ جو بھی کہہ اور کر گزریں ان کے لئے ممکن ہے ؎

مجھ کو کیا تم سے گلہ ہو کہ مرے دشمن ہو
جب یونہی کرتے چلے آئے ہو تم پیروں سے

ہم قبل ازیں معیارِ صداقت کی دلیل کے طور پر یہ امر پیش کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کبھی بھی جھوٹوں کو ترقیات نہیں دیا کرتا اور نہ ہی انہیں لاکھوں کی جانثار جماعت عطا کیا کرتا ہے۔ نہ ان کی جماعتیں لمبے عرصے تک قائم رہا کرتی ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اسی قرآنی معیار پر دوسرے مذاہب کے انبیاء کو پرکھا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

"پس یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلح کاری کی بنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی

حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دُنیا میں آئے۔ خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا چین میں یا کسی اور ملک میں اور خدا نے کروڑہا دلوں میں ان کی عزت اور عظمت بٹھادی اور ان کے مذہب کی جڑ قائم کردی اور کئی صدیوں تک وہ مذہب چلا آیا۔ یہی اصول ہے جو قرآن نے ہمیں سکھایا اسی اصول کے لحاظ سے ہم ہر ایک مذہب کے پیشوا کو جن کی سوانح اس تعریف کے نیچے آ گئی ہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ گو وہ ہندوؤں کے مذہب کے پیشوا ہوں یا فارسیوں کے مذہب کے یا چینیوں کے مذہب کے یا یہودیوں کے مذہب کے یا عیسائیوں کے مذہب کے۔ مگر افسوس کہ ہمارے مخالف ہم سے یہ برتاؤ نہیں کرتے اور خدا کا یہ پاک اور غیر متبدل قانون ان کو یاد نہیں کہ وہ جھوٹے نبی کو وہ برکت اور عزت نہیں دیتا جو سچے کو دیتا ہے اور جھوٹے نبی کا مذہب جڑ نہیں پکڑتا اور نہ عمر پاتا ہے۔"

(تحفہ قیصریہ صفحہ ۶)

حضرات! ہمارے مدِمقابل نے ہمارے پیش کردہ دلائل جو قرآن مجید اور احادیث سے پیش کئے گئے ہیں کو توڑنے کی کوشش نہیں کی، صرف اِدھر اُدھر کی باتوں میں کاغذ سیاہ کئے ہیں۔

آپ نے کہا ہے کہ تم نے مرزا صاحب کو اصل مقام سے نیچے اُتار کر مجدّد بنا دیا۔ حالانکہ ہم نے آج اپنے سب سے پہلے پرچے میں حضرت مرزا صاحب کا یہ دعویٰ پیش کیا تھا کہ آپ اس زمانے کے مجدّد ہیں۔ نیز پہلے بزرگوں نے بھی آنے والے مہدی اور مسیح کو مجدد اور مجتہد کہا ہے جیسا کہ لکھا ہے:-

"اگر ظہور مہدی علیہ السّلام و نزول عیسیٰ صورت گرفت پس ایشاں مجدد و مجتہد باشند۔"

(حجج الکرامہ صفحہ ۱۳۹)

اب کیا اس حوالے کا یہ مطلب ہے کہ اس کتاب کے بزرگ مصنف نے حضرت امام مہدی اور مسیح علیہ السلام کو مہدویت اور عیسویت سے نیچے اُتار کر مجدد بنا دیا ہے۔ مجدّد کے معنی تو دین کو تازہ کرنے والے کے ہیں اسی لئے خدا کا ہر نبی اور رسول بدرجہ اولیٰ مجدّد ہوتا ہے اور حضرت رسول مقبول صلعم مجدد اعظم ہیں۔

ہمارے مدِمقابل نے ہم سے پوچھا ہے کہ نوحؑ کی کشتی میں سوار ہونے والے تو سب بچ گئے تھے کیا قادیان میں رہنے والے بھی سب کے سب طاعون سے بچ گئے؟ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے مقابلے میں آنے والے صاحب ادھار کھائے بیٹھے تھے کہ آج کوئی بات بھی وہ حق پرستی کی نہیں کریں گے۔ حضرات مرزا صاحب نے اپنے مکان کو نہ کہ سارے قادیان کو کشتی نوح بتایا تھا اور ہمارا دعویٰ ہے اور دُنیا جانتی ہے کہ اللہ کے فضل سے آپ کے مکان میں آپ کی چار دیواری کے اندر کبھی کسی کو طاعون نہیں ہوئی۔

ہمارے مدمقابل نے حضرت مرزا صاحب کی کتاب اربعین ۳ ص ۵ کے حوالے کی بنیاد پر مرزا صاحبؑ کی طرف یہ بات منسوب کی ہے کہ آپ کے نزدیک تئیس سالہ میعاد مدعی نبوت کے لئے مقرر کی گئی ہے یہ اتنی بڑی غلط بیانی ہے کہ ہم کو بے اختیار یہ ضرب المثل یاد آگئی کہ :-

'چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد'

حضرت مرزا صاحبؑ کی یہ کتاب شائع شدہ ہے اور ہر شخص اس کا مطالعہ کر سکتا ہے مگر ہمارے مدمقابل کے پیش کردہ حوالے میں حضرت مرزا صاحب کا خیال نہیں بلکہ کسی حافظ محمد یوسف صاحب کا خیال بیان کیا گیا ہے جو اس قرآنی معیار کے رو سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی سچا ماننے کے لئے تیار نہیں تھا۔

ہمیں تعجب ہے کہ ہمارے مدمقابل کس دیدہ دلیری اور جرات کے ساتھ غلط باتیں ہماری طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ ہم نے ہرگز نہیں لکھا کہ کفار مکہ آنحضرت صلعم کا آسمان پہ جانا ممکن تسلیم کرتے تھے بلکہ ہم نے تو یہ لکھا ہے کہ انھیں آپ کا آسمان پر جانا مسلم نہ تھا اسی لئے وہ بے دلیل آپ کے اس دعوے کو ماننے کے لئے تیار نہ تھے کہ آپ کہہ دیں کہ میں آسمان پر گیا تھا۔ اور ان کے اس مطالبے کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہی جواب دیا ہے کہ بشر اور رسول آسمان پر نہیں جا سکتا، جس سے ہم نے حضرت عیسیٰؑ کی وفات کا استدلال کیا تھا اور ہمارے مدمقابل اس کا کوئی جواب نہ دے سکے۔

آپ نے لکھا ہے کہ مرزا صاحب کا الہام ہے "قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔" گویا آپ کے خیال میں حضرت مرزا صاحب نے قرآن کریم کو اپنے منہ کی باتیں کہا ہے۔ یہ بھی سراسر ناجائز اتہام ہے۔ کیونکہ خود حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ہے۔ یہ میرا الہام ہے۔ گو یہاں اختلافِ ضمائر ہے۔ جس کی مثالیں قرآنِ مجید میں موجود ہیں اور میرے منہ کی باتیں دراصل اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اس میں کیا شبہ ہے کہ قرآنِ مجید واقعی خدا کے منہ کی باتیں ہیں۔

کیا ہمارے مدمقابل کو یاد نہیں کہ سورۂ فاتحہ میں ایاك نعبد آیا ہے تو اب اگر کوئی دشمن اسلام یہ اعتراض کرے کہ دیکھو جی یہ خدا کا کلام ہے اور خدا گویا محمد رسول اللہ کو یہ کہتا ہے کہ ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں تو جس طرح اس دشمن کا یہ اعتراض بیہودہ ہے، اسی طرح پہلا اعتراض بھی بالکل غلط ہے۔

آپ نے بڑی خوشی منائی ہے کہ سورۂ جمعہ کے لفظ آخرین سے ہم نے حضرت مرزا صاحب کو آخری نبی مان لیا ہے۔ ہمارے مدمقابل کو آخرین بفتح الخاء اور آخرین بکسر الخاء کا فرق بھی معلوم نہیں اور آگئے ہیں گھر سے مناظرہ کرنے!

ہمارے مدمقابل نے تعریض کی ہے کہ مشکوٰۃ شریف کا حاشیہ کیوں پیش کیا گیا ہے، حالانکہ حاشیہ پر

مشکوٰۃ کی شرح "مرقاۃ" کی عبارت ہے جو حضرت امام ملا علی قاری کی تحریر ہے جو اہل سنت والجماعت کے بہت بڑے امام ہیں۔

فارسی الاصل ہونے کے متعلق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا یہ حوالہ قابل غور ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

"اس عاجز کا خاندان دراصل فارسی ہے نہ مغلیہ۔ نہ معلوم کس غلطی سے مغلیہ خاندان کے ساتھ مشہور ہو گیا"۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۷ حاشیہ)

آپ لکھتے ہیں صلح حدیبیہ کے موقع پر رسول کریم صلعم نے اپنے نام سے رسول اللہ کا لفظ اس لئے کاٹ دیا تھا کہ مکہ والے آپ کو مانتے نہیں تھے۔ ہمارا سوال تو یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے بھی تو اپنی تحریرات میں لفظ نبی کو کاٹنے کی اجازت اسی لئے دی ہے تا کہ یہ لوگوں کو ناگوار گزرتا تھا۔ ان لوگوں کو جو آپ کو نہیں مانتے تھے تو اگر اتنی سی بات سے حضرت مرزا صاحب کا دعوے نبوت سے رجوع ثابت ہو جاتا ہے، جیسا کہ آپ کا اصرار ہے جو مرزا صاحب کو نہیں مانتے تو کفار مکہ کو بھی یہ حق پہنچتا تھا کہ وہ سمجھیں کہ رسول اللہ صلعم نے بھی رسالت سے رجوع کر لیا ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ وہ آپ لوگوں سے بہت زیادہ انصاف پسند اور منصف مزاج تھے۔ . . . . . . کیونکہ انھوں نے ایسا خیال نہیں کیا بجائیکہ آپ اپنے اصرار سے باز نہیں آ رہے۔

آپ نے پھر لکھا ہے کہ مرزا صاحب کے ساتھ ہی عبد اللہ تیماپوری اور اسمٰعیل لندنی بھی نبوت کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آنحضرت صلعم کے ساتھ ہی مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی بھی نبوت کے مدعی تھے لیکن اہل نظر سچے کو جھوٹے سے الگ کرنے میں کوئی مشکل محسوس نہیں کرتے۔

آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۵ کے حاشیے سے یہ تحریر کیا ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے آپ کو چینی الاصل کہا ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے، وہ عبارت نہ مرزا صاحب کی ہے اور نہ اس میں آپ کو چینی الاصل کہا گیا ہے۔

ہم پہلے جواب دے چکے ہیں کہ محمد حسین بٹالوی کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کی پیش گوئی حرف بحرف پوری ہو گئی۔ آپ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔

آپ نے اپنے پرچے میں لکھا تھا کہ آنے والا مسیح رسول کریم صلعم کے مقبرہ میں دفن ہوگا۔ ہم نے آپ کو چیلنج دیا تھا کہ آپ حدیث میں مقبرہ کا لفظ دکھائیے، مگر آپ نے اس کا نام تک نہیں لیا اور حضرت مرزا صاحب کا ایک حوالہ پیش کر دیا ہے، حالانکہ وہ بھی آپ کے مفید مطلب نہیں ہے۔ مرزا صاحبؑ نے کہاں لکھا ہے کہ کسی حدیث میں ایسا آیا ہے کہ آنے والا مسیح رسول کریم صلعم کے مقبرہ میں دفن ہوگا۔

آپ کو بڑا دکھ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے یہ لکھ دیا ہے کہ مریم کے بیٹے کو کوشلیا کے بیٹے پر کوئی زیادت

حاصل نہیں حالانکہ مریم کا بیٹا بھی خدا کا نبی تھا اور کوشلیا کا بیٹا بھی خدا کا نبی تھا۔ اعتبار نہ ہو تو اپنے رُوحانی جدامجد مولانا محمد قاسم نانوتوی کی تحریریں پڑھ لیجئے، حضرت مرزا صاحب نے تو عیسائیوں کو ملزم کیا ہے کہ اگر مریم کا بیٹا خدا ہو سکتا ہے تو کوشلیا کا بیٹا کیوں خدا نہیں ہو سکتا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ نہ یہ خدا ہے نہ وہ خدا ہے البتہ دونوں بشر تھے، اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول تھے۔

آپ نے پھر ڈاکٹر عبدالحکیم کا نام لیا ہے۔ حالانکہ ہم اس کا مفصل جواب دے چکے ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ کو حضرت مرزا صاحبؑ نے نہیں بلکہ مولانا ثناء اللہ پانی پتی نے درایت کے لحاظ سے کمزور کہا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ جلیل القدر صحابی ہونے کے باوجود درایت میں رجل صحابہؓ کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ وہ وضو کرتے وقت بازو کندھوں تک اور پاؤں بن ران تک دھویا کرتے تھے۔

آپ نے آنے والے مسیح کے متعلق جس قدر روایات بیان کی ہیں ان کے ساتھ آپ نے اس پر غور نہیں فرمایا کہ آنحضرت صلعم نے جن لوگوں کو نزول مسیح کی خبر دی تھی یعنی اپنے صحابہ کرامؓ کو ان میں مسیح نازل نہیں ہوئے لہذا ماننا پڑا کہ جن میں مسیحؑ کا آنا مقدر تھا وہ بھی صحابہ نہیں بلکہ صحابہ کے مثیل ہوں گے اور آنے والا مسیحؑ بھی مسیح ابن مریم نہیں بلکہ مسیح ابن مریم کا کوئی مثیل ہوگا۔

آپ نے الزام لگایا ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے حضرت حسینؓ کی ہتک کی ہے حالانکہ آپ فرماتے ہیں:۔

"حسین رضی اللہ عنہ طاہر و مطہر تھا اور بلاشبہ وہ ان برگزیدوں میں سے ہے
جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے اور بلاشبہ
وہ سرداران بہشت میں سے ہے اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اس سے موجب سلب ایمان ہے"

(ملاحظہ ہو اشتہار تبلیغ الحق)

ہمارے مدمقابل نے یہ کہہ کر ظلم کیا ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ اسلام کو تباہ کرنے کے لئے آئے ہیں۔ یہ ہمارے سارے پرچے شاہد ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کا صرف اتنا ہی مشن تھا کہ ؎

جان و دلم فدائے جمال محمد است
خاکم نثار کوچۂ آل محمد است

(درثمین فارسی)

ہمارے مخالفین کی ساری کوششیں اس غرض کے لئے وقف ہیں کہ کسی طرح احمدیہ جماعت کی ترقی کو روک دیں اور بانیٔ سلسلۂ احمدیہ پر گند اُچھالیں مگر وہ یاد رکھیں کہ ان کی کوئی تمنا اور کوئی آرزو بر نہیں آئے گی۔ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں سامعین ذرا غور سے سنیں:۔

"مخالف لوگ عبث اپنے تئیں تباہ کر رہے ہیں۔ میں وہ پودا نہیں ہوں کہ ان کے ہاتھ سے اکھڑ سکوں اگر ان کے پہلے اور ان کے پچھلے اور ان کے زندے اور ان کے مُردے تمام جمع ہو جائیں اور میرے مارنے کے لئے دعائیں کریں تو میرا خدا ان تمام دعاؤں کو لعنت کی شکل میں بنا کر ان کے منہ پر مارے گا۔ دیکھو صدہا دانشمند آدمی آپ لوگوں کی جماعت میں سے نکل کر ہماری جماعت میں ملتے جاتے ہیں۔ آسمان پر ایک شور برپا ہے اور فرشتے پاک دلوں کو کھینچ کر اس طرف لا رہے ہیں۔ اب اس آسمانی کارروائی کو کیا انسان روک سکتا ہے۔ بھلا اگر کچھ طاقت ہے تو روکو اور وہ تمام مکر و فریب جو نبیوں کے مخالف کرتے رہے ہیں سب کرو اور کوئی تدبیر اٹھا نہ رکھو ناخنوں تک زور لگاؤ اتنی بد دعائیں کرو کہ موت تک پہنچ جاؤ پھر دیکھو کہ کیا بگاڑ سکتے ہو۔"

(ضمیمہ اربعین ۳،۴)

آپ نے حضرت مرزا صاحب پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی توہین کا ناپاک الزام لگایا ہے۔ یہ تو حضرت مرزا صاحب کا کشف ہے اور اس میں بھی ران کے ننگے ہونے کا ذکر نہیں اور حضور نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو "مادرِ مہربان" تحریر کیا ہے (براہین احمدیہ ص۵۰۳) کیا آپ کو معلوم نہیں کہ حضرت سید عبد القادر جیلانی نے کشف میں لکھا ہے کہ حضرت عائشہؓ کا دودھ پیا پہلے ایک پستان سے پھر دوسرے پستان سے۔ کیا ماں کی گود میں سر رکھنا یا ماں کا دودھ پینا ماں کی توہین ہے؟

حضرت مرزا صاحب نے اپنے معجزانہ کلام کے بارے میں تحریر کیا ہے کہ کلما قلت من کمال بلاغتی فی البیان فھو بعد کتاب اللہ القرآن (لجۃ النور) کہ میرا معجزانہ کلام قرآنِ مجید کی غلامی میں معجزہ ہے اور اسی مضمون کو اپنی کتاب "ضرورۃ الامام" ص۲۳ میں بیان فرمایا ہے۔

مرزا صاحب کا یہ لکھنا کہ میرے لئے سورج اور چاند کے دو گہن ہوئے ہیں یہ تو رسول کریم صلعم کی پیش گوئی ہے سو اس کے اظہار سے اور پورا ہونے سے حضرت رسول کریم صلعم کی توہین کیسے ہوئی؟

حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ہے:۔

"خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میرے سلسلے کو تمام زمین میں پھیلائے گا۔ . . . . . . ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا ــــــ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا ــــــ سوائے سننے والو ان باتوں کو

یاد رکھو اور ان پیشں خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا۔"

(تجلیات الٰہیہ صہ ۲۱)

پھر فرمایا:۔

"اے تمام لوگو سُن رکھو! ــــــ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلادے گا ...... سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دُنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزّت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلے میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا۔ اور ہر ایک کو جو اس کو معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامُراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔"

(تذکرۃ الشہادتین صہ ۶۴-۶۵)

نیز آپ نے فرمایا:۔

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے رُوبۂ زار و نزار

(دُرِّثمین اُردو)

(دستخط) محمد سلیم عفی عنہٗ
۲۵-۱۱-۶۳ء
(مولانا محمد سلیم۔ مناظر جماعت احمدیہ)

(دستخط صدر مناظرہ)
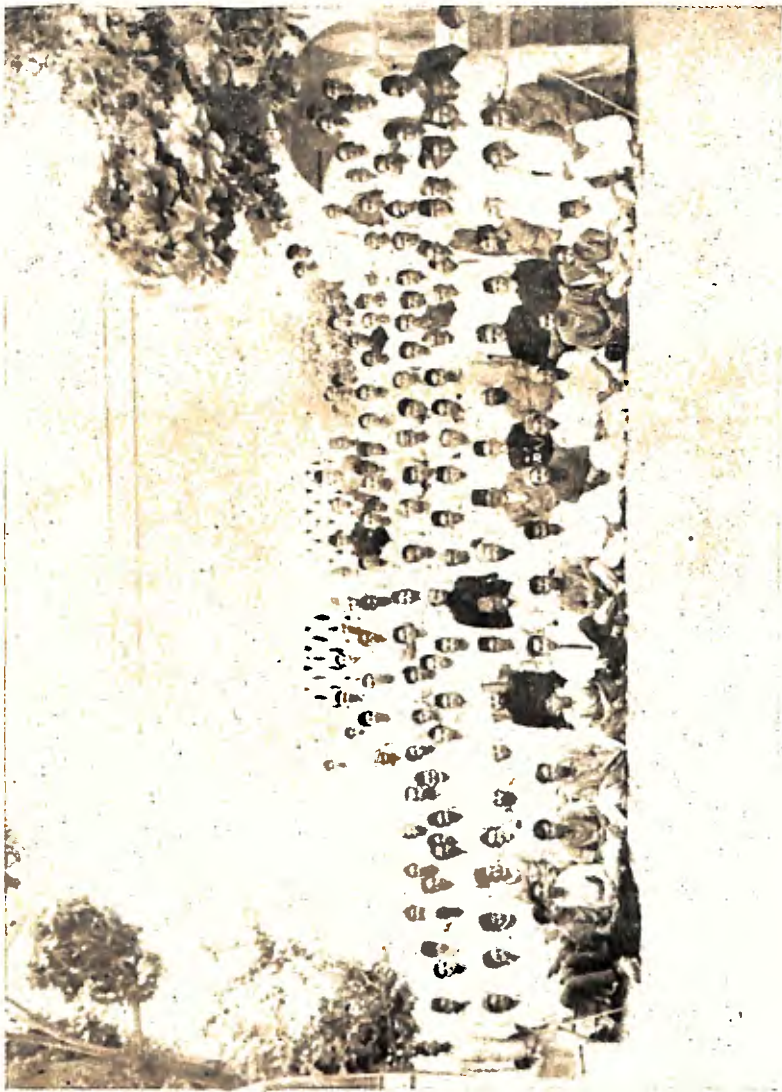
مبلغین کرام و افراد جماعت احمدیہ برموقعہ مناظرۂ یادگیر

شکریہ

مناظرہ یادگیر میں شمولیت اختیار کرنے کے لئے جو مُبلّغین کرام ہندوستان کے مختلف علاقوں سے تشریف لائے ہیں ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں :

(۱) محترم مولوی محمد سلیم صاحب فاضل سابق مبلغ بلادِ عربیہ وبرما ۔ (مناظر)
(۲) " مولوی بی ۔ عبد اللہ صاحب فاضل مبلّغ کیرلہ سٹیٹ ۔
(۳) " مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل مبلغ مدراس ۔
(۴) " مولوی بشیر احمد صاحب فاضل " کلکتہ
(۵) " مولوی سمیع اللہ صاحب فاضل " بمبئی
(۶) " چودھری مُبارک علی صاحب فاضل " آندھراپردیش
(۷) " مولوی حکیم محمد دین صاحب " میسور سٹیٹ
(۸) " مولوی محمد عمر صاحب فاضل " حیدرآباد
(۹) " مولوی فیض احمد صاحب " یادگیر

ان تمام مبلغین حضرات نے مناظرہ کے دوران قرآنِ کریم ۔ احادیث ۔ فقہ تفاسیر قرآن ۔ اقوالِ بزرگان اور کُتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں سے ضروری حوالہ جات کی تلاش میں بہت مدد فرمائی ۔ اور اس طرح خدا تعالیٰ کے خاص فضل وکرم اور اس کی غیر معمولی تائید ونصرت سے اور ان مبلغینِ کرام کے باہم تعاون سے ہمارے تمام پرچہ جات محدود وقت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اچھے پیرائے میں مرتب ہو سکے ۔

میں ان تمام علمائے کرام کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں برکت دے اور زیادہ سے زیادہ دینی خدمات بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے آمین ۔

مکرم چودھری فیض احمد صاحب گجراتی درویش قادیان بطورِ خاص شکریہ کے مستحق ہیں ۔ جنھوں نے مکرم مولوی محمد سلیم صاحب کے لکھانے پر بڑی محنت اور عرق ریزی سے تمام پرچوں کو خوب تیزی کے ساتھ اور خوشخط میں لکھنے کا کام سرانجام دیا ۔ جَزَاهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاء

یہاں یہ بات واضح کرنا بھی ضروری ہے کہ اس کتاب میں فریقین کے پرچوں کو بالکل اصل کے مطابق ہی کتابت کرنے میں بے حد احتیاط برتی گئی ہے۔ اگر کسی پرچہ میں کہیں کوئی لفظ یا حرف رہ گیا ہو یا غلط طریق پر لکھا گیا ہو تو اس کی اصلاح نہیں کی گئی بلکہ حسبہ وبجنسہ نقل کر دیا گیا ہے۔ مثلاً ہمارے مدمقابل نے اپنے پرچوں میں بجائے "محمد رسول اللہ" اور "رحمۃ للعالمین" لکھنے کے "محمد الرسول اللہ" اور رحمت اللعالمین لکھتے رہے ہیں جو کہ عربی قواعد کی رُو سے درست نہیں۔ باوجود اس کے ہم نے من وعن نقل کر دیا ہے۔ اسی طرح ہر نقطہ شعشہ حرکت وسکون وغیرہ کی کتابت میں بھی اس بات کو ملحوظ رکھا گیا ہے کہ طباعت میں یہ پرچے بالکل اصل کے مطابق ہوں۔

اس کتاب کی تیاری کاپی ریڈنگ اور پروف ریڈنگ وغیرہ امور میں جن احباب نے تعاون فرمایا ہے اُن سب کا اور خصوصاً جناب میر احمد صادق صاحب ام۔ اے حیدرآباد اور جناب محمد صادق صاحب حیدرآباد اور مولوی محمد عمر صاحب فاضل مبلغ سلسلہ کا تہِ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

مرزا وسیم احمد
ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان